امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی قدس سرہ

تہلیلیہ

تحقیق الکلمۃ الطیبۃ

تحقیق وتعلیق:

ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس

شعبہ علوم اسلامیہ ٥ جی سی یونیورسٹی ٥ لاہور

الحکمۃ ویعلمہم ویزکیہم

تصوف فاؤنڈیشن

۱۴۱۹

Marfat.com

بسم الله الرحمن الرحیم

تہلیلیہ

تحقیق الکلمۃ الطیبۃ

Marfat.com

تصوف فاؤنڈیشن ابونجیب حاجی محمد ارشد قریشی اور ان کی اہلیہ نے اپنے مرحوم والدین اور لختِ جگر کو ایصالِ ثواب کے لیے بطور صدقہ جاریہ اور یادگار یکم محرم الحرام ۱۴۱۹ھ کو قائم کیا جو کتاب و سُنّت اور سلفِ صالحین و بزرگانِ دین کی تعلیمات کے مطابق تبلیغِ دین اور تحقیق و اشاعت کُتبِ تصوف کے لیے وقف ہے۔

تہلیلیہ

تحقیق الکلمۃ الطیبۃ

تصنیف:

امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی قدس سرہ

تحقیق وتعلیق:

ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس

شعبہ علوم اسلامیہ ٥ جی سی یونیورسٹی ٥ لاہور

تصوف فاؤنڈیشن

لائبریری * تحقیق وتالیف وترجمہ * مطبوعات

واحد تقسیم کار: المعارف گنج بخش روڈ لاہور

Marfat.com

جملہ حقوق بحق مرتب محفوظ ہیں

نام کتاب : تہلیلیہ (تحقیق الکلمۃ الطیبۃ)
(متن، ترجمہ، تخریج وحواشی، ضمیمہ جات)

تحقیق وتعلیق : ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس

زیر اہتمام : محمد نصر اقبال قریشی

ناشر : تصوف فاؤنڈیشن، لاہور

پرُف ریڈنگ : شاہد حسین

خطاطی : احمد علی بھٹہ

کمپوزنگ : حمزہ گرافکس، لاہور

سن اشاعت : اگست ۲۰۱۰ء/رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ

قیمت : ۲۰۰ روپے

297.4
ت دل
تہلیلیہ: تحقیق الکلمۃ الطیبۃ/از حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی
تحقیق وتدوین ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس
لاہور: تصوف فاؤنڈیشن، 2010
160ص

1. تصوف 2. شرح کلمہ طیبہ 3. توحید و رسالت

Marfat.com

فہرست مضامین

صفحہ نمبر	عنوانات
9	☆ حرف اوّل
11	☆ اظہار خیال
15	☆ مقدمہ
32	☆ حوالہ جات رحواشی
39	☆ متن
61	☆ ترجمہ
85	☆ تخریج رحواشی
105	☆ ضمیمہ جات
107	☆ ضمیمہ:۱
128	☆ ضمیمہ:۲
130	☆ ضمیمہ:۳
131	☆ ضمیمہ:۴
132	☆ ضمیمہ:۵
137	☆ عکس
147	☆ مآخذ ومراجع
	☆ Abstract

☆☆☆

Marfat.com

ھدیہ تبریک

ابونجیب حاجی **محمد ارشد قریشی** رحمۃ اللہ علیہ

ایم اے اقتصادیات ٥ ایم اے علوم اسلامیہ

بانی **تصوف فاؤنڈیشن** لاہور

حضرت فضل شاہ رحمۃ اللہ علیہ (نوروالوں کا ڈیرہ) سے سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت تھے۔ دوران ملازمت اہم کلیدی عہدوں پر فائز رہے۔ المعارف، گنج بخش روڈ اور سمن آباد میں اسلامک بک فاؤنڈیشن، تصوف فاؤنڈیشن جیسے اداروں کا قیام ان کی بزرگانِ دین سے گہری عقیدت اور محبت کی غماز ہے۔ مرکز معارف اولیاء داتا دربار لاہور۔ (محکمہ اوقاف پنجاب) کے مجوز اور پہلے مہتمم بھی رہے۔ تصوف پر اُردو، فارسی، عربی، انگریزی میں متعدد کلاسیک کتب شائع کرنے کی وجہ سے علمی اور روحانی حلقوں میں جانی پہچانی شخصیت تھے۔ اُن کے وصال کے بعد یہ سلسلہ اشاعت رُک گیا تھا، تصوف فاؤنڈیشن نے کافی عرصہ کے بعد تصوف پر مستند علمی کتب کی اشاعت کا یہ سلسلہ دوبارہ شروع کیا ہے جو کہ انہی کی کاوشوں کا مرہونِ منت ہے، یہ کتاب بھی اس سلسلہ اشاعت کی ایک کڑی ہے۔ قارئین سے گذارش ہے کہ وہ بانی ادارہ کو ان کی مغفرت اور بلندی درجات کے لیے اپنی خصوصی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

Marfat.com

انتساب

سیّدی و مرشدی علاّمہ محمّد کریم سلطانی مدظلہ العالی

کی علمی، دینی و روحانی خدمات کے نام

جن سے نسلِ نو میں دینی ذوق پروان چڑھا

طالبِ دعا :

ہمایوں عباس

Marfat.com

تصوف فاؤنڈیشن کی زیادہ سے زیادہ کتابیں خریدیئے یہ صدقہ جاریہ ہے
اِن کتابوں کی تمام آمدن صرف اشاعت کُتبِ تصوف پر صرف ہوتی ہے

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صلی اللہ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد و آلہ وسلم

حرفِ اوّل

زیرِ نظر رسالہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی اہم تصانیف میں سے ہے۔ علمی وفکری اعتبار سے یہ رسالہ اہم مباحث پر مشتمل ہے۔ راقم نے اس رسالہ کے متن، ترجمہ، تخریج وتعلیقات اور اس موضوع پر آپ رحمہ اللہ کی دیگر تحریرات میں مواد کی جمع آوری کا کام کیا ہے۔ علاوہ ازیں اس رسالہ کے تحریر کرنے کا پس منظر، اس پر ہونے والے کام کا جائزہ اور رسالہ کے بارہ میں بعض اہل قلم کی غلط فہمیوں کا تذکرہ مقدمہ میں کیا ہے۔

اس کتاب کی تکمیل میں میرے احباب ورفقاء، ڈاکٹر حافظ محمد سجاد، ڈاکٹر محمد عبداللہ صالح، ڈاکٹر محمد فاروق حیدر، حافظ محمد نعیم، حافظ محمد صدیق کے مشورے وتعاون شامل حال رہے۔ انگلینڈ سے برادرم امجد جاوید صاحب نے بہت سی معلومات فراہم کیں۔ جناب پروفیسر محمد اقبال مجددی دامت برکاتہم العالیہ کی عنایات اور محبتیں نہ ہوں تو بہت سے کام پایہ تکمیل کو نہ پہنچ سکیں۔ علامہ غلام مصطفیٰ القادری، علامہ ظفر اقبال کلیار، اور جناب شاہد حسین نے ترجمہ کو بہتر بنانے کے لیے مفید مشورے دیئے۔ سب احباب کا شکر گزار ہوں۔

بزرگ لکھاری سلسلۂ مجددیہ کے ممتاز مؤرخ جناب محمد صادق قصوری مدظلہ العالی اور محترم ناظم بشیر مجددی ان علمی کاموں میں مسلسل حوصلہ افزائی فرماتے ہیں جو ہمت وقوت میں اضافے کا سبب بنتی ہے۔

سیدی ومرشدی علامہ محمد کریم سلطانی زید مجدہ اور والدین کی دعائیں ہمیشہ میرا سہارا بنیں۔ اہلیہ اور بریعہ فاطمہ کا بھی شکریہ کہ بہت سی ذمہ داریوں سے مجھے آزاد کر رکھا

Marfat.com

ہے اور مجھے علمی کاموں کے لیے وقت میسر آتا ہے۔ تصوف فاؤنڈیشن، لاہور کے مالک میرے دوست جناب محمد نصر اقبال قریشی کی مہربانی اور شفقت ہے کہ وہ میری ہر کتاب شائع کرنے کے لیے تیار رہتے ہیں۔

۱۵ر شعبان المعظم ۱۴۳۱ھ کی رات یہ سطور تحریر کر رہا ہوں۔ دعاء ہے کہ اللہ کریم حیاتِ فانی کے آخری لمحات میں کلمۂ طیبہ کا ذکر نصیب فرمائے میرے والدین، مشائخ، اساتذہ، اعزہ واقربا دوست احباب، رفقاء کو اس کلمہ کی برکات سے دنیا اور آخرت میں مالا مال فرمائے۔

ربنا اتنافی الدنیا حسنةوفی الآخرة حسنة وقناعذاب النار

فاطر السموات والارض انت ولی فی الدنیا والاخرة توفنی مسلماو

الحقنی بالصالحین

طالب دعاء

محمد ہمایوں عباس شمس

شعبہ علوم اسلامیہ

جی سی یونیورسٹی، لاہور

۱۵ر شعبان المعظم ۱۴۳۱ھ/۲۸ جولائی ۲۰۱۰ء

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اظہار خیال

علامہ ظفر اقبال کلیار☆

توحید باری تعالیٰ وہ بنیادی نظریہ ہے جس کی شہادت ہر دین وملت میں موجود ہے۔ ابتدائے آفرینش سے لیکر آج تک دنیا کا کوئی مذہب ایسا نہیں گذرا جس میں اللہ تعالیٰ کی یکتائی کا نظریہ موجود نہ رہا ہو حتی کہ بے شمار دیوی دیوتاؤں کو پوجنے والے ہندو اقانیم ثلاثہ کی عبادت کرنے والے نصرانی اور عزیر ابن اللہ کہنے والے یہودی بھی خدا کی وحدانیت کا اقرار کرتے ہیں۔ درحقیقت مذاہب میں اس نظریہ کا کسی حد تک وجود اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ قوم اور دنیا کے ہر خطے میں انبیاء ورسل آئے جنہوں نے لوگوں کو وحدانیت کی تعلیم دی لیکن مرور وقت کے ساتھ ساتھ یہ نظریہ انسانی الحاقات کے گرد وغبار میں نظروں سے پوشیدہ ہو گیا اور اس کی جگہ اوہام نے لے لی۔ لیکن داعیان حق نے اس کی تبلیغ اس زور شور سے کی تھی کہ صدیوں گزرنے کے باوجود اس کی بازگشت آج تک ہر مذہب اور ملت میں موجود رہی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ہر مذہب وملت کے بڑے بڑے علماء نے اس موضوع پر خامہ فرسائی کی ہے بالخصوص عیسائی علماء نے اس موضوع پر جو داد تحقیق دی ہے وہ انہیں کا حصہ ہے قطع نظر اس کے کہ ان کی تحریروں سے مذہب کو کتنا فائدہ پہنچا اور مذہب بے بیزاری کا رجحان کس قدر عام ہوا۔

اسلام درحقیقت اسی نظریہ توحید کی تجدید کا دوسرا نام ہے۔ قرآن کریم نے اس

☆ معروف عالم، قلمکار، مترجم

Marfat.com

مسئلے کو اس خوبصورتی سے بیان کیا ہے کہ اس کی بدولت قدیم فلاسفہ اور علمائے الٰہیات کے پیدا کردہ شکوک وشبہات ہمیشہ کے لیے ختم ہو کر رہ گئے ہیں۔ قرآن کریم کا انسانیت اور مذہب پر یہ بہت بڑا احسان ہے کہ ان کے خمیر میں ودیعت کردہ وہ نظریہ پھر سے اصل صورت میں ان کے سامنے آ گیا اور تمام شکوک وشبہات کا ازالہ ہو گیا۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنے ارشادات میں اس مسئلے کے ہر پہلو پر روشنی ڈالی اور جملہ مذاہب کے پیدا کردہ شبہات کا ازالہ فرما دیا۔ توحید باری تعالیٰ کا سبق آپ نے اس زور وشور سے انسانوں کو ازبر کرایا کہ تثلیث، ثنویت اور صنمیت کے بت منہ کے بل گر پڑے۔ یہی وجہ ہے کہ شروع سے آج تک مسلم علماء اور صوفیاء نے اس نظریہ کو اپنی تحقیقات کا موضوع بنایا ہے اور اس پر بہت ہی مایہ ناز کتابیں تحریر کی ہیں حضرت جنید بغدادی، ابوبکر واسطی، حسین بن منصور حلاج، ابراہیم خواص اور ابن عربی جیسے بہت سے مفکر صوفیہ نے اس مسئلے پر گفتگو کی ہے۔

حضرت شیخ احمد سرہندی معروف بہ مجدد الف ثانی دسویں صدی ہجری کے وہ عظیم عالم اور صوفی ہیں جنہوں نے اس مسئلے پر خصوصی توجہ مبذول کی اور اپنے دور میں پیدا شدہ شکوک وشبہات کے تار و پود بکھیر کر رکھ دیے۔ آپ کی تصنیفات میں مسئلہ توحید باری تعالیٰ کو مختلف اسالیب میں بیان کیا گیا ہے۔

زیر نظر رسالہ ''تہلیلیہ'' جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے بارے لکھا گیا ہے۔ آپ نے دو جملوں پر مشتمل اس کلمہ پاک کی صرفی، نحوی، لغوی، بلاغی، منطقی، کلامی اور صوفیانہ تفسیر وتوضیح فرمائی ہے۔ یہ رسالہ عربی زبان میں ہے۔ ہمارے فاضل دوست ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس اسے اردو کے قالب میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس کو سکالر، دانشور کہنا

Marfat.com

بالکل مبالغہ نہیں ان کی تحریریں اس بات کی غماز ہیں کہ اللہ کریم نے ان کو بے پناہ صلاحیتوں سے نوازا ہے سنجیدگی، دین سے جذباتی حد تک وابستگی، تقویٰ وورع، کم عمری میں قلم پر اس قدر گرفت کہ مشکل ترین موضوعات کو بہت ہی آسان پیرائے میں سب بیان کرتے ہیں۔ پھر قلم میں تاثیر اس بات کا بین ثبوت ہے کہ اللہ کریم نے فکر مجدد علیہ الرحمۃ کو آنے والی نسلوں تک پہنچانے کا کام ان کی قسمت میں لکھ دیا ہے۔ میں تمام جوانوں سے جو اس قافلہ کے راہی ہیں عرض کروں گا کہ وہ ڈاکٹر ہمایوں عباس کے ساتھ بیٹھیں اور ان سے لکھنا اور زندگی کے شب وروز گزارنے کا ڈھنگ سیکھیں۔ اللہ کریم ان کو عمر خضر عطا کرے۔ ان کے قلم میں اور زور پیدا کرے ان کی مساعی کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور ہماری نسل نو کو ان کی تحریروں اور کاوشوں سے مہمیز کرے۔ آمین

فقیر بارگاہ مصطفیٰ

ظفر اقبال کلیار

Marfat.com

تصوّف فاؤنڈیشن کی تمام کتابیں صُوری و مَعنوی محاسن کا شاہکار ہیں

Marfat.com

مقدمہ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صلی اللہ علی حبیبہ سیدنا محمد و آلہ وسلم

حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ (۹۷۱ھ/۱۵۶۳ء۔ ۱۰۳۴ھ/۱۶۲۴ء) نے اسلام کے محافظ کی حیثیت سے فکری و نظریاتی، اعتقادی و عملی سرحدوں کی حفاظت کی اور ''سرمایۂ ملت کے نگہبان'' قرار پائے۔ باطل افکار کی جو تخم ریزی، مختلف مقاصد کے حصول کے لیے، عہدِ اکبری میں ہوئی آپ نے ان کے سرچشموں کا صحیح اندازہ لگا کر سرکوبی کی۔ آپ کے کارناموں کا اعتراف کرتے ہوئے امت نے آپ کے لیے ''مجددِ الفِ ثانی'' کے لقب کو قبول کیا۔ آپ نے ریاست وسیاست کو اسلامی خطوط پر استوار کرنے کے لیے رہنما خطوط وضع کیے، علماء کو ان کے حقیقی کام کی طرف متوجہ کیا۔ تصوف کی صرف جزئیات ہی نہیں اصول وقواعد کا بھی باریک بینی سے جائزہ لیا۔ ''تصوف کی تاریخ میں وہ پہلے صوفی ہیں جنہوں نے صوفیہ کے روحانی سفر کی حقیقت بیان کی، اس کے مختلف مراحل کی خصوصیات پر روشنی ڈالی اور اس کی اہمیت پر تفصیل سے کلام کیا۔ اس طرح وہ پہلے شخص ہیں، جنہوں نے خدا تک پہنچنے کے نبوی اور صوفی طریقہ میں امتیاز کیا اور مؤخر الذکر پر طریق نبوت کی روشنی میں تبصرہ کیا، شیخ مجدد نے غیر معمولی جرأت کے ساتھ تصوف کی پوری تاریخ پر نظر ڈالی اور واضح کیا کہ کون سے نظریات اور اعمال شریعت کی حدود کے اندر ہیں اور کون سے شریعت سے منحرف اور قابل تنقید ہیں۔ کوئی شخصیت چاہے کتنی ہی عظیم کیوں نہ ہو، اگر اس نے شریعت کے خلاف کوئی بات کہی ہے تو شیخ مجدد نے اس پر بے تکلف تنقید کی'' (۱) جب حالات وواقعات یہ تھے۔

Marfat.com

صبّت علیّ مصائب لو انہا

صبّت علی الایام صرن لیا لیا

آپ نے اصلاح وفلاح کے لیے علمی وعملی پروگرام ترتیب دیا۔ علمی جدوجہد میں آپ کے مکاتیب اور سات رسائل بنیادی واساسی اہمیت رکھتے ہیں۔ (۲)

ان رسائل میں پہلا رسالہ ''تہلیلیہ'' ہے جو کہ عربی زبان میں ہے۔ عربی زبان کا انتخاب شاید اس دور میں عربی کے خلاف پیدا ہونے والی تحریک کی وجہ سے کیا ہو۔ (۳)

اس رسالہ کے پس منظر میں اکبر کے لیے تیار کردہ محضر نامہ، اور اسے مجتہد مطلق کے مقام پر فائز کردینے کے بعد خلیفۃ اللہ ہونے کا اعلان ہے۔ پھر اکبر نے باقاعدہ اپنا کلمہ بایں الفاظ وضع کیا۔

لا الہ الا اللہ اکبر خلیفۃ اللہ

ساتھ ہی دین الٰہی کی حقیقت کو ثابت کرنے کے لیے وحدت الوجود کی من مانی اور نام نہاد تشریحات وتعبیرات کیں۔ مکتوبات سے ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیں: ''ناقصوں اور کوتاہ بینوں کا ایک گروہ وہم ڈالنے والے الفاظ ''محو واضمحلال'' سے محو واضمحلال عینی سمجھ بیٹھا ہے اور اس خیال سے وہ زندقہ تک پہنچ گئے اور آخرت کے عذاب وثواب کا انکار کر دیا ہے انہوں نے خیال کیا کہ جس طرح وحدت سے نکل کر کثرت میں آئے تھے پھر دوبارہ اسی طرح کثرت سے وحدت میں گم ہو جائیں گے۔ ان زندیقوں میں سے ایک جماعت نے اس محو ہونے کو قیامت کبریٰ خیال کیا ہے اور حشر ونشر، حساب اور صراط ومیزان سے انکار کیا ہے''۔ (۴)

اسی فکر کے زیر اثر بعض لوگ تناسخ کے قائل بھی ہو گئے (۵) لا الہ الا اللہ کی اس پس منظر میں وضاحت کی ضرورت پیش آئی۔ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ میں محمد

Marfat.com

رسول اللہ کے الفاظ ساتھ جڑے ہوئے ہیں جو اس حقیقت کا مظہر ہیں کہ اللہ کا عرفان، اس کی منشاء ومرضی سوائے محمد رسول اللہ کے طریقے کے کہیں اور سے تلاش نہیں کی جاسکتی۔ مگر خوشامدی درباریوں کا ''اکبر خلیفۃ اللہ'' کے الفاظ استعمال کرنا بتاتا ہے کہ وہ مقام نبوت کو کیا حیثیت دیتے۔ اسی لیے ملا شیریں نے یہ طنز کیا تھا۔

پادشاہ امسال دعوئ نبوت کردہ است
گرخدا خواہد پس از سالے خدا خواہد شدن

علمائے سوء نے اپنی تحریرات میں حمد کے بعد حسب قاعدہ نعت کی بجائے بادشاہ کے القاب لکھنے شروع کر دیے۔ بادشاہ کے لیے معراج النبی اور معجزہ شق القمر سمجھنا ناممکن ہو گیا تھا کیونکہ اس کی عقل ان مقامات کو سمجھ نہ سکتی تھی۔ (۶) اس تناظر میں امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے اس رسالہ کی علمی وتاریخی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔ علماء وصوفیہ نے ہمیشہ اس طرح کی غلط فہمیوں کے تدراک کے لیے کلمہ طیبہ کی توضیح وتشریح پر قلم اٹھایا۔ (۷)

رسالہ کا نام:

''یہ رسالہ سلسلہ تالیف وتحریر کا فاتحہ ہے''۔ (۸) کلمہ طیبہ کی تفسیر ہونے کی وجہ سے اس کو ''تہلیلیہ'' کہہ دیا گیا۔ نام کے متعلق اہل علم میں قدرے اختلاف ہے جو کہ صرف لفظی ہے۔ اس کا ایک نام ''تحقیق درکلمۂ طیبہ'' ہے حضرت عبدالاحد وحدت گل نے ''تحقیق معنیٰ الکلمۃ الطیبۃ لا الہ الا اللہ'' لکھا ہے۔ (۹) ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان صاحب نے تاریخی نام ''معارف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' (۱۰) لکھا ہے مگر یہ درست معلوم نہیں ہوتا۔ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی تالیفات کو انہی ناموں سے موسوم کرنا چاہیے جو آپ کی حیات پر لکھی گئی امہات کتب (۱۱) میں درج ہیں انہیں خواہ مخواہ تاریخی بنانے کا تکلف مناسب نہیں ہے۔

Marfat.com

چونکہ یہ رسالہ عربی زبان میں ہے اس لیے اس کا اصل نام ''تحقیق الکلمۃ الطیبۃ'' ہے جیسے فارسی میں ''تحقیق در کلمہ طیبہ'' لکھ دیا گیا۔ البتہ اس رسالہ کی شہرت ''تہلیلیہ'' سے ہوئی اس لیے راقم نے اس کا نام ''تہلیلیہ'' اور نیچے بریکٹ میں ''تحقیق الکلمۃ الطیبۃ'' تجویز کیا۔

سن تالیف:

ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں صاحب اس رسالہ کو ۱۰۰۷ھ/۱۵۹۹ء کی تالیف بتاتے ہیں اور اس کے لیے بعض دلائل بھی دیے ہیں۔ (۱۲) حاشیہ میں تاریخی نام سے سن تالیف ۱۰۱۰ھ نکالا ہے۔ (۱۳) مگر اس سلسلہ میں حضرت ابوالحسن زید فاروقی رحمہ اللہ کی رائے یہ ہے: ''رسالۂ تہلیلیہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مجدد نے یہ رسالہ اس وقت لکھا ہے جبکہ آپ حضرت مخدوم سے عوارف وفتوحات اور فصوص کے حقائق ودقائق کو حل کر رہے تھے۔ علوم ظاہری کی مروجہ کتابوں کی انتہاء اور علوم باطنی کی ابتداء کا دور تھا اور یہ بارہ صفحے کا رسالہ آپ کی پہلی تالیف ہے۔ آپ نے اس رسالہ کی ابتدا ''فان قلت لابد من تقدیر خبر لا'' سے کی ہے۔ یہ عبارت غمازی کر رہی ہے کہ ہنوز تحصیل علم کا سلسلہ جاری تھا۔ بعض افراد کا خیال ہے کہ یہ رسالہ آپ نے اپنے والد کی وفات کے بعد لکھا ہے کیونکہ آپ نے ص چھ (۱۴) پر لکھا ہے ''قال شیخی و والدی قدس سرہ فی رسالتہ'' آپ نے اپنے والد کا ذکر قدس سرہ سے کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ رحلت فرما چکے تھے۔ اس سلسلہ میں میرا خیال یہ ہے کہ یہ دعائیہ جملہ مبیضہ کرتے وقت اضافہ کیا گیا ہے اور اسی طرح صفحہ گیارہ (۱۵) پر قد استقصیناہ فی رسالتنا المحررۃ لاثبات النبوۃ کا اضافہ ہوا ہے۔

حضرت مخدوم کی وفات کے بعد آپ حضرت خواجہ سے بیعت ہوئے اور سلسلہ

Marfat.com

نقشبندیہ کے فیوضات سے سرشار ہوئے۔ حضرت خواجہ سے وابستگی کے بعد آپ کی ہر تحریر میں نسبت نقشبندیہ موجیں مار رہی ہیں لیکن رسالہ تہلیلیہ اس سے معری ہے"(۱۶) ہوسکتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ تک کوئی خاندانی روایات پہنچی ہوں جن کی بناء پر آپ نے درج بالا رائے قائم کی ہے۔ اوراس رسالہ کو سلسلہ تالیف کا فاتحہ قرار دیا ہے۔

مندرجات رسالہ تہلیلیہ:

بنیادی طور پر اس رسالہ کے دو ابواب کئے جاسکتے ہیں جن میں کلمہ طیبہ کے جزء اول اور ثانی پر بحث کی گئی ہے۔ اس اعتبار سے اساسی امور درج ذیل ہیں۔

(ا) وجود باری تعالیٰ

وجود باری تعالیٰ کے متعلق متکلمین اور صوفیہ کے افکار

توحید باری تعالیٰ اور اس کے دلائل

لا کی خبر کے متعلق نحوی بحث

لفظ اللہ کی صرفی اور لغوی بحث

لفظ اللہ کے لطائف

فضائل کلمہ طیبہ

(ب) رسالت محمدی

رسالت محمدی کے دلائل

معجزۂ قرآن کریم

فضائل نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

رسالہ کے مآخذ ومصادر:

کتب حدیث: صحیح بخاری صحیح مسلم سنن ترمذی، مسند احمد بن حنبل، شرح السنہ

کتب تفسیر: انوار التنزیل، حاشیۂ کشاف

کتب علم کلام: شرح المواقف

کتب تصوف: تصانیف ابن عربی، النصوص، کنز الحقائق، مکتوبات عبدالقدوس گنگوہی

اشعار: رسالہ میں کل تین شعر نقل کئے گئے ہیں جس میں دو فارسی اور ایک عربی میں ہے۔

ایک فارسی شعر کا تو آپ نے حوالہ دیا کہ وہ فخر الدین عراقی کا ہے جبکہ دوسرے کے بارے میں گمان ہے کہ وہ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی کا ہے۔ عربی شعر کے ماخذ کے بارے میں علم نہ ہو سکا۔

یہ وہ کتب ہیں جن کا حضرت امام ربانی نے حوالہ دیا ہے۔ ان کے علاوہ اس رسالہ میں امام رازی کی مفاتیح الغیب سے استفادہ بھی کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں آپ نے ابوحیان اندلسی اور ابن حاجب کا ان کی کسی کتاب کا نام لئے بغیر ذکر کیا ہے۔

مزید برآں حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے متقدمین اہل علم کی آراء کا تنقیدی جائزہ لیکر اپنی فکر رسا سے اہم نکات بھی بیان کئے ہیں۔

رسالہ کے اسلوب اور مندرجات کے بارہ میں اہل علم کی آراء:

اس رسالہ کے مآخذ ومصادر سے اخذ واستفادہ کے اسلوب پر بحث کرتے ہوئے جمشید ندوی لکھتے ہیں: ''مصادر بیان کرنے میں ان کا طریقہ کار یکساں نہیں ہے کہ کہیں کہیں وہ کتاب ومصنف دونوں کا ذکر کرتے ہیں تو بسا اوقات صرف مصنف کے نام پر اکتفا کرتے ہیں تو کہیں صرف کتاب کا ذکر کرتے ہیں تو کبھی بغیر صراحت کے ساتھ نقل کرتے ہیں

Marfat.com

مثلاً بعض محققین نے فرمایا(ص:۱۷)منہاماقال المفسرون (ص:۲۴)(۱۷)

اس رسالہ میں آپ کے عربی اسلوب نگارش کے حوالہ سے جمشید ندوی نے صرف یہ لکھا:''اس رسالہ کی زبان بھی عمدہ ہے''(۱۸)وہ آپ کے عربی اسلوب نگارش پر اثبات النبوۃ کا تعارف کرواتے ہوئے بحث کر چکے تھے اس لیے یہاں تفصیل نہیں دی۔ وہاں یہ جملہ لکھا جواس رسالہ پر بھی صادق آتا ہے:''ان تحریروں کو پڑھ کر حیرت اس وقت مزید بڑھ جاتی ہے کہ یہ تحریراس زمانہ کی یادگار ہے جسے عربی زبان وادب کا عصر انحطاط قرار دیا جاتا ہے۔''(۱۹) ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی کے بقول:''اس مختصر رسالہ کے مطالعہ سے یہ بھی بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ کلمہ طیبہ کی تشریح وتوضیح کرتے ہوئے ثانوی مصادر کی بہ نسبت بنیادی مصادر پر زیادہ انحصار کیا گیا ہے۔''(۲۰) اس کے اسلوب پر بحث کرتے ہوئے ڈاکٹر مذکور لکھتے ہیں:

''حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے جس اسلوب سے رسالے کا آغاز فرمایا ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ نے رسالہ کسی معترض کے اعتراضات کا رد کرنے کے لیے تصنیف فرمایا ہے، یوں لگتا ہے کہ آپ نے ''اگر آپ یہ کہتے ہیں'' کے ساتھ اعتراض ذکر فرمایا اور ''ہم کہتے ہیں'' کے ساتھ اس کا جواب دیا ہے، آپ نے یہ اسلوب ایک مرتبہ تو بالکل شروع میں اپنایا جبکہ یہی اسلوب دوسری اور تیسری مرتبہ اسم جلالت کی تحقیق کے دوران اختیار فرمایا، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کی تمام تر توجہ اصلاح پر مرکوز تھی، معترض کی ذات کو نشانہ بنانا یا اعتراض کی دھجیاں بکھیرنا آپ کا مقصد ہی نہ تھا، آپ کے اس انداز تخاطب میں حکمت بھی ہے اور موعظہ حسنہ بھی اور قرآن حکیم پر اس طرح عمل کرنا منصب تجدید واصلاح پر فائز شخصیت کی شان ہے، آپ نے خرابی کی تشخیص کی اور پھر اس کے لیے مناسب ترین علاج تجویز فرمایا، اصلاح کے حوالے سے آپ نے یہی اسلوب ایک

Marfat.com

عام آدمی سے لیکر حاکم وقت کے ساتھ اپنایا جس کی برکتوں کا ایک زمانہ گواہ ہے"۔(۲۱)

ڈاکٹر شیخ محمد اکرام اس رسالہ کے مندرجات پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اثبات النبوۃ اور رسالۂ تہلیلیہ ایک ہی صاحب نظر کا عطیہ ہیں۔ ایک ہی دور کے متعلق ہیں۔ رسالۂ تہلیلیہ کے آخری حصہ کا تو موضوع بھی وہی ہے، جو اثبات النبوت کے ایک جزو کا ہے۔ چنانچہ اخلاق نبوی ﷺ کے متعلق بعض عبارتیں (خفیف اختلافات کے ساتھ) رسالۂ تہلیلیہ میں وہی ہیں، جو اثبات النبوۃ میں تھیں۔

اثبات النبوت اور رسالۂ تہلیلیہ میں کئی چیزیں مشترک ہیں، لیکن اگر ان کا غور سے مطالعہ کریں تو ان میں ایک لطیف فرق نظر آتا ہے۔ یہ دونوں رسالے ایک بلند پایہ عالم اور سچے محبّ اسلام کے لکھے ہوئے ہیں اور دونوں کی سطح بہت بلند ہے۔ لیکن اثبات النبوۃ میں صوفیانہ رنگ بہت ہلکا ہے۔ اور رسالۂ تہلیلیہ میں بڑا نمایاں ہے۔ اس امتیاز کی ایک وجہ تو اختلاف مباحث ہے۔ اور دوسری یہ کہ اثبات النبوت میں روئے سخن ان لوگوں کی طرف تھا، جو عقل کے ترجمان بنتے تھے۔ اس لیے حوالے بھی زیادہ تر ان مفکرین و علما کے ہیں جنہیں وہ مانتے تھے۔ (مثلاً جالینوس، امام رازی، امام غزالی، معتزلہ میں سے جاحظ اور النظام) رسالۂ تہلیلیہ عام مسلمانوں کے لیے لکھا گیا ☆ اس لیے اس میں انداز بیان مختلف اختیار کیا گیا۔ یہ دونوں اسباب امتیاز تو مسلم ہیں، لیکن دوسرے رسالے میں صوفیانہ عنصر کا اس شدت سے اضافہ ہے کہ خیال ہوتا ہے کہ اس کا ہیولےٰ اس زمانے میں تیار ہوا، جب تکمیل علوم اور درس و تدریس علوم ظاہرہ کے بعد (شاید اثبات النبوۃ زمانۂ درس و تدریس کی یادگار ہے۔ زبدۃ المقامات کے مطابق ابوالفضل سے نبوت کے متعلق بحث اس زمانے میں ہوئی تھی) آپ کو والد ماجد کی خدمت میں پھر سے زیادہ رہنے کا موقع ملا اور تصوف کی منتہیانہ تصانیف کا گہرا مطالعہ ہوا۔" (۲۲)

☆ لیکن فان قلت سے آغاز اور صرفی نحوی، کلامی مباحث سے یہ نقطہ نظر ثابت نہیں ہوتا۔

Marfat.com

سید زوار حسین شاہ لکھتے ہیں: ''یہ رسالہ علمی اور تحقیقی نوعیت کا ہے اس کا زمانہ تالیف ایک پر آشوب دور تھا جب کہ دین اکبری کا فتنہ کلمہ طیبہ سے جزو رسالت حذف کر کے محمد رسول اللہ (ﷺ) کی جگہ (نعوذ باللہ من ذلک) اکبر خلیفۃ اللہ کو دے رہا تھا انہی حالات سے متاثر ہو کر حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے یہ رسالہ ۱۰۱۰ء [؟] میں مرتب فرمایا''۔ (۲۳)

شمس بریلوی اسی رسالہ کو تصوف وطریقت کا رسالہ قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے کلمہ طیبہ کی مکمل تفسیر ہے اس تفسیر میں علماء کرام اور مفسرین کے بیان کردہ حقائق کو پیش کیا ہے۔ تصوف سے زیادہ اس کا تعلق شریعت سے ہے چونکہ متکلمین اور صوفیاء کرام کی آراء کی تطبیق اور اس کے معانی پر اتفاق آراء کو خاص طور پیش کیا ہے اس لیے جزوی طور پر اس کو تصوف وطریقت کا ایک مختصر رسالہ کہہ سکتے ہیں۔'' (۲۴)

ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں صاحب کی کاوش سے یہ رسالہ پہلی مرتبہ مع ترجمہ شائع ہوا وہ مقدمہ میں اس رسالہ کی تاریخی اور علمی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں: ''حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ نے اس رسالہ میں کلمۂ طیبہ ہی سے متعلق مندرجہ ذیل امور سے بحث کی ہے یعنی لفظ اللہ کی تحقیق، لفظ اللہ کے لطائف، دلیل توحید، فلاسفہ کی دلیل، قرآن وسنت کی روشنی میں کلمۂ توحید کے فضائل، حضور انور ﷺ کی رسالت کے دلائل ومعجزات وغیرہ ایسی بحث دوسرے بزرگوں کے یہاں بھی آجاتی ہے لیکن امام موصوف علیہ الرحمہ نے اپنے زمانے کے جابرانہ اور کافرانہ نظام کے خلاف نہ صرف نظری بلکہ عملی طور پر بھی اعلائے کلمۃ الحق فرما کر دار ورسن کی اذیتیں جھیلی ہیں۔ اس لیے یہ رسالہ علمی اور تاریخی اعتبار سے بہت اہمیت رکھتا ہے۔'' (۲۵)

Marfat.com

رسالہ کے قلمی نسخے:

دنیا میں اس رسالہ کے قلمی نسخے متعدد مقامات پر پائے جاتے ہیں چند افراد و کتب خانوں کے نام درج ذیل ہیں:

(i) مخطوطہ مولانا حافظ محمد ہاشم جان مجددی

(ii) مخطوطہ رباط مظہریہ (مدینہ منورہ)

(iii) مخطوطہ کندیاں

(iv) مخطوطہ قومی عجائب گھر کراچی

(v) مخطوطہ مولانا آزاد لائبریری علی گڑھ

(vi) مخطوطہ شبلی لائبریری لکھنؤ

راقم نے درج ذیل مخطوطات کے عکس سے استفادہ کیا۔

(i) مخطوطہ مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان: ۱۷۲۳۰

ترقیمہ میں کاتب کا نام امام الدین سائی تحریر ہے اور تاریخ ۲۰ ذی الحجہ ۱۲۹۸ھ درج ہے۔ اس مخطوطہ کے آخری صفحہ پر حضرت احمد سعید مجددی (م:۱۲۷۷ھ/ ۱۸۶۰ء)(۲۶) کی طرف سے شجاعت خان کے لیے اجازت نامہ کی نقل تحریر ہے۔اس کا ترجمہ پیش خدمت ہے:

مہربان، جان سے عزیز شجاعت خان صاحب ملقب بہ فقیر مجددی سلمہٗ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں فقیر احمد سعید کی طرف سے

سلام مسنون کے بعد مطالعہ فرمائیں الحمد للہ تادم تحریر فقیر خیر و عافیت سے مدینہ منورہ میں سکونت پذیر ہے اور آپ کی خیر و عافیت بارگاہ الٰہی سے مطلوب اور مرجو ہے مقیم خانصاحب کے ہاتھ بھیجے ہوئے بیس روپے مل گئے اللہ آپ کو دونوں جہان میں جزائے

Marfat.com

خیر عطا فرمائے ان کے لیے دعا کی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ مقبول فرمائے۔ فرزندان کی طرف سے سلام پہنچے۔ اجازت نامہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم حمد و صلوٰۃ کے بعد فقیر احمد سعید واضح کرتا ہے کہ بردار طریقت شجاعت خان ملقب بہ فقیر مجددی نے اس فقیر سے توجہات پائی ہیں اور پہلے بھی اس خاندان کے خلفاء سے اشتغال واذکار کا سلسلہ رہا ہے اور مشائخ کرام کی محبت سے مملو ہیں لہٰذا میں نے طالبان طریقت کو ارشاد و تعلیم طریقہ کی ان کو اجازت دے دی اللہ تعالیٰ مبارک فرمائے اور اجازت کی شرط شریعت پر استقامت اور اتباع سنت اور بدعت سے اجتناب اور دنیا سے اعراض اور آخرت کی طرف متوجہ رہنا اور دوام ذکر و فکر نیز غیبت، چغلی، تکبر، دھوکہ اور اس طرح کی دیگر صفات رذیلہ اور پست افعال سے اجتناب و صلی اللہ علی خیر خلقہ محمد و آلہ الطیبین و صحبہ الطاہرین فقط

(ii) ممتاز محقق پروفیسر محمد اقبال مجددی نے دو مخطوطات کے عکس عنایت فرمائے۔ ایک مخطوطہ پر آپ نے یہ تحریر لکھی:

"(رسالہ) تہلیلیہ تصنیف حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کا یہ خاندانی خطی نسخہ ہے۔ جو خانوادۂ مجددیہ کابل کی ملکیت رہا ہے۔ اس کے آخری صفحہ پر مرحوم تملیکی تحریر میاں محمد عمر جان بن میاں غلام صدیق بن میاں محمد ادریس ملقب بہ قاضی ادریس (احمد شاہ درانی کے لشکر میں قاضی تھے) بن شیخ غلام حسین بن شیخ غلام محمد پشاوری بن شیخ غلام محمد معصوم ثانی بن شیخ محمد اسماعیل بن شیخ صبغۃ اللہ بن حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی۔

(ہدیۂ احمدیہ ۳۸۔۴۲ و بہ بعد)

میاں محمد عمر جان اور ان کے فرزند عبدالباقی کو امیر عبدالرحمٰن والی کابل نے ۱۳۰۵ھ کو گوفتار کرلیا تھا۔ (ایضا: ۴۲) یہ حضرات افغانستان میں شریعت کی بالادستی چاہتے

Marfat.com

تھے اسی زمانہ میں حضرات مجددیہ نے کابل وقندھار سے وسیع پیمانہ پر ہجرت کی اور سندھ میں آ کر مقیم ہو گئے، انہی میں حضرت شاہ عبدالرحمٰن مجددی قندھاری بھی تھے جو سندھ میں آ کر مقیم ہوئے اور سندھ میں حضرت مجدد الف ثانی کی اولاد انہی کے خانوادہ سے ہے جو ٹنڈو محمد خان اور ٹنڈو سائیں داد سندھ میں رہتے ہیں، (رسالہ) تہلیلیہ کا یہ نسخہ جن عبدالکریم جان کے حکم پر لکھا گیا تھا وہ مذکورہ میاں محمد عمر کابلی کے فرزند تھے۔

(ہدیۂ احمدیہ ۴۲) مقامات معصومی ۱/۲۴۳)

حررہ محمد اقبال مجددی ۱۹/جون ۲۰۱۰ء

دوسرا قلمی نسخہ بھی کابل ہی سے آیا معلوم ہوتا ہے حضرت پروفیسر محمد اقبال مجددی نے ان دونوں نسخوں کے عکس خلیل الرحمٰن داؤدی مرحوم سے حاصل کئے تھے۔

اردو تراجم:

رسالہ تہلیلیہ کا پہلا اردو ترجمہ حافظ رشید احمد ارشد نے کیا۔ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں نے متن کی تصحیح کا کام کیا جن اہل علم نے اس میں حصہ لیا ان کا ذکر ڈاکٹر صاحب نے مقدمہ میں کیا ہے۔ (۲۷) یہ متن مع ترجمہ (از حافظ رشید احمد ارشد) ۱۹۶۵ء/۱۳۸۴ھ میں ادارہ مجددیہ کراچی سے شائع ہوا۔ اس میں دائیں صفحہ پر عربی متن اور بائیں صفحہ پر اردو ترجمہ ہے۔ رسالہ کے آخری صفحہ پر مختصر حواشی درج ہیں۔ یہ رسالہ ۱۹۸۳ء/۱۴۰۳ھ میں دوبارہ شائع ہوا تو پہلے متن (ص:۵۔۱۵) اور پھر ترجمہ (ص:۱۶۔۳۲) دے دیا گیا ہے۔

ایک ترجمہ غلام مصطفیٰ مجددی صاحب کا ہے۔ جو رسائل مجدد الف ثانی کے نام سے دیگر رسائل کے ترجمہ کے ساتھ جنوری ۲۰۰۲ء میں لاہور سے شائع ہوا۔ اس ترجمہ پر ازسرِنو نظر ثانی کی ضرورت ہے۔ (۲۸)

نثار الحق نقشبندی کا ترجمہ کراچی سے شائع ہوا "علوم ومعارف کے خزائن" کے

Marfat.com

نام سے شائع ہونے والے رسائل کے تراجم کے اس مجموعہ میں رسالہ تہلیلیہ کا وہی ترجمہ ہے جو حافظ رشید احمد ارشد نے کیا۔ اس ترجمہ میں صرف ذیلی عنوانات کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔(۲۹)

نوٹ: بعض اہل قلم نے رسالہ ''تہلیلیہ'' کے بارہ میں چند غیر تحقیقی باتیں لکھ دی ہیں۔ یہاں ان کا ذکر کرنا بھی مناسب ہے۔

(۱) شیخ عنایت اللہ اور سید نذیر نیازی نے اردو دائرہ معارف اسلامیہ میں اپنے مقالہ میں رسالہ تہلیلیہ کو مکتوبات کا ضمیمہ قرار دیا ہے(۳۰) یہ درست نہیں کیونکہ یہ رسالہ مکتوبات کا ضمیمہ نہیں ہے۔ شیخ عنایت اللہ نے ہی

The Encyclopadia of Islam

میں حضرت مجدد الف ثانی کی کتابوں کا تعارف کرواتے ہوئے یہ لکھا تھا:

"Risala Tahliliyya, Published as an appendix to the Lucknow edition of his Maktubat"(۳۱)

گویا لکھنؤ سے مکتوبات کا جو ایڈیشن شائع ہوا اس میں بطور ضمیمہ اس رسالہ کو بھی شائع کیا گیا، نہ کہ یہ مکتوبات کا ضمیمہ ہے۔

مکتوبات کا ایک ایڈیشن لکھنؤ سے ۱۲۹۴ھ/۱۸۷۷ء میں شائع ہوا تھا۔ اس میں بطور ضمیمہ رسالہ مصطلحات صوفیہ کرام اور ردروافض شائع ہوئے مگر اس اشاعت میں تہلیلیہ موجود نہیں۔ لکھنؤ ایڈیشن شاید دہلی ایڈیشن ۱۲۸۸ھ/۱۸۷۱ء کا عکس ہے اس میں بھی رسالہ ردروافض شائع ہوا ہے۔

اسی طرح شیخ عنایت اللہ کو اس رسالہ کے نفس مضمون کے بارے میں بھی غلط فہمی ہوئی وہ لکھتے ہیں:

Marfat.com

It was probably during these days that he wrote among other things a tract, entitled Thahliliyya in refutation of shite views (This tract was, subsequently, translated into Arabic by shah wali Allah al-Dihlawi with a prologue on the religious trends of the court of Akbar and the activities of Shaykh Ahmad).(۳۲)

تہلیلیہ کا موضوع ردشیعہ نہیں کلمۂ طیبہ ہے اور شاہ ولی اللہ نے تہلیلیہ کا عربی ترجمہ نہیں کیا ردروافض کا کیا ہے۔(۳۳) کیونکہ تہلیلیہ تو لکھا ہی عربی میں گیا ہے۔ اس سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ مکتوبات کے ساتھ جس رسالہ کی اشاعت کا ذکر شیخ عنایت اللہ نے کیا وہ تہلیلیہ نہیں ردروافض ہی ہے۔

(۲) Encyclopaedia Iranica میں حضرت مجدد علیہ الرحمۃ سے متعلقہ مقالہ میں Yohanan Friedmann نے اثبات النبوۃ کا تعارف کرواتے ہوئے لکھا۔

His Etbhat al-nobuwa (Hyderabhad, Sind, 1383/1963-64), which probably dates from the same period and is the only work which Serhendi wrote entirely in Arabic.(۳۴)

اس عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ صرف اثبات النبوۃ ہی عربی زبان میں لکھا گیا۔ حالانکہ رسالہ تہلیلیہ کی زبان بھی عربی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مقالہ نگار کی اس رسالہ تک رسائی نہ ہوسکی۔

Marfat.com

کتاب حاضر:

زیر نظر کتاب میں تہلیلیہ کے حوالہ سے درج ذیل امور پر توجہ دی گئی ہے۔

(۱) رسالہ کا متن جس کو ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں نے مرتب کیا، پر مخطوطات کی روشنی میں نظر ثانی کی گئی ہے اور متن کو بہتر بنانے کی کوشش کی ہے۔

(۲) مطبوعہ ترجمہ پر نظر ثانی کی ہے اور اس میں مناسب تبدیلیاں کی ہیں اس طرح بڑی حد تک یہ نیا ترجمہ ہے۔

(۳) اس مطبوعہ متن اور ترجمہ میں حوالہ جات کی تخریج کے علاوہ حواشی وتعلیقات بھی ہیں۔ جو سابقہ کام پر ایک اہم اضافہ ہے۔ حتی الامکان اصل مآخذ کا حوالہ تلاش کرنے کی کوشش کی گئی مگر بعض مقامات پر کامیابی نہ ہو سکی۔ ان شاء اللہ اگلے ایڈیشن تک تمام حوالہ جات تلاش کر لئے جائیں گے۔ متقدمین کی کتب سے اصل عبارتیں تلاش کرنے کا فائدہ یہ ہوا کہ حضرت مجدد کا حوالہ دینے کا اسلوب سامنے آیا۔ آپ کبھی بعینہ پوری عبارت نقل کرتے ہیں اور کبھی اپنے الفاظ میں مفہوم بیان کرتے ہیں۔ لایعنی مباحث کی نقل سے اجتناب کرتے ہوئے آپ عبارت کے نتیجۂ البحث کو نقل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ بھی ہوا کہ آپ اپنی رائے نقل کرنے کے بعد مطولات کے مطالعہ کا مشورہ دیتے ہیں۔

(۴) کلمۂ طیبہ کے بارہ میں حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے تہلیلیہ کے علاوہ دیگر رسائل اور مکتوبات میں جو کچھ تحریر کیا اسے پانچ ضمیموں کی شکل میں اکٹھا کر دیا ہے۔ اس طرح اس کا ایک فائدہ تو یہ ہوا کہ اس موضوع پر حضرت مجدد علیہ الرحمۃ تحریروں کے اسلوب میں مرور زمانہ سے جو فرق آیا اسے واضح طور پر محسوس کیا جا سکتا ہے۔ اور دوسرا یہ کہ اس موضوع پر کم وبیش آپ کی تمام آراء جمع ہو گئیں۔

Marfat.com

حوالہ جات/حواشی

(۱) محمد عبدالحق انصاری، ڈاکٹر، تصوف اور شریعت، مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز نئی دہلی ۲۰۰۴ء، جلد اول، ص:۵۲

(۲) مکتوبات کے علاوہ آپ کے درج ذیل سات رسائل ہیں۔

☆ رسالہ تہلیلیہ

☆ اثبات النبوۃ

☆ مبدأ و معاد

☆ ردروافض

☆ مکاشفات غیبیہ

☆ شرح رباعیات

☆ معارف لدنیہ

ان رسائل کے علاوہ اگر آپ کے کسی رسالہ کا ذکر کیا گیا ہے تو وہ اشتراک مضمون کی وجہ سے اشتباہ کی بنا پر ہے۔ شاہ غلام علی دہلوی نے رسائل کی تعداد سات ہی بیان کی ہے [درالمعارف، مترجم عبدالحکیم خاں اختر، نوری بک ڈپو لاہور ۱۹۸۳، ص:۲۶۷]
مکتوبات کے تعارف کے لیے راقم کی کتاب ''مکتوبات امام ربانی کے مآخذ'' شائع کردہ تحقیقات لاہور ملاحظہ فرمائیں۔

(۳) ملا بدایونی لکھتے ہیں: اسی سال فرمان جاری ہوا کہ ہر قوم عربی علوم کو چھوڑ کر صرف علوم نادرہ وغریبہ جیسے نجوم، حساب، طب وفلسفہ پڑھیں۔ [منتخب التواریخ جلد۲ ص:۳۶۲]
عربی زبان کے ساتھ مخصوص حروف مثلاً ث، ح، ا، ص، ط، ظ، کو بادشاہ نے بول چال سے باہر کر دیا [ایضاً ص:۳۰۷]

(۴) مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب:۲۹۴

Marfat.com

(۵) ایضاً، دفتر دوم، مکتوب: ۵۸

(۶) بادشاہ کو اجتہاد کا حق دینے کا نتیجہ بیان کرتے ہوئے مولانا آزاد نے لکھا: ''بادشاہ کو مسائل مختلف فیہا میں اجتہاد کا حق دینے کا نتیجہ یہ نکلتا (اور نکلا) پادشاہ کی امامت و اجتہاد، بے قیدی و الحاد کا ایک محکم ذریعہ بن جاتی (اور بنی)'' [آزاد، ابوالکلام، تذکرہ، مکتبہ احباب، انارکلی لاہور، ص: ۴۵]

یہاں دین الٰہی کے بارے میں اردو دائرہ معارف اسلامیہ کے چند جملے بھی ملاحظہ فرمائیں۔

''یہاں یہ امر خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ ہندوؤں کے دل جیتنے کے لیے اکبر تمام حدود سے تجاوز کر گیا تھا اور اس نے ایسی رسوم اختیار اور رائج کیں جو سراسر ہندوانہ تھیں اور شریعت کے منافی'' [جلد ۹، ص: ۵۶۷]

''ملا یزدی نے فتوی دیا کہ بادشاہ بد مذہب ہو گیا ہے'' [ایضاً]

''دین الٰہی کے ارکان چہارگانہ میں ایک ترک دین بھی تھا'' [ایضاً]

''زمانہ حال کے محققین کے ہاں یہ رجحان پایا جاتا ہے کہ دین الٰہی کو اسلام سے ارتداد تصور کرنے کی بجائے دائرہ اسلام ہی کے اندر ایک غیر شرعی فرقے کی حیثیت دی جاتی، لیکن مجدد سرہندی کے ملفوظات کی روشنی میں اس رائے کو قبول کرنے میں تامل ہے'' [ایضاً ص: ۵۶۸]

ان حالات میں حضرت مجدد کے کارنامہ پر روشنی ڈالتے ہوئے مولانا آزاد نے بجا طور پر صحیح لکھا:

''کچھ شک نہیں کہ توفیق الٰہی نے حضرت ممدوح کے وجود گرامی ہی کے لیے یہ مرتبہ خاص کر دیا تھا۔ انبیاء اولوالعزم کی نیابت و قائم مقامی یعنی مقام عزیمت و دعوت کا خلعت صرف انہی کے جسم پر چست آیا۔ باقی جس قدر تھے یا تو مدرسوں میں پڑھاتے

Marfat.com

رہے یا موٹی موٹی کتابیں اورنئی نئی شرحیں اور حاشئے لکھتے رہے یا پھران کی تھلیل وتکفیر کے فتوؤں پر دستخط کرتے رہے وقت کا جو اصل کام تھا اس کو کوئی ہاتھ نہ لگاتا۔'' [تذکرہ ص:۲۹۶]

دین الٰہی سے اسلامی تشخص کو کیا نقصان پہنچا اور حضرت مجدد کے کارناموں کی تفصیلات کے لیے درج ذیل کتب ملاحظہ فرمائیں۔

☆ منتخب التواریخ: ملا عبدالقادر بدایونی (جلد۲)

☆ دین الٰہی: محمد اسلم

☆ تذکرہ مجدد الف ثانی: محمد منظور نعمانی

☆ مقامات معصومی: محمد اقبال مجددی (جلد اول)

☆ ہندوستان کے عہد ماضی میں مسلمان حکمرانوں کی مذہبی رواداری: سید صباح الدین عبدالرحمٰن (جلد۲)

☆ **Akbar and Religion Khaliq Ahmad Nizami**

(۷) کلمۂ تہلیل کے حوالہ سے لکھی گئی چند کتب درج ذیل ہیں:

☆ تہلیلیہ: شرح کلمہ توحید (ابوالفضل منشی شیرازی)

☆ تہلیلیہ: کلمۃ التوحید: (عبدالرحمان جامی)

☆ تہلیلیہ: کلمۂ طیبہ (درویش محمد قادری)

☆ تہلیلیہ: (جلال الدین محمد دوانی)

☆ تہلیلیہ: تفسیر لا الہ الا اللہ (شمس الوالدی)

☆ تہلیلیہ: تفسیر کلمۃ التھلیل (عزیز اللہ حسینی)

☆ تہلیلیہ: شرح کلمۂ شہادت (علاء الدولہ سمنانی)

[احمد منزوی فہرستوارۂ کتابھای فارسی مرکز دائرۃ المعارف بزرگ اسلامی تہران، جلد ۷، ص: ۲۴۷۔۲۴۸]

Marfat.com

☆ الرسالۃ التہلیلیہ : بہاء الدین محمد بن حسن

[سید جعفر حسین اشکوری، سید صادق حسین اشکوری، فہرست نسخہ ہای عکسی مرکز احیاء میراث اسلامی ۱۴۱۹ھ، جلد اول، ص:۲۷۱]

☆ رسالۃ فی کلمۃ التوحید (احمد الغزالی)

☆ الرسالۃ فی کلمۃ التوحید (صدر الدین بن الحسام البیانی)

☆ رسالۃ فی رد الرسالۃ فی کلمۃ التوحید (شاہ عبد العزیز)

☆ عجالۃ ذوی الانتباہ فی تحقیق لا الہ الا اللہ (ابراہیم بن حسن الکردی الکودانی)

[تصوف برصغیر میں، خدا بخش اورنٹیل پبلک لائبریری پٹنہ ۱۹۹۲ء، مختلف صفحات]

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''تحقیق الحق فی کلمۃ الحق''، لکھنؤ کے مشہور صوفی مولانا سید عبد الرحمٰن کی کتاب کلمۃ الحق کے رد میں ہے۔ شاہ صاحب نے مسئلہ وحدت الوجود کو کلمہ طیبہ کا مدلول ثابت فرما کر تمام امت محمدیہ کو اس کشفی مسئلہ کے ساتھ مکلف فرما دیا تھا۔ پیر صاحب نے شاہ صاحب کے نظریہ کی تردید میں یہ کتاب تحریر فرمائی۔

(۸) حضرت مجدد اور ان کے ناقدین ص:۴۴۷

(۹) الجنات الثمانیہ ص:۳۵

(۱۰) ملاحظہ فرمایئے سرورق طبع ۱۹۸۳

(۱۱) زبدۃ المقامات میں نام رسالۂ تہلیلیہ درج ہے [ص:۱۳۱، ۲۴۰] اسی طرح مقامات معصومی میں ہے۔ [جلد ۲: ص ۵۴] محبوب الٰہی مرتب کردہ مجموعہ میں یہی نام ہے مگر نیچے ''در تحقیق کلمہ طیبہ'' درج ہے۔ [مطبوعہ ۱۹۶۵ء]

ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں کے تصحیح شدہ عربی متن کے اختتام پر یہ عبارت ہے:

قد تمت الرسالة فی تحقیق الكلمة الطيبة (ص:۱۵)

Marfat.com

مخطوطہ مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان میں آخری الفاظ یہ ہیں

قدتمت هذه الرسالة مسمى تحقيق الكلمة الطيبة

حضرت ابوالحسن زید رحمۃ اللہ علیہ نے ''رسالۂ تہلیلیہ (تحقیق در کلمہ طیبہ)'' لکھا ہے [مقامات خیر ص:۵۹] درگاہ شاہ ابوالخیر کے مخطوطات کی فہرست میں نام ''در تحقیق کلمۂ طیبہ لکھا ہوا ہے (دھلی کی درگاہ شاہ ابوالخیر کے مخطوطات کی فہرست، ترتیب و تقدیم شائستہ خان، شائع کردہ خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری پٹنہ،۱۹۹۵) پروفیسر محمد اقبال مجددی مدظلہ العالی کی رائے میں نام صرف ''تہلیلیہ'' ہے۔ راقم نے ''تہلیلیہ'' اور نیچے بریکٹ میں تحقيق الكلمة الطيبة تجویز کیا ہے اس طرح درج بالا سب ناموں میں ایک مطابقت قائم ہو جاتی ہے۔ رسالۂ تہلیلیہ فارسی ترکیب ہے جو عربی رسالہ کے لیے مناسب معلوم نہیں ہوتی۔

(۱۲) ص:۳ (مقدمہ)

(۱۳) ایضاً

(۱۴) کتاب حاضر کا صفحہ ۴۹ ملاحظہ فرمائیں۔

(۱۵) کتاب حاضر کا صفحہ ۵۷ ملاحظہ فرمائیں۔

(۱۶) حضرت مجدد اور ان کے ناقدین، ص:۹۷ / مقامات خیر، ص:۵۹

(۱۷) عبد العلی، ظفر الاسلام، فکر اسلامی کے فروغ میں شیخ احمد سرہندی کی خدمات (سیمینار مقالات) ادارہ علوم اسلامیہ، علی گڑھ، ۲۰۰۵۔ ص:۱۷۷۔۱۷۸

(۱۸) ایضاً ص:۱۷۹

(۱۹) ایضاً ص:۱۷۵

(۲۰) شمس، ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس (مرتب) ارمغان امام ربانی، شیر ربانی پبلی کیشنز لاہور ۲۰۱۰ء، ص:۲۳۵

Marfat.com

(۲۱) ایضاً ص:۲۳۵

(۲۲) شیخ محمد اکرام، ڈاکٹر، رود کوثر، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور،۱۹۹۲ء، ص:۲۴۶۔۲۴۷، اسی مفہوم کی عبارات سید خورشید حسین بخاری نے نور اسلام (مجدد الف ثانی نمبر) ص:۱۴۰پر اور ڈاکٹر ادریس احمد نے سرہند میں فارسی ادب، ص:۲۴۱ پر نقل کی ہیں۔

(۲۳) زوار حسین شاہ، سید، حضرت مجدد الف ثانی، ادارہ مجددیہ کراچی، ص:۶۱۵

(۲۴) مقدمہ اردو ترجمہ عوارف المعارف ص:۴۷

(۲۵) مقدمہ ص:۳/اسی مقدمہ میں مختلف مخطوطات کا ذکر بھی کیا ہے

(۲۶) احوال حیات اور خلفاء کی تفصیل کے لیے محمد نذیر رانجھا کی کتاب تاریخ وتذکرہ خانقاہ احمدیہ سعیدیہ، ص:۱۰۱۔۱۴۵ ملاحظہ فرمائیں۔

(۲۷) ایضاً ص:۳۔۴

(۲۸) یہ ترجمہ قادری رضوی کتب خانہ لاہور سے شائع ہوا اس مجموعہ میں اثبات نبوت، رد روافض، مبدا و معاد، اور معارف لدنیہ کا ترجمہ بھی شامل ہے۔

(۲۹) رسائل کا یہ مجموعہ تبلیغ صوفیاء دعوت الی الخیر کراچی نے ۲۰۰۷ء میں شائع کیا۔اس میں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے سات رسائل کے ترجمہ کے علاوہ احوال حیات اور ہدایت الطالبین بھی شامل ہے۔

(۳۰) اردو دائرہ معارف اسلامیہ جلد۲، ص:۱۲۹

(۳۱) The Encyclopaedia of Islam, Leiden 1986, vol.1 p.297

(۳۲) ایضاً

(۳۳) حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ترجمہ المجموعۃ السنیۃ کے نام سے حضرت شاہ ابوالخیر اکیڈمی دہلی سے ۱۹۸۳ء/۱۴۰۴ء شائع ہوا۔اس میں تین رسائل ہیں۔

Marfat.com

۱۔رسالہ ردروافض

۲۔رسالہ المقدمۃ السنیۃ

۳۔مکتوب شاہ ولی اللہ بہ خواجہ محمد امین

المقدمۃ السنیۃ پر بعض مقامات پر شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے حواشی بھی ہیں۔

(۳۴) Encyclopaedia Iranica New Yark 2001 vol.1, p.654-57

○

Marfat.com

متن

Marfat.com

(١)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

[اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالعاقبة للمتقين والصلوة وَالسَلَام عَلٰى رسوله محمد و اٰله و اصحابه اجمعين اما بعد فهذه رسالة فى تحقيق الكلمة الشريفة]

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

فان قلت لابد من تقدير خبر لا فان كان تقديره لا اله موجود الا الله لا يفيد عدم امكان اله اٰخر وان كان تقديره لا اله ممكن الا الله لا يدل على وجوب المستثنٰى وكلاهما باطلان۔

قلنا نختار الاول كما هو المشهور فى تقدير خبر لا و نمنع بطلان تاليه فان عدم امكان اله اٰخر وان كان مما يجب ان نعتقده ولكن لا يجب ان تدل كلمة التوحيد[1] على كل ما هو كذٰلك فمن الجائز ان يكتفى فيها على الدلالة بان ليس فى الوجود اله الا الله سبحانه لما هو المقصد والعمدة فى هٰذا المطلب۔ فان قلت لا حاجة الى اثبات خبر لا فى لغة بنى تميم على ما نقله ابن الحاجب من انهم لا يثبتون خبرها قلنا هو غير معتمد عند المحققين حتى قال الاندلسى :

" لا ادرى من اين نقله و لعله قاسه "

---

(١) عليه و

وقال "والحق ان بنى تميم يحذفونه وجوبا اذا كان جوابا عن السوال وقامت قرينة دالة عليه واذا لم تقم فلا يجوز حذفه رأسا اذ لا دليل عليه". فبنو تميم اذن كاهل الحجاز فى ايجاب الاتيان به -

وقال السيد السند فى حواشيه على الكشاف: "كما تاهت[١] العقلاء فى ذاته تعالیٰ وصفاته لاحتجابها بانوار العظمة والجبروت تحيروا ايضًا فى لفظ الله كانه انعكس اليه من تلك الانوار اشعّةٌ تحيرت بها اعين المستبصرين فاختلفوا أسريانى هو ام عربى، اسم او صفة، مشتق ومم اشتقاقه وما اصله او غير مشتق علمٌ اوغير علمٍ".

قيل اصله اله فحذفت الهمزة وعوّض عنها الالف واللام ولذلك قيل يا الله بالقطع - فان قلت ما شأن هذه الهمزة قطعت فى النداء ووصلت فى غيره - قلنا انها تجردت للتعويض فى النداء لانّ تعريف النداء اغنیٰ عن تعريف الالف واللام واجريت مجرى الهمزه الاصلية فقطعت وفى غير النداء لما لم ينخلع عنه معنى التعريف بالكلية وصلت فافهم - وهو مخصوص بالمعبود بالحق لان الاله فى الاصل يقع على

---

(١) تلهت -

Marfat.com

كلّ معبود حقا كان او باطلا ثم غلب على المعبود بالحق
وقيل اصله الاله حذفت الهمزة لثقلها وادغم
اللام - و اشتقاقه قيل من أَلِهَ الأٰهة واُلُوهيّة يعنى
عبد بمعنى تعبّدو منه تَأَلَّه و اسْتَأَلَهَ اى تعبّد -
وقيل من اله اذا تحير لان العقول تتحير فى معرفته -
او من الهت الى فلان اى سكنت اليه لان الارواح
تسكن الى معرفته - وقيل هو علم لذاته المخصوصة
جامد لا اشتقاق له لانه يوصف ولا يوصف به ولانه لا بد له
من اسم تجرى عليه صفاته ولا يصلح له مما
يطلق عليه سواه -

ولانه لو كان وصفا لم يكن قول لآ اله الا الله
توحيد امثل لا اله الا الرحمٰن فانه لا يمنع الشركة -
وفيه نظر لان الدلائل المذكورة لا تدل على ثبوت المطلوب -
اما الاول فلانه يدل على نفى الوصفية لا على ثبوت
العلمية اذ اسماء الاجناس ولفظ الشئ ايضا
كذلك - وكذا الدليل الثانى لا يدل على ثبوت العلمية
ايضا كما لا يخفى - واما الثالث فلانه يمكن ان
يكون من الاوصاف الغالبة بحيث لا يستعمل فى غيره
و يمنع الشركة من غير ان يكون علما علا انا نقول

Marfat.com

مثل لا اله الا الرحمٰن لم لا يجوز ان يكون مفيدًا للتوحيد ايضا لان الرحمٰن لا يطلق على غيره ولا يوصف به سواه وصار كالعلم بحيث يمنع الشركة فيه كما قالوا فافهم۔

وما قاله القاضى البيضاوى فى منع كونه علما لذاته المخصوصة من ان ذاته من حيث هو بلا اعتبار امر اٰخر حقيقى او غيره غير معقول للبشر فلا يمكن ان يدل عليه بلفظ ۔ ففيه نظر لان هٰذا الوجه لا يتمشى فيما اذا كان الواضع هو الله سبحانه وتعالٰى كما لا يخفى ۔

فان قلت ان العلم بالشئ بوجه يغائر العلم بوجه اٰخر كما هو مختار كثير من العلماء فحينئذ يجوز ان يعلم ذاته المشخصة بوجه كالواجب لذاته او المعبود بالحق و وضع الله للذات المعلومة بهذا الوجه فيدل هٰذا اللفظ عليه ۔ قلت لابد فى هذا الوضع من العلم بخصوصية الذات بحيث يمنع الشركه واما العلم بالشئ بالوجه الاعم و المفهوم الكلى فلا يكفى فى هذا المطلب فتامل فانه دقيق والله المستعان۔

قال بعض المحققين من لطائف لفظ الله انك اذا لم تلفظ بالهمزة بقى لله ﴿وَلِلّٰهِ جُنُودُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾

Marfat.com

فان تركت من هذه البقية اللام بقيت على صوة له ﴿لَهُ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْأَرْضِ﴾ فان تركت اللام الباقية ايضا بقى الهاء المضمومة من هو ﴿لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ﴾ والواو زائدة بدليل سقوطها فى هما وهم وفيه تامل لا يخفى على من له ادنى دراية فى العربية. واما بحسب المعانى فانك اذا دعوت الله فكانك دعوته بجميع الصفات بخلاف سائر الاسماء ولهذا صحت كلمة الشهادة به فقط.

والدليل على كونه سبحانه واحدًا هو انه لو وجد الهان قادران لكان نسبة المقدورات اليهما على السواء لان علة القدرة ذاتهما وعلة المقدورية امكانهم فلاجرم يستوى النسبة فحينئذ يلزم ان يوجد هذا المقدور المعين اما بهما معا وهو محال لامتناع توارد القدرتين المستقلتين على مقدور واحد. واما باحدهما وهو ايضا محال للزوم الترجيح بلا مرجح. فالحاصل انه على تقدير تعدد الا له لم يصلح وجود شئ من الممكنات لاستلزام احدا لمحالين المذكورين والمستلزم للمحال محال كما لا يخفى وبرهان التمانع الدال عليه قوله تعالىٰ ﴿لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا﴾ لاثبات هذا المطلب مشهور غنى

Marfat.com

عن البيان ۔

قال الحکماء لو وجد واجبان وقد ثبت عندهم ان الواجب نفس الماهیة لتمایز ابتعین لیحصل الاثنینیة فیلزم ترکبهما وهو محال اذ یلزم ان لا یکون شئ منهما واجبًا لوجود الترکیب المنافی له والمفروض خلافه ۔

ذکر فی شرح المواقف انه لا مخالف فی هذه المسئلة الا الثنویة دون الوثنیة فانهم لا یقولون بوجود الهین واجبی الوجود ولا یصفون الاوثان بصفات الالٰهیة وان اطلقوا علیها اسم الألهة بل اتخذوا علی انها تماثیل الانبیاء والزهادا والملٰئکة اوالکواکب واشتغلوا بتعظیمها علی وجه العبادة توصلا بها الی ما هواله حقیقة“ ۔

واما فضائل هذه الکلمة الشریفة فمنها ما رواه البخاری ومسلم عن معاذ رضی الله عنه ” قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ما من احد یشهد ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله صدقا من قلبه الاحرمه الله علی النار“۔

ومنها ما رَوَیَاهُ ایضًا عن ابی ذر رضی الله عنه ” قال قال رسُول الله صلی الله علیه وسلم ما من عبد قال لآ اله الا الله ثم مات علی ذٰلک الا دخل الجنة قلت وان زنی وان سرق قال وان زنی وان سرق قلت وان زنی وان

Marfat.com

(۷)

سرق قال وان زنی وان سرق قلت وان زنی وان سرق قال وان زنی وان سرق علی رغم انف ابی ذر۔"

ومنها ما رواہ مسلم ایضاً عن عبادة بن الصامت رضی اللہ عنہ " قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یقول من شہد ان لا الٰہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ حرم اللہ علیہ النار۔"

ومنها ما رواہ مسلم ایضاً عن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ " قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من مات و ھو یعلم انہ لا الٰہ الا اللہ دخل الجنۃ۔"

ومنها ما رواہ احمد عن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ "قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مفاتیح الجنۃ شہادۃ ان لا الٰہ الا اللہ۔"

ومنها ما رواہ الترمذی وابن ماجہ عن جابر رضی اللہ عنہ " قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ وافضل الدعاء الحمد للہ۔"

ومنها رواہ فی شرح السنۃ عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ "قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم " قال موسیٰ علیہ السلام یا ربّ علمنی شیئا اذکرک بہٖ او ادعوک بہٖ فقال یا موسیٰ قل لا الٰہ الا اللہ فقال یا ربِّ کل عبادک یقول ھذا۔ انما ارید شیئا تخصنی

Marfat.com

به قال یا موسٰی لو ان السمٰوٰت السبع وعامرهن غیری والارضین السبع وضعن فی کفة ولآ اله الا اللّٰه فی کفة لمالت بهن لا اله الا اللّٰه ـ

ومنها ما قال المفسرون فی قوله سبحانه ﴿اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ﴾ من ان المراد من الکلم الطیب کلمات التوحید لا اله الا اللّٰه ـ

وایضا قالوا فی تفسیر قوله عزوجل ﴿لَا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا﴾ ان المراد من القول الصواب هو قول المشفوع له لا اله الا اللّٰه فی الدنیا ـ

اعلم ان توحید العوام من اهل الاسلام هو نفی الشرکة عنه سبحانه فی کونه الهًا واجبًا لذاته معبودا بالاستحقاق وعلیه مدار النجاة الاخرویة والسعادة الابدیة وبه دعوة الانبیاء للخلق ظاهرا ـ واما وحدته سبحانه عند الصوفیة وهم المستالهون المکاشفون المقتبسون من مشکوٰة النبوة الذین هم اوتاد الارض ببرکاتهم تنزل الرحمة الی اهل الارض وبهم یمطرون وبهم یرزقون وهم قوم لا یشقی جلیسهم فعبارة عن نفی الشرك عنه تعالٰی فی الوجود لما لا موجود عندهم سواه وهو کما کان علٰی صرافة الاطلاق ولا کون

Marfat.com

ولا تقيد معه فكذا الآن وما يسمى عالما وغيرا وسوى وتقيدا فانما هو محض اراءة وانتقاش قدرة كما قال العارف :

دوئى را نيست ره در حضرت تو
همه عالم توئى و قدرت تو

قال الشيخ صدر الدين القونوى قدس سرّه فى النصوص " اعظم الشبه والحجب التعددات الواقعة فى الوجود الواحد بموجب آثار الاعيان الثابتة فيه فيتوهم ان الاعيان ظهرت فى الوجود وبالوجود انما ظهرت اثار فيه ولم تظهر هى ولا تظهر ابدا لانها لذاتها لا تقتضى الظهور".

قال شيخى ووالدى قدّس سرّهٗ فى رسالته المسماة بكنز الحقائق " ان هذا التقيد وان كان محض اراءة لكن لما كان ﴿صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِىٓ اَتْقَنَ كُلَّ شَىْءٍ﴾ اخذ حكم الموجود الحقيقى وترتب عليه الاحكام الدنيوية والاخروية كما نطق به الكتاب والسنة وصار ابديا لا يزول بازالة احد الا من نظره مع بقاء اثره ولهذا جعلوه من مراتب الوجود".

ولما لم يكن هذا التقيد موجودا حقيقيا

Marfat.com

فی نفس الامر بل معدوما صرفا کما کان اذا لاعیان ما شمت رائحة الوجود والموجود الحقیقی لیس الا الله الواحد القهار سماه مرتبة التنزل الوجود والا لیس لله سبحانه تنزل ولا ترق بل هو سبحانه علی صرافة الاطلاق عن کل قید حتی عن قید الاطلاق ومطلق الوجود جامع لمراتب الاحکام لکن لکل مرتبة منها احکام مختصة بها لا یتجاوزها فمن لم یحفظها کان زندیقا ولهذا انزل الکتب وارسل الرسل لبیانها وحفظها ۔ هذا ۔ والعمدة فی ادراک هذا المطلب الشریف عندهم هو الوجدان الصحیح والمکاشفات الحقانیة ۔

قالوا قد ظهر لنا بالکشف والعیان ان وجوده سبحانه عین ذاته لا موجود حقیقة سواه وسائر الاشیاء شیون واعتبارات لاحقة لذاته فحقیقته سبحانه وجود متاکد ای وجود قائم بذاته فیکون وجودا وموجودا معا لان معنی الموجود ما قام به الوجود سواء کان من قبیل قیام الصفة بالموصوف او قیام الشئ بنفسه ۔

فحینئذ یکون الوجود حقیقة قائمة بذاته لا وصفا قائما بغیره فلا یکون غیره موجودا اصلا فیکون التفاوت والتباعد بین الممکن والواجب فی مرتبة الوجود علی نهج الکمال لان ذاته سبحانه عین

Marfat.com

وجوده وذات الممكن لا عين وجوده ولا متصف بوجوده
ولا معرض لوجوده بل يرى الممكن بسبب نسبة خاصة
بالوجود كانه موجود فوجود الممكنات عبارة
عن نسبة خاصة لهم بالوجود القائم بالذات من
غيران يكون الوجود قائما بهم. كما ان الحداد يقال
لشخص يكون الحديد مصنوعا بصناعته و
يكون له نسبة خاصة بالحديد من غيران يكون
الحديد قائما به وكالمشمس يقال للماء الذى
حصل له نسبة خاصة بالشمس من المحاذات و
يحصل التسخين بسببه فيكون العالم فى مرتبة
الوجود انزل بمراتب من مرتبة وجود الحق سبحانه
وتعالىٰ ما للتراب ورب الارباب فيكون الغناء المطلق
والكمالات الصورية والمعنوية للحق سبحانه لانه
عين الوجود واصل الكمالات - شعر ؎

ولوجهها من وجهها قمر
ولعينها من عينها كحل

والذل والافتقار الذاتى للخلق لما لا وجود لهم
حقيقة ولا اراءة ايضا بل هو عكس وجود الحق
سبحانه الذى ظهر فى مرايا الاعيان ومجاليها وهى

Marfat.com

باقية على اعدامها كما ان الماء عند ظهور لون الظرف
فيه باق على عدم اللونية كما كان لان اللون الذى ظهر
فيه لون الغير لا لونه سئل الجنيد قدس سرّہٗ عن التوحيد
فقال لون الماء لون انائه يعنى ان الوجود والكمالات
التى ظهرت فى الاعيان ليست الا للحق سبحانه والاعيان
ما شمت رائحة الوجود اصلا فالعالم عبارة عن تلك
الاعيان التى ظُنّت بواسطة تجليه سبحانه فيها
انها وجدت فصار نظام العالم من ذٰلك الوجود الظاهر
ومن تلك الاعدام كما قال الشيخ العراقى ۔ بیت ؎

روز و شب باہم آشتی کردند
کارِ عالم ازاں گرفت نظام

يعنى انتظم العالم بواسطة اختلاط الوجود والعدم
وامتزاجه معه ۔

قال الشيخ العارف عبد القدوس الحنفى فى مكتوباته
"حقیقت حق سبحانہ ہستی مطلق است اما کسوت کونی خاک
درچشم محجوباں می افگند و دُور و مہجور می دارد" يعنى ظهوره
سبحانه بصفات الاعيان الثابتة وانصباغه باحكامها
الاعتبارية صار سببا لاحتجاب ادراك المحجوبين
والا ليس الظاهر المرئى المشهود الا الحق سبحانه وتعالىٰ ۔
قال الشيخ محيّ الدين قدّس سرہ "منهم من قال

Marfat.com

الحق محسوس والخلق معقول سبحان من خفى لشدة ظهوره وبعد لغاية قربه وجهل لفقد ادراكه لا لفقد ادراكه لحصوله لكل فرد من الانسان وعدم انفكاكه عنهم اصلا وبعثة[١] الانبياء عليهم الصلٰوة والسّلام والتكاليف الشاقة لتحصيل ادراك الادراك ۔

اعلم ان الحكماء وافقوهم فى ان وجود الحق سبحانه عين ذاته و وجود غيره عبارة عن نسبة خاصة له بالوجود الواجب قائم بذاته من غيران يكون الوجود وصفا قائما به كما مر فى الحداد والمتشمس ۔

واستدلوا على كون وجود الواجب تعالىٰ عين ذاته بوجهين الاول لوكان الوجود زائدا على ذاته لاحتاج فى اتصافه بالوجود الى العلة فلوكانت علة اتصافه هو الذات لزم تقدم اتصاف ذاته بالوجود على تاثيره فى اتصاف الوجود لان ضرورة العقل حاكمة بان الايجاد فرع الوجود ۔ فحينئذ لوكان الوجود السابق عين الوجود اللاحق لزم تقدم الشئ على نفسه وان كان غير اللاحق نقلنا الكلام الى اتصافه بذلك الشئ الغير حتى يلزم التسلسل فى الوجود او الانتهاء الى وجود هو عين الذات مع ان التعدد فى وجود شئ واحد محال كما تشهد به الفطرة السليمة ۔

---

(١) بعثت

الوجه الثانى ان ما يعرض له الوجود فالوجود بالنظر الى ذاته مسلوب عنه كما هو المشهور بين الجمهور من انه ليست الماهية من حيث هى واحدًا ولا كثيرًا ولا شيئا من الامور العارضة لها وثبوت الوجود له ليس ناشيا عن ذاته لما مر من ان الايجاد فرع الوجود فلا يصح ان يكون الذات من حيث هى بلا شرط الوجود موجدًا سواء كان موجدًا لنفسه اوموجدًا لغيره - فيكون حقيقة الواجب تعالىٰ وجودا متاكدا (١) وجودا قائما بذاته ويكون وجودا وموجودا معا كما مر -

محمّد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلّم سيد ولد آدم واكثر الانبياء عليهم السّلام تبعا يوم القيامة واكرم الاولين والآخرين على الله واوّل من ينشق عنه القبر واوّل شافع واوّل مشفع واوّل من يقرع باب الجنة فيفتح الله سبحانه وحامل لواء الحمد يوم القيامة تحته آدم فمن دونه من الانبياء عليهم السّلام وغيرهم الذى قال " نحن الآخرون ونحن السابقون يوم القيامة وانى قائل قولا غير فخر وانا قائد المرسلين ولا فخر وانا خاتم النّبيين

(١) اعنى

Marfat.com

ولا فخر وانا اوّل الناس خروجا اذا بعثوا وانا قائدهم
اذا وفدوا وانا خطيبهم اذا انصتوا وانا مستشفعهم
اذا حبسوا وانا مبشرهم اذا يئسوا الكرامة والمفاتيح
يومئذ بيدى ولواء الحمد يومئذ بيدى وانا اكرم
ولد أدم على ربى يطوف على الف خادم كانهم بيض
مكنون اولؤلؤ منثور واذا كان يوم القيامة كنت
امام النّبيين وخطيبهم وصاحب شفاعتهم غير فخر؛
لولاه لما خلق الله سبحانه الخلق ولما اظهر
الربوبية وكان نبيا وأدم بين الماء والطين۔
والدليل المعوّل عليه فى اثبات نبوته صلّى الله عليه وسلّم
عند الجمهور هوانه ادعى النبوة واظهر المعجزة على
يده وكل من كان كذلك كان نبيا اما انه ادعى
النبوة فللتواتر واما انه اظهر المعجزة فلان معجزته
القرأن وغيره۔
اما ان القرأن معجزته فلانه عليه الصّلوٰة والسّلام
تحدى به ودعا الى الاتيان بسورة من مثله مصاقع
البلغاء والفصحاء من عرب العرباء مع كثرتهم
واشتهارهم بغاية العصبية والحمية الجاهلية
فعجزوا عن الاتيان باقصر سورة من مثله حتى

Marfat.com

أثروا المقارعة بالسيوف على المعارضة بالحروف ولو قدروا على المعارضة لعارضوا ولو عارضوا لَنُقِلَ بالتواتر الينا لتوفر الدواعى على نقله كنقل[١] الخطيب على المنبر والعلم بجميع ذلك قطعى بالضرورة العادية والعادة احد طرق العلم كالحس.

واما ان كل من ادعى النبوة واظهر المعجزة يكون نبيا فلان الله تعالىٰ اجرى عادته بخلق العلم بصدق مدعى النبوة عقيب ظهور المعجزة على يده فان اظهار المعجزة على يد الكاذب مما يعلم انتفاءه عادة لان من قال انا نبى ثم نتق الجبل واوقفه على رءوسهم وقال " ان كذبتمونى وقع عليكم وان صدقتمونى انصرف عنكم " وكلما هموا بتصديقه بعد عنهم واذا هموا بتكذيبه قرب منهم علم بالضرورة انه صادق فى دعواه والعادة قاضية بامتناع ذلك من الكاذب.

وَاَورَدُوا لهذا مثلا وقالوا اذا قام رجل فى مجلس ملك بمشهد الجم الغفير وادّعى انه رسول هذا الملك اليهم فطالبوه بالحجة فقال هى " ان يخالف هذا الملك عادة ويقوم من

---

(١) كقتل الخطيب

سريره ويقعد فى مكان لا يعتاده ففعل كان ذلك تصديقا له ومفيدا للعلم الضرورى بصدقه من غير شك۔

وهذا المثال ليس من قبيل قياس الغائب على الشاهد بل ندعى ان ظهور المعجزة يفيد علما ضروريا بالصدق وان كونه مفيدا له معلوم بالضرورة العادية و هذا المثال للتفهيم وزيادة التقرير وما اورد عليه من الاسئلة والاجوبة فمذكور فى المطولات و قد استقصيناه فى رسالتنا المحررة لاثبات النبوة۔

واما غيره من المعجزات فانها وان لم يتواتر تفاصيلها فالقدر المشترك بينها وهو ثبوت المعجزة متواتر بلا شبهة كشجاعة على رضى الله عنه وسخاوة حاتم وهو كافٍ لنا فى اثبات المطلوب۔

على ان الاستدلال باحواله صلى الله عليه وسلم قبل النبوة وحال الدعوة وبعد تمامها واخلاقه الكريمة واحكامه الحكيمة واقدامه حيث يحجم الابطال وعدم صدور الكذب منه قط لا فى مهمات الدين ولا فى مهمات الدنيا ولو كذب مرة لاجتهدوا[1] عداوة فى تشهيره وعدم اقدامه على

(١) لاجتهد اعداءه

Marfat.com

فعل قبیح لا قبل النبوۃ ولا بعدھا وکونہ فی غایۃ الفصاحۃ مع کونہ اُمیّا وتحملہ فی تبلیغ الرسالۃ انواع المشقات حتی قال "ما أوذی نبی مثل ما أوذیت"۔ وصبرہ علیھا بلا فتور فی عزیمتہ۔

ولما استولی علی الاعداء وبلغ الرتبۃ الرفیعۃ فی نفاذ امرہ فی الاموال والانفس لم یتغیر عما کان علیہ بل بقی من اول عمرہ الیٰ اٰخرہ علی طریقۃ واحدۃ مرضیۃ

وکونہ فی غایۃ الشفقۃ علی امتہ حتی خوطب بقولہ عزوجل ﴿ فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرَاتٍ ﴾ وکونہ فی غایۃ السخاوۃ حتی عوتب بقولہ ﴿ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ ﴾ وکونہ عدیم الالتفات الی زخارف الدنیا۔ وکونہ مع الفقراء والمساکین فی غایۃ التواضع ومع الاغنیاء فی غایۃ الترفع۔

وعدم فرارہ من اعدائہ قط وان عظم الخوف مثل یوم احد ویوم الاحزاب وذلک یدل علی قوۃ قلبہ وشھامۃ جنانہ ولولا ثقتہ بعصمۃ اللہ تعالی ایاہ کما وعدہ بقولہ ﴿ وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ﴾

لا متنع ذلک عادۃ ولم یتلون حالہ علیہ الصلوٰۃ والسلام وقد تلونت بہ احوال غیرہ وھذا کافٍ

Marfat.com

على كونه صلّى اللہ علیه وآله وسلّم على أعلى درجات
النبوة كما لا يخفى على الفطن المنصف۔

﴿رَبَّنَا آتِنَا مِن لَّدُنكَ رَحْمَةً وَهَيِّئْ لَنَا مِنْ أَمْرِنَا رَشَدًا﴾

فليكن هذا آخر الرسالة وله الحمد فى
الاولىٰ والاخرة وله الحكم واليه ترجعون۔
قد تمت الرسالة فى تحقيق الكلمة الطيبة۔

Marfat.com

ترجمہ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

[الحمدللہ رب العالمین والعاقبة للمتقین والصلٰوۃ والسلام علٰی رسولہٖ محمّد واٰلہٖ واصحابہٖ اجمعین امابعد فھذہ رسالة فی تحقیق الکلمة الشریفة]☆

لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

اگر آپ کہیں کہ (کلمۂ طیبہ میں) لَآ کی خبر کو مقدر (۱) ماننا ضروری ہے پس اگر اصل عبارت یہ قرار دی جائے:

لَآ اِلٰـہَ مَوجُودٌ اِلَّا اللّٰہُ تو اس سے یہ ثابت نہیں ہوگا کہ دوسرے خدا کا وجود ممکن نہیں اور اگر ایسے ہو:

لَآ اِلٰـہَ مُمکِنٌ اِلَّا اللّٰہُ تو یہ مستثنٰی (یعنی اللہ تعالیٰ) کے واجب الوجود ہونے پر دلالت نہیں کرتا لہٰذا دونوں باطل ہیں۔

جواب میں ہم کہیں گے کہ لَآ کی خبر کو مقدر ماننے کی صورت میں ہم صورتِ اول کو اختیار کرتے ہیں جیسا کہ مشہور ہے اور ہم اس نتیجے (کہ یہ کلمہ دوسرے خدا کے عدم امکان پر دلالت نہیں کرتا لہٰذا باطل ہے) کو تسلیم نہیں کرتے کیونکہ اگرچہ کسی دوسرے خدا کے ناممکن ہونے کا عقیدہ رکھنا ہمارے لیے ضروری ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ کلمۂ توحید (اس مطلب

☆ یہ خطبہ راقم کے پاس موجود قلمی نسخوں میں نہیں ہے۔ قلمی نسخوں میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کے بعد کلمہ طیبہ سے آغاز ہوتا ہے۔ یہ خطبہ مطبوعہ نسخہ میں ہے۔

Marfat.com

کے علاوہ) ایسے تمام مطالب پر بھی دلالت کرے پس ہم اسی پر اکتفاء کر سکتے ہیں کہ کلمۂ توحید اللہ تعالیٰ کے سوا کسی معبود کے موجود نہ ہونے پر دلالت کرے کیونکہ اس مسئلہ میں ہمارا اصل مقصد اور منشاء یہی ہے۔

اگر آپ کہیں کہ قبیلہ بنوتمیم (۲) کے مطابق لآ کے لئے خبر کا ہونا ضروری نہیں ہے جیسا کہ ابن حاجب (۳) لکھتے ہیں ''قبیلہ بنوتمیم لآ کے لئے خبر کا ہونا ضروری نہیں سمجھتے''۔

(۴) تو ہم کہیں گے کہ یہ قول محققین کے نزدیک غیر معتبر ہے، یہاں تک کہ اندلسی (۵) نے کہا ہے ''مجھے نہیں معلوم کہ انہوں نے یہ بات کہاں سے نقل کی، شاید کہ انہوں نے خود ہی قیاس کرلیا ہے''۔

اس کے بعد اندلسی فرماتے ہیں ''حقیقت یہ ہے کہ بنوتمیم لآ کی خبر کو لازمی طور پر اس وقت حذف کرتے ہیں جب کسی سوال کا جواب ہو اور ایسا قرینہ بھی موجود ہو جس کے ذریعے خبر کے مفہوم کا پتہ چل سکے لیکن اگر کوئی قرینہ موجود نہ ہو تو خبر کو حذف کرنا قطعی طور پر جائز نہیں ہے کیونکہ اس وقت اس کا کچھ پتہ نہیں چل سکے گا''۔

پس خبر کے وجود کو ضروری سمجھنے میں بنوتمیم اہل حجاز کی طرح ہیں۔

سید سند (٦) نے کشاف (۷) کے حاشیہ میں لکھا ہے: ''جس طرح اہل دانش اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات میں اس لئے متحیر ہیں کہ وہ عظمت خداوندی کے انوار میں پوشیدہ ہیں اسی طرح وہ لفظ اللہ (کی تحقیق) میں بھی حیران ہیں گویا اس (لفظ) میں بھی انہی انوار الٰہی کی شعاعیں منعکس ہوتی ہیں اور اسی وجہ سے اہل بصیرت کی آنکھیں خیرہ ہوگئی ہیں چنانچہ ان لوگوں کا اس بارہ میں اختلاف ہے کہ کیا لفظ اللہ سریانی زبان کا ہے یا عربی کا؟ نیز آیا یہ لفظ اسم ذات ہے یا صفت؟ مشتق ہے یا غیر مشتق؟ اگر مشتق ہے تو یہ کس لفظ سے مشتق ہے؟ اگر مشتق نہیں ہے تو علم ہے یا غیر علم؟ (۸)

Marfat.com

بعض اہل علم کا قول ہے کہ یہ لفظ اصل میں اِلٰـہ تھا اس میں سے ہمزہ کو حذف کر کے اس کی جگہ الف لام لایا گیا ہے اور اسی وجہ سے یا اللہ ہمزہ قطعی کے ساتھ ادا کیا جاتا ہے اگر آپ کہیں کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ نداء کی صورت میں ہمزہ قطعی ہوتا ہے اور نداء نہ ہونے کی صورت میں وصلی، تو ہم (جواب میں) کہیں گے کہ یہ ہمزہ نداء میں، ہمزۂ عوضی ہونے کی وجہ سے باقی رہ گیا ہے (کیونکہ لفظ اِلٰـہ کے ہمزہ کے عوض الف لام لایا گیا ہے) اور نداء میں چونکہ معرفہ والے الف لام کی ضرورت نہیں رہتی اس لیے نداء میں یہ ہمزہ، ہمزہ اصلیہ کا قائم مقام ہوا لہٰذا قطعی پڑھا جائے گا۔ نداء نہ ہونے کی صورت میں چونکہ معرفہ ہونے کا مفہوم اس لفظ سے کلی طور پر خارج نہیں ہوتا، اس لئے یہ ہمزہ وصلی ہو جاتا ہے۔ (۹) اس (نکتہ) کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیا جائے۔

لفظ اللہ معبود برحق کے ساتھ مخصوص ہے کیونکہ اِلٰـہ ہر معبود پر صادق آتا ہے خواہ وہ معبود برحق ہو یا باطل۔ بعد ازاں اس کا عام استعمال معبود برحق کے لئے مخصوص ہو گیا۔

بعض نے کہا ہے کہ اصل لفظ اَلِاٰلـہ ہے، اس میں ہمزہ ثقیل ہونے کی وجہ سے حذف کیا گیا اور لام کو لام میں مدغم کیا گیا۔ (۱۰) بعض (علماء) کا قول ہے کہ اللہ کا اشتقاق اَلَـہَ اِلاھَۃً و اُلُوھَۃً و اُلُوھِیَّۃً سے ہے جس کے معنی ہیں تَعَبَّدَ اس نے عبادت کی اسی (مادہ) سے تَـاَلَّہَ اور اِستَـاَلَہَ کا لفظ ماخوذ ہے جس کا مفہوم بھی تَعَبَّدَ ہے۔ بعض کا قول ہے کہ یہ اَلِـہَ سے ماخوذ ہے جس کے معنی تَـحَیَّرَ حیران ہوا (اس مفہوم کے مطابق اللہ اس لئے کہتے ہیں کہ) عقلیں اس کی معرفت میں حیران ہیں یا اَلِھتُ اِلٰی فُلَانٍ ہے یعنی مجھے فلاں شخص سے سکون حاصل ہوا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی معرفت سے روحیں سکون اور چین حاصل کرتی ہیں۔

بعض علماء کا قول ہے کہ لفظ اللہ اس کی ذات مخصوصہ کے لیے عَلَم ہے اور جامد

Marfat.com

ہے۔ اس کا کوئی مادۂ اشتقاق نہیں کیونکہ (پہلی دلیل یہ ہے کہ) لفظ اللہ موصوف بن سکتا ہے صفت نہیں۔

(دوسری دلیل) یہ ہے کہ اس ذات کے لیے ایک ایسا نام ہونا چاہیے جو اس کی تمام صفات کا جامع ہو اور اس کا اطلاق اس کی ذات کے سوا کسی پر نہ ہو سکتا ہو۔

(تیسری دلیل یہ ہے کہ) اگر یہ لفظ (اللہ) صفت ہوتا تو لَآ اِلٰـــہَ اِلَّا اللّٰہُ کلمۂ توحید نہ بنتا۔ جس طرح لَآ اِلٰـــہَ اِلَّا الرَّحْمٰن کلمۂ توحید نہیں ہے، کیونکہ لَآ اِلٰـــہَ اِلَّا الرَّحْمٰن مانع شرکت نہیں ہے۔ (۱۱) مگر یہ قول محل نظر ہے کیونکہ مذکورہ بالا دلائل اس مدعا کو ثابت نہیں کرتے۔ پہلی دلیل صرف صفت ہونے کی تردید کرتی ہے اس لفظ کے عَلَم ہونے کو ثابت نہیں کرتی، ورنہ اسمائے اجناس اور لفظ شیء اس طرح کے ہیں ان کو بھی عَلَم کہنا پڑے گا (جبکہ یہ صفات نہ ہونے کے باوجود عَلَم بھی نہیں ہیں۔)

اسی طرح دوسری دلیل سے بھی اس کا عَلَم ہونا ثابت نہیں ہوتا، جیسا کہ یہ کسی پر مخفی نہیں۔

رہی تیسری دلیل تو وہ اس لئے محل نظر ہے کہ ممکن ہے لفظ رَحْمٰن اللہ تعالیٰ کے ان اوصاف غالبہ میں سے ہو جس کا استعمال غیر ذات باری تعالیٰ کے لیے نہ ہوتا ہو اور علم نہ ہونے کے باوجود مانع شرکت ہو۔ بلکہ ہم تو کہتے ہیں کہ لَآ اِلٰـــہَ اِلَّا الرَّحْمٰن جیسا کلمہ بھی توحید کے ثبوت کے لیے مفید کیوں نہیں ہو سکتا کیونکہ الرَّحْمٰن کا اطلاق اللہ تعالیٰ کے سوا دوسری ذات پر نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوسرا اس کا موصوف نہیں بن سکتا اور عَلَم کے مانند ہو گیا ہے اس طرح کہ اس (الرَّحْمٰن) میں شرکت ممنوع ہے جیسا کہ (علماء) بیان کرتے ہیں۔ لہٰذا اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہیے۔

اور جو قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کی مخصوص ذات کے لئے کسی

Marfat.com

مخصوص لفظ کے عَلَم ہونے کی تردید میں کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کسی دوسری حقیقی یا غیر حقیقی شے کا لحاظ کئے بغیر انسانی عقل سے ماوراء ہے تو یہ ممکن نہیں ہے کہ صرف ایک لفظ کے ذریعے اس کا مفہوم ادا ہو سکے۔ یہ قول محل نظر ہے کیونکہ یہ دلیل ایسی صورت میں نہیں چل سکتی جبکہ اس لفظ کا واضع خود اللہ تعالیٰ ہو۔ لہٰذا یہ بات ایسی ہے جو کسی پر پوشیدہ نہیں ہے۔

اگر آپ کہیں کہ کسی چیز کا ایک جہت سے علم کسی دوسری جہت سے علم کے مغایر ہوتا ہے جیسا کہ یہ بہت سے علماء کا اختیار کردہ ہے پس اس صورت میں یہ ممکن ہے کہ اس ذات مشخص کا ایک جہت سے علم حاصل کیا جائے جیسے واجب بالذات ہونے یا معبود برحق ہونے کی جہت سے اور اس جہت سے لفظ اللہ کو اس ذات کے لیے وضع کیا جائے اس طرح یہ لفظ اس ذات پر دلالت کرے۔

میں کہوں گا کہ کسی خاص ذات کے لیے کسی لفظ کو وضع کرنے کے لیے اُس ذات کی اس خصوصیت، خاص جہت کا علم ہونا ضروری ہے جس سے اس ذات کا کوئی شریک نہ ہو سکے ورنہ عمومی جہت سے کسی چیز کا علم یا مفہوم کلی اس مقصد کے لیے کافی نہیں ہوتا پس غور کرو کیونکہ یہ باریک نکتہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی ہے جس سے مدد چاہی جاسکتی ہے۔

بعض محققین نے (لفظ) اللہ کے عجیب وغریب لطائف ذکر کیے ہیں کہ اگر لفظ اللہ کا ہمزہ نہ بولا جائے تو لِلّٰہِ کا لفظ باقی رہے گا جیسے:

وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (۱۲)

(آسمانوں اور زمین کے لشکر اللہ ہی کے لئے ہیں۔)

اگر باقی ماندہ لفظ للہ سے لام کو ہٹا دیا جائے تو لہ باقی رہ جائے گا جیسے:

لَهٗ مَافِی السَّمٰوٰتِ وَمَافِی الْاَرْضِ (۱۳)

(اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔)

Marfat.com

اور اگر لـــہ سے لام کو حذف کر دیا جائے تو ھو کی ہاء مضمومہ (ہٗ) باقی رہ جاتی ہے۔ جیسے:

لَآ اِلٰـهَ اِلَّاھُوَ (۱۴)

(اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔)

ھو میں واو زائد ہے اس لئے کہ یہ ھُمَا اور ھُمْ میں ساقط ہو جاتا ہے۔ لیکن اس میں قدرے تامل ہے، یہ بات اس پر پوشیدہ نہیں ہے جو عربی دان ہے۔ (۱۵)

جہاں تک اس لفظ (اللہ) کے معانی کا تعلق ہے تو اس کی صورت یہ ہے کہ جب آپ اسم جلالت سے اللہ تعالیٰ کو پکاریں گے تو گویا آپ نے اسے اس کی تمام صفات کے ساتھ پکارا ہے، دوسرے اسماء میں ایسی جامعیت نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ صرف اسم جلالت کے لفظ سے کلمۂ شہادت درست ہوتا ہے۔ (۱۶)

توحید کے (بے شمار دلائل میں سے) ایک دلیل یہ ہے کہ اگر صاحب قدرت و اختیار دو خدا موجود ہوتے تو ان دونوں کا دائرۂ اختیار و تخلیق بھی مساوی ہوتا کیونکہ (دو خدا ہونے کی صورت میں) تمام اختیارات کا سرچشمہ ان کی ذات ہو گی اور تمام مخلوقات ممکن ہونے کی وجہ سے ان دونوں کے دائرہ قدرت میں ہونگی ایسی صورت میں دونوں خداؤں کی حیثیت مساویانہ ہو گی۔ اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ یا تو ایک ہی مخلوق کی تخلیق بیک وقت دونوں خداؤں کے ذریعے ہو (کیونکہ دونوں کا درجہ مساوی ہے) جبکہ یہ بات قطعی محال اور ناممکن ہے کیونکہ دو مستقل طاقتیں بیک وقت ایک چیز کی تخلیق میں (مساویانہ حیثیت سے) شریک نہیں ہو سکتی ہیں۔ یا اس مخلوق کی تخلیق ان دو (خداؤں) میں سے کسی ایک کے ذریعے ہو جبکہ یہ بھی محال ہے کیونکہ اس صورت میں (دو مساوی خداؤں میں سے) کسی ایک کو دوسرے پر بلاوجہ ترجیح دینا لازم آئے گا۔

Marfat.com

حاصل کلام یہ کہ اگر متعدد خدا ہوتے تو ممکنات میں سے کوئی شے، درست نہ رہتی کیونکہ اس صورت میں مذکورہ بالا دو محال صورتوں میں سے ایک صورت لازم آئے گی اور جس چیز کا لازمہ محال ہو وہ (خود بھی) محال ہوتا ہے اور ان دونوں صورتوں کے بطلان پر مشہور برھان قول باری تعالیٰ ہے جو محتاج بیان نہیں:

لَوْ كَانَ فِيهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا (۱۷)

(اگر زمین و آسمان میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سوا اور (کئی) خدا ہوتے تو یہ دونوں تباہ ہو جاتے۔)(۱۸)

حکماء نے کہا ہے کہ اگر دو واجب الوجود ذات پائے جاتے تو وہ دونوں جدا گانہ ممتاز و متعین ہوتے تا کہ دو جدا گانہ شخصیتوں کو ثابت کیا جا سکے، جبکہ حکماء کے نزدیک وجوب نفس ماھیت (۱۹) ثابت ہے اس صورت میں ان دونوں کو مرکب ماننا پڑے گا اور کیونکہ مرکب ہونے کی وجہ سے وہ واجب الوجود نہیں ہو سکتے۔ اس لئے یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ ان دونوں میں سے کوئی بھی واجب الوجود نہیں ہے جبکہ یہ مذکورہ بالا مفروضہ کے خلاف ہے۔

شرح مواقف (۲۰) میں مذکور ہے: ''اس مسئلہ (توحید) کے صرف ثنویہ ہی مخالف ہیں۔ بت پرست اس کے مخالف نہیں ہیں کیونکہ بت پرست دو واجب الوجود خداؤں کے قائل نہیں ہیں اور نہ ہی وہ بتوں کو خدائی صفات سے متصف کرتے ہیں، تاہم یہ حقیقت ہے کہ وہ ان پر دیوتاؤں کا اطلاق کرتے ہیں، اس بناء پر کہ وہ پیغمبروں اور زاہدوں یا فرشتوں یا سیاروں کی مورتیاں ہیں اور وہ عبادت کے طور پر ان کی تعظیم کرتے ہیں اور ان کے ذریعے حقیقی معبود (اللہ) تک پہنچنا چاہتے ہیں۔''

اس پُر برکت کلمہ کے چند فضائل حسب ذیل ہیں:

امام بخاری اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کی

Marfat.com

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کوئی سچے دل سے اس بات کی گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود نہیں حضرت محمد (ﷺ) اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کو دوزخ کی آگ پر حرام کردے گا۔'' (۲۱)

شیخین ہی نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جو بندہ یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، پھر وہ اسی عقیدہ پر فوت ہو جائے تو وہ جنت میں ضرور داخل ہوگا۔'' میں (ابوذر رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا خواہ وہ بدکاری اور چوری کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''خواہ وہ بدکاری اور چوری کرے۔'' پھر میں نے عرض کیا خواہ وہ بدکاری اور چوری کرے؟ فرمایا ہاں ''خواہ وہ بدکاری اور چوری کرے۔'' پھر میں نے عرض کیا خواہ وہ بدکاری اور چوری کرے؟ فرمایا ہاں ''خواہ وہ بدکاری اور چوری کرے۔ اور خواہ ابوذر کو یہ بات کتنی ہی ناپسند کیوں نہ ہو''۔ (۲۲)

ان میں سے ایک حدیث وہ ہے جسے امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے اس طرح روایت کی ہے: انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا ''جس شخص نے اس بات کی گواہی دی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ حضرت محمد (ﷺ) اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں تو اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ کی آگ حرام کردے گا''۔ (۲۳)

اور ایک حدیث وہ ہے جسے امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے: وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اس حال میں وفات پائے کہ وہ (یقین کے ساتھ) یہ جانتا ہو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔'' (۲۴)

Marfat.com

ایک اور حدیث وہ ہے جسے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جنت کی کنجیاں یہ ہیں کہ شہادت دی جائے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ (۲۵)

ایک حدیث وہ ہے جسے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اور ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بہترین ذکر ''لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ'' اور بہترین دعا الحمدللہ ہے''۔ (۲۶)

اور ایک حدیث وہ ہے جو شرح السنہ میں حضرت ابو سعید اخدری رضی اللہ عنہ سے یوں منقول ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: ''اے میرے پروردگار! مجھے کوئی ایسی چیز سکھادے جس سے میں تیرا ذکر کروں یا جس سے میں دعا کروں''۔ تو پروردگار نے فرمایا اے موسیٰ علیہ السلام! تم لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ کہو''۔ حضرت موسیٰ نے عرض کی: اے میرے پروردگار! تیرے تمام بندے لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ کہتے ہیں میں تو ایسی چیز چاہتا ہوں جو میرے لئے مخصوص ہو۔ فرمایا اے موسیٰ! اگر ساتوں آسمان اور ان میں بسنے والے جو میرے سوا ہیں، نیز ساتوں زمینیں ایک پلڑے میں رکھی جائیں اور کلمہ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ دوسرے پلڑے میں رکھا جائے تو لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ والا پلڑا ان کے مقابلے میں بھاری رہے گا۔'' (۲۷)

اور کلمۂ طیبہ کی ایک فضیلت وہ ہے جو مفسرین نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد:

اِلَیۡہِ یَصۡعَدُ الۡکَلِمُ الطَّیِّبُ (۲۸)

(اسی (اللہ) کی طرف پاک کلمہ بلند ہوتا ہے۔)

کی تفسیر میں بیان کیا ہے۔ مفسرین نے کہا ہے کہ الکلم الطیّب سے مراد کلمہ توحید لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ ہے۔ (۲۹)

اور ایک فضیلت جسے مفسرین نے اس آیت کی تفسیر میں بیان کیا ہے

Marfat.com

لَا یَتَکَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا (۳۰)

(قیامت کے دن، اس کے حضور صرف وہی شخص بولے گا جسے رحمٰن اجازت دے اور وہ ٹھیک بات کہے۔)

مفسرین نے کہا ہے قال صوابا سے مراد کلمۂ توحید لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے جو اس نے دنیا میں کہا تھا اور وہی اس کی سفارش کا سبب بنے گا۔ (۳۱)

واضح ہو کہ عوام اہل اسلام کا عقیدۂ توحید یہ ہے کہ وہ اس ذات پاک کے واجب الوجود اور معبود برحق ہونے میں کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں۔ اسی عقیدے پر آخرت کی نجات اور غیر فانی سعادت کا دارومدار ہے اور انبیاء کرام نے واضح طور پر مخلوق خدا کو اسی امر کی دعوت دی۔ ☆ مگر صوفیہ، یہ وہ لوگ ہیں جو خدا پرست، صاحب کشف اور شمع نبوت سے نور حاصل کرنے والے، زمین جن کے سہارے قائم ہے اور انہی کے فیوض و برکات سے اہل زمین پر نزول رحمت ہوتا ہے، انہی کی وجہ سے لوگوں پر بارش برسائی جاتی ہے اور انہی کی بدولت ان کو رزق دیا جاتا ہے اور ان کے پاس بیٹھنے والا کبھی بدنصیب نہیں ہوتا، (۳۲) ان کے نزدیک توحید کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی چیز موجود نہیں۔ اس لئے وہ وجود میں اس کا کوئی شریک نہیں مانتے۔ یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ موجود مطلق تھا اور اس وقت نہ کسی قسم کی تخلیق تھی اور نہ کوئی اور قید لگی ہوئی تھی، بعینہٖ اسی طرح وہ اب بھی موجود ہے۔ اور جس چیز کو دنیا، غیر، مقید اور سوی سے موسوم کیا جاتا ہے وہ محض دکھاوا اور جلوۂ قدرت ہے جیسا کہ ایک عارف نے کہا ہے:

☆ انبیائے کرام نے وحدت وجود کی طرف دعوت نہیں دی ہے اور نہ ایک سے زائد وجود کہنے والوں کو مشرک کہا ہے۔ بلکہ ان کی دعوت وحدت معبود کی طرف ہے اور انہوں نے ماسوا کی عبادت کو شرک کہا ہے (دفتر اول مکتوب: ۲۷۲، ص ۶۰۳) وہ واجب الوجود کی وحدت کی طرف جو بے چون بے رہنمائی کرتے ہیں۔ کبھی کسی نے نہیں سنا کہ کسی پیغمبر نے ایمان تشبیہی کی طرف دعوت دی ہو اور خلق کو خالق کا ظہور کہا ہو بلکہ ان کی دعوت تنزیہ محض کی طرف ہے اور تمام آسمانی کتابیں ایمان تنزیہی کی ناطق ہیں۔ (ایضا ص ۶۰۱)

Marfat.com

دوئی را نیست رہ در حضرت تو

همه عالم توئی و قدرت تو ☆

(تیرے حضور میں دوئی کی گنجائش ہی نہیں سارا عالم تو ہے اور ہر طرف تیری ہی قدرت جلوہ فرما ہے۔)

شیخ صدر الدین قونوی قدس سرہ (۳۳) نے النصوص میں فرمایا ہے: ''وجود واجب میں سب سے بڑا شبہ وہ ہے جو اعیان ثابتہ کے آثار کی وجہ سے متعدد چیزوں کی صورت میں نمودار ہوا، ان (اعیان ثابتہ کے آثار) کی وجہ سے یہ خیال ہوتا ہے کہ اعیان ثابتہ موجود ہیں حالانکہ ان کا ظہور نہیں ہوا بلکہ ان کے آثار کا ظہور ہوا ہے یہ آئندہ بھی کبھی ظاہر نہیں ہوں گے کیونکہ بذات خود ان میں ظہور کی صلاحیت نہیں ہے''۔ (۳۴)

میرے شیخ اور والد بزرگوار قدس سرہ (۳۵) اپنے رسالہ کنز الحقائق میں یوں ارشاد فرماتے ہیں: ''یہ قید (ہستی) اگرچہ محض نمود ہے مگر چونکہ اس اللہ کی صناعی ہے جس نے ہر چیز کو کمال تک پہنچایا ہے اس لیے (یہ موجود انسان) موجود حقیقی کے قائم مقام بن گیا اور اس پر دنیا اور آخرت کے احکام کی ذمہ داری آ گئی جیسا کہ کتاب وسنت کا فیصلہ ہے۔ اس طرح یہ ابدی ہو گیا اور کسی کے فنا کر دینے سے فنا نہیں ہوگا البتہ انسان کی نظر سے اوجھل ہو جاتا ہے جبکہ اس کا اثر باقی رہتا ہے اور اسی وجہ سے عارفین نے اسے مراتب وجود میں شامل کر رکھا ہے''۔

مگر چونکہ یہ قید (ہستی) حقیقت میں موجود نہیں ہے بلکہ پہلے کی طرح معدوم

☆ اس شعر کو حضرت عبدالقدوس گنگوہی نے اپنے مکتوبات میں متعدد مقامات پر نقل کیا ہے۔ ہو سکتا ہے یہ آپ ہی کا شعر ہو ملاحظہ فرمائیں۔ مکتوبات قدوسیہ، مترجم واحد بخش سیال، الفیصل ناشران، لاہور، ۲۰۰۴ء، ص: ۱۸۷، ۳۴۳، ۳۶۴، ۴۴۸، ۴۵۳

Marfat.com

محض ہے اس لئے کہ اعیان نے وجود (حقیقی) کی بو تک نہیں سونگھی، اور موجود حقیقی خدائے واحد و قہار کے سوا اور کوئی نہیں ہے، اس لئے اس (ہستی) کو وجود کے "مرتبہ تنزل" سے موسوم کیا جاتا ہے، ورنہ اللہ تعالیٰ کے لئے نہ کوئی تنزل متصور ہے اور نہ ترقی بلکہ وہ ہر قید سے آزاد ہے یہاں تک کہ مطلق کی قید سے بھی آزاد ہے، البتہ وہ احکام کے مراتب کا جامع ہے اور ہر مرتبے کے مخصوص احکام ہیں جن سے آگے کوئی بڑھ نہیں سکتا۔ جو شخص ان مراتب کا لحاظ نہیں رکھے گا وہ بے دین ہو جائے گا۔ اسی مقصد کے لئے (الہامی) کتابیں نازل ہوئیں اور اس کی توضیح وحفاظت کے لئے رسول بھیجے گئے۔ اس نکتہ کو اچھی طرح سمجھ لیا جائے کہ اس اہم مضمون کو سمجھنے کا معتبر ذریعہ وجدان صحیح اور درست مکاشفہ ہے۔

(صوفیائے کرام) ارشاد فرماتے ہیں کہ ہمیں کشف ومشاہدہ سے اس بات کا پتہ چلا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وجود اس کی عین ذات ہے اور حقیقت میں اس کے سوا کوئی موجود نہیں ہے۔ اس کی ذات کے علاوہ تمام اشیاء اس کا پرتو اور عکس ہیں جو اس کی ذات سے ملحق ہیں اس لیے اصل اور صحیح وجود اللہ تعالیٰ کا ہے جو بذات خود مستقل اور قائم بالذات ہے اس لئے وجود اور موجود دونوں ایک ہی چیز ہیں کیونکہ وجود کا مفہوم یہ ہے جس کے ساتھ وجود کا قیام ہو خواہ وہ صفت موصوف کی شکل میں ہو یا بذات خود قائم ہو پس یہ وجود ایک مستقل حقیقت (یعنی قائم بذاتہ) ہے نہ کہ صفت جو کہ قائم بالغیر ہو پس اللہ تعالیٰ کے سوا در حقیقت کوئی موجود ہی نہیں جب ایسا ہے تو واجب اور ممکن کے درمیان (مرتبہ وجود میں کمال کے لحاظ سے) فرق وفاصلہ کی بات ہی نہ رہی۔

کیونکہ باری تعالیٰ کی ذات عین وجود ہے اس کے برخلاف ممکن کی ذات نہ تو عین وجود ہے اور نہ وجود کے ساتھ متصف وملحق اور نہ وجود کے ساتھ اس کا عارضی قیام ہے بلکہ وجود کے ساتھ مخصوص نسبت وتعلق کی وجہ سے اس کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ گویا کہ وہ موجود

Marfat.com

ہو۔ پس ممکنات کا وجود عبارت ہے اس نسبت خاصہ سے جوان کو وجود مطلق (قائم بالذات) کے ساتھ ہے جبکہ وجود ان سے قائم نہیں۔

جیسے کہ لوہار اس شخص کو کہا جاتا ہے جس کی صناعی اور کاریگری کی بدولت لوہے کی چیزیں بنتی ہیں (اس صناعی کی بدولت) لوہے سے اس کا خاص تعلق و نسبت قائم ہے (مگر لوہا اس کے ساتھ قائم نہیں ہے) اسی طرح المشمس اس پانی کو کہتے ہیں جس میں براہ راست سورج کی شعاعیں پڑی ہوں اور سورج کے بالمقابل ہونے کی وجہ سے پانی گرم ہو گیا ہو (سورج کے مقابل ہونے اور ایک خاص تعلق کی وجہ سے اس کا یہ نام مقرر ہوا) لہٰذا عالم وجود (کائنات) کا مرتبہ اللہ تعالیٰ کے مرتبے سے بدرجہا کمتر ہے اور خاک کو رب الارباب سے کیا نسبت ہو سکتی ہے چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

یہی وجہ ہے کہ مکمل بے نیازی اور تمام ظاہری اور باطنی کمالات حق تعالیٰ کو حاصل ہیں کیونکہ وہی عین وجود ہے اور کمالات کا سرچشمہ ہے۔

ولو جهها من وجهها قمر

ولعينها من عينها كحل

(اس کا چہرہ اپنے ہی نور سے منور ہے اور اس کی سرگیں آنکھیں کسی سرمہ کی محتاج نہیں۔)

کیونکہ حقیقت میں ان بے بسی اور محتاجی ذاتی طور پر مخلوق کے لیے ہے۔ کا نہ کوئی وجود ہے اور نہ ظاہری نمود ہے بلکہ مخلوق اللہ تعالیٰ کے وجود کا عکس ہے جو اعیان (چیزوں) کے آئینوں اور ان کی جلوہ گاہوں میں نمودار ہے جبکہ اعیان اپنی معدومیت پر باقی ہیں۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے پانی جس برتن میں ہو، اسی رنگ کا دکھائی دیتا ہے حالانکہ وہ پانی حقیقت میں اب بھی اسی طرح بے رنگ ہے جیسا پہلے تھا کیونکہ پانی کا کوئی رنگ نہیں ہوتا۔

Marfat.com

چنانچہ جب حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (۳۶) سے توحید کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا "پانی کے رنگ میں اس کے برتن کا رنگ ہوتا ہے" یعنی وہ کمالات اور وجود جو اعیان میں نظر آ رہے ہیں (وہ صرف اللہ تعالیٰ کے وجود و کمالات کا عکس ہیں) انہوں نے وجود کی خوشبو بھی نہیں سونگھی لہٰذا یہ کائنات ان اعیان (چیزوں) سے مرکب ہے جو تجلی باری تعالیٰ کے ذریعے موجود و مخلوق سمجھی گئی ہیں۔ پس عالم کا نظام اس ظاہری وجود اور عدم (حقیقۃ) سے ہے۔ جیسا کہ شیخ عراقی نے کہا ہے:

روز و شب باهم آشتی کردند

کار عالم از آن گرفت نظام ☆

(رات اور دن کے ربط ہی کے سبب کل جہاں کا نظام قائم ہے۔)

یعنی وجود و عدم کے میل جول اور ان کے اشتراک سے نظام عالم قائم ہوا ہے۔

شیخ عارف عبدالقدوس حنفی (۳۷) نے اپنے مکتوبات میں ارشاد فرمایا ہے:

"اللہ تعالیٰ ہی حقیقت میں ہستی مطلق ہے مگر کائنات کا لباس اہل حجاب کی آنکھوں میں خاک جھونک رہا ہے اور انہیں مہجوری اور جدائی میں مبتلا رکھے ہوئے ہے۔" (۳۸) (ان کا مطلب یہ ہے کہ) اعیان ثابتہ (موجودہ اشیاء) کی صفات میں حق تعالیٰ کا ظہور ہے اور ان کے عارضی احکام سے اس کا رنگین ہونا اہل حجاب کے ادراک کے لئے ذریعہ حجاب بن گیا ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کے سوا نہ تو کوئی چیز نمودار ہے اور نہ کوئی اور چیز قابل مشاہدہ ہے۔

حضرت شیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ (۳۹) نے ارشاد فرمایا ہے: "بعض صوفیائے کرام رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل ہیں کہ اللہ تعالیٰ محسوس ہونے والی ذات ہے اور

☆ کلیاتِ عراقی ص: ۱۲۳

Marfat.com

مخلوق سمجھ میں آنے والی شے پس پاک ہے وہ ذات جو بہت زیادہ نمایاں اور ظاہر ہونے کی وجہ سے پوشیدہ اور انتہائی قریب ہونے کی وجہ سے بعید (معلوم ہوتی) ہے اور اس کی ذات اس کے ادراک کو درک نہ کر سکنے کی وجہ سے مجہول ہے نہ کہ ادراک کے نہ ہونے سے۔ یہ ادراک تو ہر انسان کو حاصل ہے اور اس سے کسی حالت میں جدا نہیں ہوتی اور انبیاء علیہم السلام کی بعثت اور تکلیفات شاقہ اسی "ادراک الادراک" کی تحصیل کے لیے ہیں"

یہ ذہن نشین رہے کہ فلاسفہ نے صوفیائے کرام سے اس مسئلہ میں اتفاق کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وجود اس کی عین ذات ہے اور غیر اللہ کا وجود ذات واجب الوجود اور قائم بالذات ہستی سے خاص تعلق اور نسبت مخصوصہ کی بناء پر ہے مگر اس کا وجود مستقل اور قائم بالذات وصف نہیں جیسا کہ حدّاد (لوہار) اور مشمس (دھوپ میں گرم ہوئے پانی) کی مثال میں وضاحت کی گئی ہے۔

فلسفیوں نے وجود باری تعالیٰ کے عین ذات ہونے کی دو دلیلیں بیان کی ہیں۔

پہلی دلیل یہ ہے کہ اگر اس کے وجود کو اس کی ذات سے الگ اور زائد تسلیم کیا جائے تو وہ اپنے موجود ہونے کے لیے کسی دوسرے سبب (علت) کا محتاج ہوگا اگر وہ سبب خود اس کی ذات ہو تو اس سے یہ لازم آئے گا کہ اس کی ذات وجود سے متصف ہو قبل اس کے کہ (اس کی ذات) وجود سے متصف ہونے میں مؤثر ہو (تا کہ اسے عالم وجود میں لائے) کیونکہ یہ عقل کا واضح فیصلہ ہے کہ ایجاد وجود کی فرع ہے (پہلے ایک چیز موجود ہوگی پھر وہ کسی دوسری چیز کی موجد بن سکتی ہے۔)

اب اگر پہلا وجود (جس کو متصف ہونا ہے) بعد کے وجود (جس سے متصف ہونا ہے) کا عین ہوگا تو کسی شئے کا اپنی ذات پر مقدم ہونا لازم آئے گا اور اگر پہلے وجود کو بعد کے وجود کا غیر تسلیم کیا گیا پھر اس کے وجود سے متصف ہونے کی بات چلے گی تا آنکہ

Marfat.com

وجود میں تسلسل لازم آئے گا یا یہ سلسلہ کسی ایسے وجود پر جا کر ختم ہوگا جو اس کی عین ذات ہو حالانکہ عقل اور فطرت سلیمہ یہ سمجھتی ہے کہ ایک چیز کے وجود میں تعدد محال ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ جس چیز نے عارض ہونا ہوتا ہے وہ وجود ہے پس اگر وجود کو اس کی ذات کے لحاظ سے دیکھا جائے تو موجود نہیں ہوتا جیسا کہ جمہور فلاسفہ میں یہ بات مشہور ہے کہ وجود کی ماہیت ذاتی طور پر نہ واحد ہوتی ہے نہ کثیر (یعنی وحدت کثرت، کمی بیشی وغیرہ) کوئی عارض ہونے والی چیز اسے عارض نہیں ہوتی۔ اس کے لئے وجود کا ثبوت اس کی ذات سے پیدا شدہ نہیں ہے کیونکہ یہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ ''ایجاد وجود کی فرع ہے''، لہٰذا یہ کہنا صحیح نہیں ہوگا کہ کوئی ذات اپنی ذاتی حیثیت سے وجود کی شرط کے بغیر موجد بن جائے خواہ وہ اپنی موجد ہو یا کسی دوسرے کی۔ لہٰذا (نتیجہ نکلا کہ) باری تعالیٰ کی حقیقت ایک متاکد وجود ہے (یعنی) جو بذات خود قائم ہے اور بیک وقت وجود بھی ہے اور موجود بھی۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اولاد آدم کے سردار ہیں، (۴۰) قیامت کے دن سب سے زیادہ آپ کے پیروکار ہوں گے (۴۱) اللہ کے نزدیک آپ ﷺ اولین و آخرین میں سب سے زیادہ معزز و مکرم ہیں (۴۲) قیامت کے دن سب سے پہلے آپ ﷺ کی قبر انور شق ہوگی سب سے پہلے آپ ﷺ شفاعت کریں گے اور سب سے پہلے آپ ﷺ ہی کی شفاعت قبول ہوگی (۴۳) سب سے پہلے آپ ﷺ جنت کے دروازے پر دستک دیں گے (۴۴) اور اللہ سبحانہ کی رحمت آپ ﷺ کے لیے دروازہ کھول دیگی، (۴۵) قیامت کے روز آپ ﷺ حمد کا جھنڈا اٹھائیں گے جس کے نیچے آدم علیہ السلام، تمام انبیاء اور دوسرے لوگ ہوں گے (۴۶) اور فرمایا ہم سب سے آخر میں آنے والے ہیں اور قیامت کے دن سب سے پہلے اٹھنے والے ہیں اور اس پر کوئی فخر نہیں۔ میں پیغمبروں کا قائد ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں، اس پر کوئی فخر نہیں۔ (۴۷) جب مردے

Marfat.com

دوبارہ زندہ ہوں گے تو میں سب سے پہلے اٹھوں گا اور جب لوگ وفد بنا کر آئیں گے تو میں ان کا قائد و رہنما ہوں گا اور جب وہ خاموش ہوں گے تو میں ان کی طرف سے گفتگو کروں گا اور جب انہیں روک دیا جائے گا تو میں ان کی شفاعت کروں گا اور جب لوگ مایوس ہوں گے تو میں انہیں خوشخبری سناؤں گا، اس دن کرامت کی چابیاں میرے ہاتھ میں ہوں گی اور اس دن حمد کا علم میرے ہاتھ میں ہوگا اور میں اپنے پروردگار کے نزدیک اولاد آدم میں سب سے زیادہ معزز ہوں گا۔ میرے اردگرد دہزار خدمت گزار طواف کریں گے جو جڑے ہوئے ہیروں بکھرے ہوئے موتیوں کی مانند ہوں گے، قیامت کے دن میں بلا فخر نبیوں کا امام، ان کا خطیب اور ان کی شفاعت کرنے والا ہوں گا''۔ (۴۸)

اگر آپ ﷺ نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ مخلوق کو پیدا نہ کرتا اور نہ اپنی ربوبیت کا اظہار فرماتا (۴۹) آپ اس وقت نبی تھے جبکہ حضرت آدم علیہ السلام پانی اور مٹی کے درمیان تھے (ابھی پیدا نہیں ہوئے تھے) (۵۰)

رسول اکرم ﷺ کی نبوت کو ثابت کرنے کے لئے جمہور علماء کے نزدیک معتبر دلیل یہ ہے کہ آپ ﷺ نے نبوت کا دعویٰ کیا اور آپ ﷺ کے دست مبارک پر معجزات کا ظہور ہوا اور ہر وہ شخص جو ایسا ہو وہ یقینی طور پر نبی ہے۔ اور یہ کہ آپ نے نبوت کا دعویٰ کیا یہ متواتر روایات سے ثابت ہے اور یہ کہ آپ ﷺ نے معجزات دکھائے تو وہ قرآن اور اس کے علاوہ دیگر معجزے ہیں۔ (۵۱)

قرآن کریم اس وجہ سے معجزہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے بلند بانگ فصیح و بلیغ خالص عربی ادباء کو چیلنج کیا اور ان کو دعوت دی کہ وہ قرآن جیسی کوئی سورت پیش کریں۔☆ اس قسم کے لوگ عربوں میں بکثرت تھے اور انتہائی درجہ کے متعصب تھے اور ان کی عہد جاہلیت

☆ البقرہ:۲۳

Marfat.com

کی حمیت وغیرت بہت مشہور تھی مگر وہ قرآن کریم کی سب سے چھوٹی سورت کے برابر بھی کوئی چیز پیش نہیں کر سکے یہاں تک کہ انہوں نے علمی مقابلے پر تلوار کی جنگ کو ترجیح دی اگر وہ علمی مقابلہ کر سکتے تو وہ ضرور مقابلہ کرتے اور اگر مقابلہ کرتے تو تواتر سے ہمیں خبر پہنچتی کیونکہ اس واقعہ کو نقل کرنے کے لیے بہت سے دواعی تھے۔ (۵۲) مثلاً خطیب کا منبر پر (واقعہ) نقل کرنا☆ اور ان تمام باتوں کا علم از روئے ضرورت عادیہ قطعی ہے اس لئے کہ حواس کی طرح عادت بھی علم کا ایک ذریعہ ہے۔

جو شخص بھی نبوت کا دعویٰ کرے اور معجزات دکھلائے وہ نبی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا یہ قانون ہے کہ نبوت کے دعویدار کی طرف سے معجزہ کے ظہور کے ذریعے لوگوں کے دلوں میں اس کی صداقت کا یقین پیدا کر دیتا ہے کیونکہ بالعموم جھوٹے انسان کی طرف سے معجزہ کا اظہار نہیں ہو سکتا کیونکہ اگر کوئی کہے ''میں پیغمبر ہوں'' پھر وہ پہاڑ کو اکھاڑ کر لوگوں کے سروں پر کھڑا کر دے اور یہ کہے ''اگر تم مجھے جھٹلاؤ گے تو یہ (پہاڑ) تم پر گر پڑے گا اور اگر تم میری تصدیق کرو گے تو یہ تم پر سے ہٹ جائے گا۔'' پھر جب لوگ اس کی تصدیق کرنے کا ارادہ کریں تو (واقعاً وہ پہاڑ) اس سے دور ہو جائے اور جب وہ اسے جھٹلانے کا قصد کریں تو ان پر گرنے لگے، ایسی صورت میں واضح طور پر یہ یقین حاصل ہوگا کہ یہ شخص دعوائے نبوت میں سچا ہے اور عقل و عادت یہی فیصلہ کرے گی کہ ایک جھوٹا شخص ایسا کام نہیں کر سکتا۔ (۵۳)

ان لوگوں نے اس کی ایک مثال بیان کی ہے کہ مثلاً اگر کوئی شخص کسی بادشاہ کی محفل میں بڑے مجمع کے سامنے کھڑے ہو کر یہ دعویٰ کرے کہ وہ ان کے پاس اس بادشاہ کا سفیر بن کر آیا ہے۔ جب وہ لوگ اس سے دلیل اور ثبوت کا مطالبہ کریں تو وہ کہے ''آج بادشاہ خلاف معمول تخت سے کھڑا ہو کر فلاں جگہ بیٹھ جائے گا (جہاں بیٹھنے کا وہ عادی نہیں

☆ بعض نسخوں میں منبر پر خطیب کا قتل ہونا ہے۔

Marfat.com

ہے) اور اس کے بعد بادشاہ ایسا ہی کرے تو (اس کا یہ فعل) بلاشک وشبہ اس (کے دعوی) کی تصدیق کے لئے مفید ہوگا۔

یہ مثال اس قسم کی نہیں ہے جس میں غائب کو موجود پر قیاس کیا گیا ہو بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ ہم ثابت کریں کہ معجزہ کے ظہور سے صداقت کا کھلم کھلا ثبوت ملتا ہے اور حسب معمول وعادت اس کا یقینی علم حاصل ہوتا ہے۔ یہ مثال صرف سمجھانے کے لئے ہے (۵۴) اس کی مزید وضاحت اور اس پر سوالات وجوابات کی تفصیل بڑی کتابوں میں مذکور ہے جسے ہم نے اپنے رسالہ اثبات النبوۃ میں (۵۵) مفصل بیان کیا ہے۔

قرآن کریم کے علاوہ دوسرے معجزات اگرچہ ان کی تفصیل تواتر سے منقول نہیں لیکن (آنحضرت ﷺ سے) معجزات کے ظہور کا ثبوت متواتر روایات سے یقینی ہے جیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شجاعت اور حاتم کی سخاوت یقینی ہے (۵۶) ہمارے مقصد کو ثابت کرنے کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔

اس کے علاوہ آنحضرت ﷺ کے اعلانِ نبوت سے پہلے، تبلیغ کے دوران اور تبلیغ دین کے بعد کے واقعات اور حالات آپ ﷺ کی نبوت کا واضح ثبوت ہیں۔ (اسی طرح) آپ ﷺ کے اعلیٰ اخلاق حسنہ اور دانشمندانہ فیصلے ہیں۔ آپ ﷺ کا ایسے خطرناک موقعوں پر پیشقدمی فرمانا جہاں بڑے بڑے بہادر اور سورما بھی پیچھے ہٹ جاتے

☆ یہ رسالہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان کی کوششوں سے ۱۳۸۳ھ میں ادارہ مجددیہ کراچی سے شائع ہوا ہے۔ اس کو ہم کلمہ طیبہ کے جز ودوم کی شرح کہہ سکتے ہیں۔ اس کے تعارف کے لیے ملاحظہ فرمائیں:

(i) سیرت مجدد الف ثانی (ڈاکٹر محمد مسعود احمد ص: ۲۶۴)

(ii) ماہنامہ نور اسلام، مجدد الف ثانی نمبر (جلد ۲ ص: ۵۔۱۱)

(ii) ارمغان امام ربانی جلد ۳

Marfat.com

تھے۔ نیز آپ ﷺ نے نہ صرف دینی بلکہ دنیاوی امور میں بھی کوئی دروغ گوئی سے کام نہیں لیا۔ چنانچہ اگر آپ ﷺ نے کبھی جھوٹ بولا ہوتا تو آپ ﷺ کے دشمن اسے تمام دنیا میں مشہور کردیتے۔ آپ ﷺ نے نہ بعثت سے پہلے کوئی ناشائستہ کام کیا اور نہ بعثت کے بعد آپ ﷺ کا امی ہونے کے باوجود بے حد فصیح و بلیغ مقرر ہونا، تبلیغ رسالت کے سلسلے میں طرح طرح کی تکالیف برداشت کرنا چنانچہ آپ ﷺ خود فرماتے ہیں: (۵۷)

مَا أُوذِیَ نبیٌ مِثلَ ما أُوذِیتُ (۵۸)

(کسی پیغمبر کو اس قدر اذیتیں نہیں پہنچائی گئیں جس قدر تکالیف اور اذیتیں مجھے دی گئی ہیں)

اس کے باوجود آپ ﷺ نے صبر و استقلال کے ساتھ ان تکالیف کو برداشت کیا اور آپ ﷺ کے عزم و ہمت میں کوئی فرق نہیں آیا۔

جب آپ ﷺ دشمنوں پر غالب آگئے اور مقام رفیعہ پر متمکن ہوگئے کہ لوگوں کی جان و مال کے بارے آپ ﷺ کے حکم کے مطابق فیصلے ہونے لگے، اس موقع پر بھی آپ ﷺ کے اخلاق میں کوئی تبدیلی نہ آئی بلکہ آپ آغاز زندگی سے تا آخر عمر ایک ہی پسندیدہ طریقہ (اعلیٰ اخلاق) پر استوار رہے۔

آپ ﷺ کا اپنی امت پر انتہائی شفیق ہونا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا:

''فَلاتَذْھَبْ نَفْسکَ علیھم حسراتٍ'' (۵۹)

(ان پر افسوس کر کر کے کہیں آپ ﷺ کی جان نہ جاتی رہے)

آپ ﷺ بے حد سخی تھے یہاں تک کہ آپ ﷺ کو یہ ہدایت دی گئی۔

''ولا تبسُطھا کُلَّ البَسْطِ'' (۶۰)

(آپ ﷺ کو (اپنے ہاتھ) پوری طرح نہ کھول دینے چاہئیں)

Marfat.com

آپ ﷺ دنیا کے اسباب وآرائش کی طرف رخ کر کے بھی نہ دیکھتے بلکہ فقراء اور غرباء کے ساتھ انتہائی عاجزی سے ملتے اور دولتمندوں کے ساتھ اپنی خودداری اور سر بلندی قائم رکھتے۔

آپ ﷺ دشمنوں کے خوف سے کبھی نہیں بھاگے خواہ کتنا ہی خوف وخطر لاحق ہوا ہو جیسے جنگ احد اور جنگ احزاب کے واقعات ہیں اس سے آپ ﷺ کی قلبی طاقت اور اولوالعزمی کا ثبوت ملتا ہے: اللہ تعالیٰ نے آپ سے وعدہ فرمایا تھا

واللہ یَعصِمُکَ من الناس (٦١)

(اللہ آپ ﷺ کو لوگوں سے محفوظ رکھے گا)

اگر آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی نگہبانی پر مکمل اعتماد نہ ہوتا تو ان بے شمار خوبیوں اور کمالات کا ظہور عادتاً ممکن نہ تھا۔ (٦٢) تمام کائنات کے حالات تبدیل ہو گئے مگر آپ ﷺ کے اوصاف وعادات تبدیل نہیں ہوئے یہ تمام باتیں ثابت کرتی ہیں کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبوت کے اعلیٰ مرتبے پر فائز تھے۔ یہ وہ حقیقت ہے جو کسی دانا اور انصاف پسند انسان سے پوشیدہ نہیں۔

''رَبَّنَا اٰتِنَا مِنْ لَّدُنکَ رَحْمَةً وھَیِّء لَنَامِنْ أمْرِنا رَشَداً'' (٦٣)

(اے اللہ ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا فرما اور ہمارے کام میں رہنمائی فرما)

اور یہ کلمات اس رسالہ کے آخری الفاظ ہوں۔ ابتدا اور انتہاء میں اسی (اللہ) کی تعریف ہے اور اسی کا حکم (نافذ) ہے اور اسی کی طرف تم سب پلٹ کر جاؤ گے۔

Marfat.com

تخریج/حواشی

Marfat.com

(۱) ''لاءِ نفی جنس'' جنس کی نفی کے لیے آتا ہے۔ یہ اسم کو نصب اور خبر کو رفع دیتا ہے اس کی خبر اکثر حذف کر دی جاتی ہے جبکہ خبر موجودٌ، حاصلٌ کی طرح (افعال عامہ سے تعلق رکھنے والی) ہو۔ جیسے لا رجل فی الدار یعنی کوئی مرد گھر میں نہیں ہے، یہاں خبر موجود محذوف ہے اور حذف اس لیے کرتے ہیں کہ نفی اس پر دلالت کرتی ہے۔

(۲) بنو تمیم ایک عرب قبیلہ ہے۔ اس کا شجرہ نسب اس طرح ہے: تمیم بن مر بن ادّ بن طابخة بن الیاس بن مضر اس طرح اس قبیلہ کا شمار مضری قبائل میں ہوتا ہے جہاں انہیں انتہائی اہم مقام حاصل تھا۔ اس کی آبادی عرب کے مشرقی ساحل کے بڑے حصے پر تھی۔ اس کی قدیم تاریخ معلوم نہیں۔ اس قبیلہ کی شہرت کی اہم وجہ ٹھیٹھ عربیت ہے۔ بعض اہم ترین قدیم عربی ادیب بھی اس قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں جیسے جریر اور فرزدق۔ (اردو دائرہ معارف اسلامی جلد: ۶، ص ۶۳۷۔۶۴۳)

(۳) ابو عمر و عثمان بن عمر بن ابی بکر جمال الدین بن الحاجب (۵۷۰ھ / ۱۱۷۴۔ ۶۴۶ / ۱۲۴۹ھ) نحوی ہونے کے ساتھ ساتھ فقیہ اور اصولی بھی تھے۔ کردی الاصل تھے مصر میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد امیر عز الدین موسک الصلاحی کے دربان تھے اپنے زمانے کے نامور اساتذہ سے فقہ، قراءت، حدیث کا علم حاصل کیا۔ جامع اموی کے زاویہ مالکیہ میں آپ نے عربی لغت اور فقہ کا درس دیا۔ آپ کی شہرت نحوی ہونے کی جہت سے ہے۔ آپ کی تصانیف درج ذیل ہیں:

☆ الکافیہ:

علم نحو پر ایک دقیق کتاب ہے۔ عالم اسلام کے مدارس میں یہ پڑھائی جاتی ہے۔ بہت سے علماء نے اس کی شروح لکھیں۔ ان میں شرح ملا جامی (م: ۸۹۸ھ / ۱۴۹۲ء) کے نام سے معروف ہونے والی کتاب ''الفوائد الضیائیة'' بھی اسی کتاب کی شرح ہے۔

Marfat.com

☆ الایضاح فی شرح المفصل:

یہ زمخشری (م: ۵۳۸ھ/۱۱۴۴ء) کی کتاب "المفصل فی العربیة" کی شرح ہے۔

☆ الامالی النحویة:

بعض قرآنی آیات کی نحوی مسائل پر یہ کتاب ۶۱۷ھ میں املا کروائی گئی۔

☆ القصیدة الموشحة فی الاسماء المؤنثة السمائیة

☆ فائدة فی قول العشرة الاول والعشرة الآخر

☆ الشافیة:

یہ علم صرف پر ہے اس کی بہت سی شروح لکھی گئی ہیں۔

☆ منتهی السؤال والأمل فی علمی الأصول والجدل

☆ مختصر المنتهی

☆ أمالی ابن الحاجب

☆ المقصد الجلیل فی علم الخلیل

☆ رسالة العشر (مخطوطہ برلن، نمبر: ۶۸۹۴)

☆ اعراب بعض آیات القرآن (مخطوطة دمشق)

☆ عیون الادلة (مخطوطة پیرس نمبر: ۵۳۱۸)

☆ المختصر فی الفروع (مخطوطة جامع الزیتونة تیونس: ۱۷۶)

(وفیات الاعیان جلد ۳، ص: ۲۴۸ - ۲۵۰/سیر اعلام النبلاء جلد ۲۱، ص: ۲۶۴ - ۲۶۶/موسوعة اعلام العلماء والادباء العرب والمسلمین جلد ۶، ص: ۳۳ - ۳۹)

(۴) ابو حیان اندلسی، محمد بن یوسف بن علی (۶۵۴ھ/۱۲۵۶ء - ۷۴۵ھ/۱۳۴۴ء) ممتاز

Marfat.com

مفسر، نحوی، ادیب ہیں اپنے دور کے اکابر شیوخ سے استفادہ کیا جن کی تعداد ۴۵۰ بتائی جاتی ہے۔ تقی الدین سبکی اور جمال اسنوی جیسے اکابرین آپ کے تلامذہ سے ہیں۔ آپ پہلے مالکی مذہب پر عمل پیرا تھے اور پھر ظاہری ہو گئے مصر آئے تو شافعی مذہب اختیار کر لیا۔ آپ کی مطبوعہ و غیر مطبوعہ تصانیف درج ذیل ہیں:

☆ ارتشاف الضرب من لسان العرب
☆ النکت الحسان فی شرح غاية الاحسان
☆ تقريب المقرب
☆ المبدع الملخص فی الممتع
☆ منهج السالک فی الکلام علی الفية ابن مالک
☆ البحر المحيط
☆ النهر الماد من البحر
☆ تحفة الاريب بما فی القرآن من الغريب
☆ الارتضاء فی الفرق بين الضاد و الظاء
☆ الادرک للسان الأتراک
☆ التذييل والتکميل فی شرح التسهيل
☆ تذکرة النحاة
☆ هداية النحو
☆ الموفور من شرح ابن عصفور
☆ غاية الاحسان فی علم اللسان
☆ اللمحة البدرية فی علوم العربية
☆ اعراب القرآن

Marfat.com

☆ لغات القرآن

☆ التدريب فی تمثیل التقریب

☆ تلویح التوضیح فی النحو

☆ عقداللآلی فی القراء ت السبع العوالی

☆ خلاصة التبیان فی المعانی و البیان

☆ نکت الامالی علی عقد اللآلی

☆ الأثیر فی قراء ة ابن کثیر

☆ النافع فی قراء ة نافع

☆ تقریب النسائی فی قراء ة الکسائی

☆ خلاصةالتبیان فی علمی البدیع و البیان

☆ نثر الزهور فی نظم الزهر

☆ منطق الخرس فی لسان الغرس

☆ نور الخیش فی لسان الجیش

موسوعة أعلام العلماء و الادباء العرب و المسلمین جلد ۷،

ص: ۳۸۲۔۳۸٦، معجم المطبوعات جلد اول: ص: ۳۰۸)

(۵) اس کے لیے ملاحظہ فرمائیں:

مصباح المعانی مع اردو ترجمہ شرح ملا جامی ص: ۲۵۴

(٦) السید علی بن محمد بن علی (۷۴۰ھ/۱۳۴۰ء۔ ۸۱٦ھ/۱۴۱۳ء) جو"شریف جرجانی" کے نام سے مشہور ہیں۔ جرجان کا قدیم نام ہرقانیہ اور جدید نام گرکان ہے۔ آپ لغت، فلسفہ، علم کلام کے امام ہیں۔ سعد الدین تفتا زانی (م: ۷۹۰ھ/۱۳۹۰ء) سے بھی آپ کی ملاقات رہی۔ فقہ، اصول، علم کلام، فلسفہ، منطق، نحو، علم حیئت اور علم مصطلحات

Marfat.com

پر آپ کی ۵۰ سے زائد تصانیف ہیں۔ ان کو درج ذیل انواع میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

(ا) تالیفات

☆ التعریفات

☆ رسائل الجرجانی

(ب) شروح

درج ذیل کتب کی شروح آپ نے تحریر کیں۔

☆ مفاتیح العلوم للسکاکی

☆ الکشاف للزمحشری

☆ المطول للتفتازانی

☆ تلخیص المفتاح للقزوینی

☆ کتاب المواقف للایجی

☆ الفرائض السراجیة للسجاوندی

☆ ایسا غوجی للابھری

(ج) درج بالا شروح کے علاوہ ان کتب پر تعلیقات وحواشی بھی تحریر کیے۔

☆ شرح قطب الدین الرازی التحتانی علی الرسالة الشمسیة لنجم الدین الکاتبی

☆ شرح البخاری علی کتاب حکمة العین لنجم الدین الکاتبی

☆ شرح الکاتبی علی ایسا غوجی الابھری

[موسوعة اعلام العلماء والادباء العرب والمسلین جلد ۵، ص: ۱۸۷ ۔ ۱۹۰]

(۷) کشاف، ابوالقاسم محمد بن عمر (۴۶۷ھ/۱۰۷۴ء ۔ ۵۳۸ھ/۱۱۴۳ء) کی تفسیر ہے جس کا

Marfat.com

پورا نام "الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل وعیون الاقاویل فی وجوہ التاویل" ہے اس تفسیر میں لغت وبلاغت اور وجوہ اعجاز پر خصوصی توجہ دی گئی ہے۔ ۵۲۸ھ/۱۱۳۳ء میں لکھی گئی یہ تفسیر معتزلی فکر کی نمائندہ ہے۔ تفسیر کے اعتزالی پہلو کو حذف کر کے "انوار التنزیل واسرار التاویل" لکھی گئی۔ اعتزال کی نمائندہ تفسیر ہونے کے باوجود اس کے بلاغی پہلو کو ہمیشہ سراہا گیا۔ اس کتاب پر ۲۴ کے قریب شروح وتعلیقات تحریر کی گئیں۔ اسی طرح ۱۱ مختصرات تحریر ہوئے۔ اور اس کے ردّ میں تین کتابیں لکھی گئی ہیں۔ [موسوعة اعلام العلماء و الادباء العرب والمسلمین جلد ۱۱، ص: ۲۵۰۔۲۵۸]

(۸) علامہ سید شریف جرجانی رحمۃ اللہ علیہ کی اصل عبارت یہ ہے: "اعلم ان العقلاء کما تاھوافی ذات اللہ و صفاته لاحتجا بھا بانوار العظمة وأستار الجبروت کذلک تحیروا فی لفظ اللہ، کانه انعکس الیه من مسماہ أشعة من تلک الأنوار قھرت أعین المستبصرین عن ادراکه فاختلفوا أسریانی ھو أم عربی اسم اوصفة مشتق ومم اشتقاقه وما اصله، اوغیر مشتق علم اوغیر علم؟ " [الجرجانی، السید الشریف علی بن محمد، حاشیہ علی الکشاف عن حقائق التنزیل وعیون الاقاویل فی وجوہ التاویل، انتشارات آفتاب تہران، جلد اول ص: ۳۵]

(۹) ھمزہ قطعی کلام کے درمیان میں واقع ہو یا شروع میں ہر صورت میں پڑھا جاتا ہے۔ ھمزۂ وصلی اگر ابتدا میں آئے تو پڑھا جائے گا لیکن درمیان کلام میں آئے تو، لکھا جاتا ہے پڑھنے میں نہیں آتا۔ باب افعال کا ھمزہ قطعی ہوتا ہے اَکْرَمَ فَاَکْرَمَہٗ اور وصلیہ کی مثال اِنْتَصَرَ یہاں ھمزہ پڑھا جائے گا مگر فَانْتَصَرَ میں نہیں پڑھا جائے گا۔

(۱۰) کلام عرب میں جہاں کہیں ثقل آئے وہاں حرکت یا حرف کی تبدیلی یا حذف کے

Marfat.com

ذریعے لفظ میں سہولت پیدا کرتے ہیں۔ جیسے یَدْعُوْ اصل میں یَدْعُوُ تھا۔ چونکہ واؤ پر ضمہ ثقیل ہے اور ادائیگی میں دشواری ہے چنانچہ ضمہ کو حذف کر کے حرف کو ساکن کر دیا۔ اسی طرح دَعوَ میں آسانی کے لیے واو کو الف سے بدل دیا اور دَعَا بن گیا۔

ایک قول کے مطابق لفظ اللہ اِلٰـہ تھا۔ جب اس پر "ال" داخل کیا گیا تو الاِلٰـہ ہو گیا۔ درمیانی ہمزہ کی وجہ سے ادائیگی مشکل تھی اس لیے اسے حذف کر دیا۔ دو لام جمع ہوئے تو لام کو لام میں مدغم کر دیا۔ اس سے لفظ اللہ بن گیا جو ادائیگی میں آسان ہے۔

امام فخر الدین رازی کی عبارت ملاحظہ فرمائیں: قال الكوفيون: اصل هذه اللفظة الاه فادخلت الالف واللام عليها للتعظيم فصار الالاه، فحذفت الهمزة استثقالا، لكثرة جريانها على الالسنة، فاجتمع لامان، فادغمت الاولى فقالوا الله

[رازی، فخر الدین، مفاتیح الغیب، جلد اول، ص: ۱۳۷۰]

لفظ "اللہ" کے حوالہ سے تفصیلات کے لیے تفسیر مفاتیح الغیب، سید شریف جرجانی کا کشاف پر حاشیہ، اور معالم التنزیل ملاحظہ فرمائیں۔

(۱۱) تفسیر انوار التنزیل میں یہ پوری عبارت اس طرح ہے:

وقيل علم لذاته المخصوصة لأنه يوصف، ولا يوصف به، ولانه لابدله من اسم تجرى عليه صفاته ولايصلح له مما يطلق عليه سواه، ولانه لوكان وصفا لم يكن قول: لاإله الاالله، توحيداً مثل: لااله الاالرحمٰن، فانه لايمنع الشركة.

[بیضاوی، ابوسعید عبداللہ ابن عمر، انوار التنزیل واسرار التاویل دارالکتب العلمیة بیروت، جلد اول، ص:۷]

(۱۲) الفتح، ۴۸:۴

Marfat.com

(١٣) البقرہ،٢:٢٥٥

(١٤) الحشر،٥٩:٢٢

(١٥) مفاتیح الغیب جلد اول،ص:١٣٦ پر تفصیلات ملاحظہ فرمائیں۔

(١٦) امام رازی کے الفاظ یہ ہیں:

أن كلمة الشهادة وهى الكلمة التى بسببها ينتقل الكافر من الكفر الى الاسلام لم يحصل فيها الاهذا الاسم، فلو ان الكافر قال: اشهد ان لا اله الّا الرحمٰن او الّاالرحيم، او الّاالملك ، او الّاالقدوس لم يخرج من الكفر ولم يدخل فى الاسلام، أما اذا قال اشهد ان لا اله الا الله فانه يخرج من الكفر ويدخل فى الاسلام، وذلك يدل على اختصاص هذا الاسم بهذه الشريفة

[رازى ، امام فخر الدين، مفاتيح الغيب، دارالكتب العلمية، بيروت ١٩٩٠ء/ ١٤١١ھ جلد اول،ص:١٣٧]

(١٧) الانبیاء ٢١:٢٢

(١٨) توحید کی اس دلیل کو برهان تمانع کہتے ہیں۔تفصیلات کے لیے ملاحظہ فرمائیں۔

[التفتازانی، مسعود بن عمر بن عبداللہ،شرح المقاصد ،دارالکتب العلمیہ بیروت، ١٤٢٢ھ/٢٠٠١ء،جلد٣،ص:٢٥]

(١٩) یعنی ایک ذات کا واجب الوجود ہونا ثابت ہے۔تفصیلات کے لیے دیکھئے۔

الایجی، قاضی عضد الدین، المواقف، دارالکتب العلمیہ بیروت،١٤١٩ھ/١٩٩٨ء جلد ٢،ص:١٦٧۔١٦٨

(٢٠) قاضی عضد الدین عبدالرحمٰن الایجی (م:٧٥٦ھ) کی کتاب المواقف جس کی شرح علامہ سید جرجانی نے کی۔علم العقائد پر یہ اہم اور بنیادی کتاب ہے۔یہ عبارت جلد ٨، ص:٤٩ پر ہے۔

Marfat.com

(۲۱) بخاری، امام محمد بن اسماعیل، (م:۲۵۶) الجامع الصحیح، کتاب العلم، باب: من خص بالعلم قوما، رقم / صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۳۲ / صحیح مسلم رقم الحدیث: ۹۴ الحدیث ۱۲۸

(۲۲) ایضاً کتاب اللباس، باب الثیاب البیض رقم الحدیث: ۵۸۲۷

(۲۳) صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم الحدیث: ۲۹، ترمذی، ابوعیسی ترمذی (م:۲۷۹ھ) سنن الترمذی، کتاب الایمان، باب: ماجاء فیمن یموت رقم الحدیث: ۲۶۳۸

(۲۴) امام احمد بن حنبل، (م:۲۴۱ھ) المسند، مسند عثمان بن عفان رقم الحدیث: ۴۶۴، صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم الحدیث: ۲۶۔

(۲۵) المسند، مسند معاذ بن جبل، رقم الحدیث: ۲۲۴۵۳

(۲۶) سنن الترمذی، کتاب الدعوات، باب: ماجاء ان دعوة المسلم مستجابة، رقم الحدیث: ۳۳۸۳

(۲۷) البغوی، ابومحمد الحسین بن مسعود، شرح السنة، تحقیق الشیخ علی محمد معوض الشیخ عادل احمد عبدالموجود، دار الکتب العلمیة بیروت ۲۰۰۲/۱۴۲۴ھ جلد ۳، ص: ۸۷/ الفارسی، الامیر علاء الدین علی بن بلبان، صحیح ابن حبان بترتیب ابن بلبان، تحقیق: شعیب الارنووط، مؤسسة الرسالة بیروت ۱۹۹۷ء/۱۴۱۴ھ جلد۔۱۴، ص ۱۰۲ رقم الحدیث: ۶۲۱۸ جلد ۹ ص: ۵۴، رقم الحدیث: ۶۱۸۵

البانی، محمد ناصر الدین، التعلیقات الحسان علی صحیح ابن حبان، داربا وزیر جده، جلد ۹، ص: ۵۴، رقم الحدیث: ۶۱۸۵

شعیب الارنووط نے لکھا:

صححه الحاکم ووافقه الذهبی، وکذاصححه الحافظ ابن حجر فی الفتح ۱۱/۲۰۸ الحاکم، ابوعبدالله محمد بن عبدالله،

Marfat.com

المستدرك على الصحيحين ، تحقيق حمدى الدمرداش محمد المكتبة العصرية ، بيروت، ٢٠٠٠ء/١٤٢٠ جلد ٢ ص: ٧٣٨، رقم الحديث ١٩٣٦

(٢٨) الفاطر،٣٥:١٠

(٢٩) بغوی، ابومحمد الحسین بن مسعود، معالم التنزیل ، تحقیق عبدالرزاق المهدی داراحیاء التراث العربی، بیروت، ٢٠٠٠ء/١٤٢٠ھ جلد٣، ٦٨٩

(٣٠) النبأ، ٧٨:٣٨

(٣١) معالم التنزیل جلد٥، ص:٢٠٣

(٣٢) ان سطور میں حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف احادیث کے مضامین کی طرف اشارہ کیا ہے۔

i۔ حضرت ابوالدرداء سے روایت ہے:

ابغونی فی ضعفاكم فانما ترزقون ، اوتنصرون بضعفاء كم

(سنن ابوداؤد، کتاب الجهاد، باب:فی الانتصار برذل الخیل والضعفة، رقم الحدیث:٢٥٩٤)

(مجھے اپنے ضعیفوں میں تلاش کرو، تم اپنے ان کمزوروں کی وجہ سے رزق دیے یا مدد کئے جاتے ہو۔)

ii۔ حضرت مصعب سے روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا

هل تنصرون وترزقون الا بضعفائكم

(بخاری، كتاب الجهاد، باب: من استعان بالضعفاء والصالحين فى الحرب، رقم الحدیث:٢٨٩٦)

(تمہارے کمزور لوگوں کی وجہ سے ہی تمہاری مدد کی جاتی ہے اور انہی کی وجہ سے تمہیں رزق دیا جاتا ہے۔)

Marfat.com

iii۔ هم الجلساء لایشقی بهم جلیسهم

(بخاری، کتاب الدعوات، باب: فضل ذکر الله عز و جل، رقم الحدیث: ۶۴۰۷)

(یہی وہ لوگ ہیں جن کے پاس بیٹھنے والا بد نصیب نہیں ہوتا۔)

(۳۳) صدرالدین محمد بن اسحاق قونوی (۶۷۳ھ) ابن عربی کے شارح ہیں مولانا عبدالرحمٰن جامی کی شہادت کے مطابق ابن عربی کے نظریہ وحدت الوجود کو قونوی کی تحقیقات کے بغیر سمجھنا ممکن نہیں۔ ان کی تمام کتب ابن عربی کی فکر کی شارح ہیں۔ نصوص کے آخر میں لکھتے ہیں: ''کتاب نصوص ختم ہوئی جو فصوص کی تمام کلیدوں کی کلید ہے۔'' تصانیف کے نام درج ذیل ہیں۔

☆ تاویل سورة الفاتحة

☆ مفتاح الغیب الجمع والوجود

☆ نصوص

☆ فکوک

☆ شرح الحدیث

☆ تبصرة المبتدی

☆ المفاوضات

☆ نفحات الهیه

جامی، عبدالرحمٰن، نفحات الانس عن حضرات القدس، تحقیق محمد ادیب الجادر، دارالکتب العلمیہ بیروت، ۲۰۰۲ء/۱۴۲۲ھ جلد ۲، ص: ۳۸۷، محمد اختر چیمہ، ڈاکٹر، مقام شیخ فخر الدین عراقی در تصوف اسلامی، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، ۱۹۹۴ء، ص: ۱۹۹ و مابعد ر کشف الظنون جلد ۲، ص: ۱۹۵۶

جہانگیری، ڈاکٹر محسن، محی الدین ابن عربی حیات و آثار، مترجمین: احمد جاوید، سہیل

Marfat.com

عمر، ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور، ۱۹۸۹ء ص: ۵۸۷۔۵۸۸/ الکواکب الدریۃ جلد۲، ص: ۵۵۲۔۵۵۶ تذکرۃ الحفاظ جلد۴، ص: ۱۴۹
ڈاکٹر محمد اختر چیمہ نے آپ کی ۲۳ کتب کی فہرست دی ہے۔

(۳۴) نصوص کی پوری عبارت اس طرح ہے

اعلم ان اعظم الشبه والحجب، التعددات الواقعة فی الوجود الواحد بموجب آثار الاعیان الثابتة فیه، فتوهم، ان الاعیان ظهرت فی الوجود وبالوجود، وانما ظهرت آثار ها فی الوجود، ولم تظهرهی ولاتظهر ابداً

لانها لذاتها لاتقتضی الظهور ومتی اخبر بغیر هذا، ونسب الیها الوجود والظهور، فانما ذلک الاخبار بلسان بعض المراتب، لاذوق النسبیة انما ثبت صحته بالنسبه الی مقام معین، اومقامات مخصوصة دون مقام الکمال.

[قونوی ، صدر الدین محمد بن اسحاق ، رسالة النصوص، تعلیقات آقا میرزاهاشم اشبکوری، مشهد ۱۳۶۲ ، ص :۸۸، نص: ۲۱]

(۳۵) حضرت شیخ مخدوم عبدالاحد کابلی (م: ۱۷ رجب ۱۰۰۷ھ/ ۳ فروری ۱۵۹۹ء)

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی مرتبت ہیں۔ آپ کا مزار سرہند شہر سے شمال کی طرف تقریبا ایک میل کے فاصلے پر ہے۔ آپ علوم عقلیہ و نقلیہ کے ماہر تھے حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی کتب کا درس دیتے۔ سلسلہ عالیہ قادریہ میں شاہ کمال کیتھلی کے بیعت تھے۔ آپ کی تصانیف میں اسرار التشہد اور کنز الحقائق کا پتہ چلتا ہے ان تصانیف سے صرف اقتباسات، (حضرت امام ربانی کی تصانیف اور زبدۃ المقامات میں) ملتے ہیں۔[کشمی، خواجہ ہاشم، زبدۃ المقامات،

Marfat.com

مکتبہ ایشیق استنبول، ۱۹۷۷ء/۱۳۹۷ھ ص:۹۱ و مابعد/ خورشید حسین بخاری، سید، الکمال، مکتبہ کاروان ملتان، ۲۰۰۱ء ص:۲۳۶_۲۴۳]

(۳۶) الجنید بن محمد الجنید البغدادی (م:۲۹۷ھ/۹۱۰ء) نامور صوفی ہیں۔ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے بارے میں ھو سید ھذہ الطائفۃ لکھا ہے۔ آپ شافعی المذہب تھے بغداد کے مغرب میں شونیزیہ میں دفن ہوئے یہاں بہت سے صالحین کے مزارات ہیں۔ آپ کی تصانیف ورسائل درج ذیل ہیں۔

☆ کتاب المیثاق
☆ کتاب دواء الارواح
☆ کتاب دواء التفریط
☆ ادب المفتقر الی اللہ
☆ کتاب الفناء
☆ کلام فی الألوهیة
☆ فی الفرق بین الاخلاص والصدق
☆ رسالة الجنید الی عمرو بن عثمان المکی
☆ کتابه إلی أبی اسحاق المارستانی
☆ رسالة الجنید إلی یعقوب یوسف ابن الحسین الرازی
☆ رسالة الجنید إلی یحیی معاذ رازی
☆ رسالة الجنید إلی أبی العباس الدینوری
☆ رسالة الجنید إلی أبی بکر الکسائی
☆ رسالة الجنید إلی علی ابن الاصبهانی
☆ رسالة الجنید إلی بعض أخوانه (اس عنوان سے پانچ رسائل)

Marfat.com

المزیدی، الشیخ احمد فرید، الامام الجنید سید الطائفتین، دار الکتب العلمیۃ بیروت، ۱۴۲۷ھ/۲۰۰۶ء، محمد عبدالرحیم، العارف باللہ الجنید البغدادی، دار الفکر بیروت، ۱۴۱۶ھ/۱۹۹۶ء، المناوی محمد عبدالرؤف، الکواکب الدریۃ فی تراجم السادۃ الصوفیۃ، تحقیق محمد ادیب الجادر، دار صادر بیروت، ۱۹۹۹ء، جلد اول ص: ۵۷۰۔۵۸۴

یہ جملہ اس طرح ملا ہے۔

وسئل عن العارف فقال: (لَونُ المَاءِ لَونُ الاناءِ)

الکلاباذی، ابوبکر بن ابواسحاق محمد بن ابراہیم، التعرف لمذہب اہل التصوف، تحقیق: احمد شمس الدین، دار الکتب العلمیۃ بیروت، ۲۰۰۱ء، ص: ۱۵۶ مترجم ڈاکٹر پیر محمد حسن، تصوف فونڈیشن لاہور، ۱۹۹۸ء/۱۴۱۹ھ ص: ۲۲۲/ الکواکب الدریۃ جلد اول، ص: ۵۷۳۔ ابن عربی، محی الدین محمد بن علی، فصوص الحکم، دار الکتب العربی بیروت ۲۰۰۲ء، ص: ۲۲۶/ القاشانی، عبدالرزاق بن احمد (م: ۷۳۰ھ) شرح القاشانی علی خصوص الحکم، تحقیق الشیخ الدکتور ابراہیم الکیانی دار الکتب العلمیۃ بیروت، ۲۰۰۷ء، ص: ۴۴۳

(۳۷) عبدالقدوس گنگوہی (م: ۹۵۰ھ) ہندوستان کے مشہور مشائخ میں سے ہیں اور آپ شیخ صفی الدین کی اولاد میں سے ہیں۔ شیخ عبدالقدوس کے فارسی مکاتیب معروف ہیں۔ ان کا ترجمہ مولانا واحد بخش سیال نے کیا ہے۔ اسرار الاخیار بھی آپ کی تصنیف ہے۔

محدث دہلوی، شیخ عبدالحق، اخبار الاخیار، النوریہ الرضویہ لاہور، ۲۰۰۹ء، ص: ۲۲۱۔ ۲۲۴/ شیخ عبدالرحمٰن چشتی، مراۃ الاسرار، مترجم واحد بخش سیال، الفیصل ناشران

Marfat.com

لاہور، ۲۰۱۰ء، ص: ۱۱۸۶۔۱۱۹۰/ ماندوی، محمد غوثی شطاری، اذ کار ابرار، مترجم فضل احمد جیوری، مکتبہ سلطان عالمگیر لاہور، ص: ۲۳۹

(۳۸) یہ الفاظ تا حال نہ مل سکے۔

(۳۹) محی الدین ابن عربی (۵۶۰ھ۔۶۳۸ھ) کا اسم گرامی محمد بن علی بن محمد تھا۔ آپ تصوف میں بلند مقام کے حامل بزرگ ہیں۔ اسی لیے ''الشیخ الاکبر'' کے نام سے جانے جاتے ہیں۔ وحدت الوجود کے نظریہ کو مربوط علمی اسلوب پر آپ ہی نے مرتب کیا۔ آپ کی ذات کے بارے میں عقیدت مندوں اور مخالفین نے انتہائی غلو کیا ہے۔ حضرت مجدد علیہ الرحمہ کی اس حوالے سے انتہائی متوازن رائے ملاحظہ ہو: ''یہ عجیب معاملہ ہے کہ شیخ محی الدین اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں میں نظر آتے ہیں اور ان کے بیشتر علوم جو اہل حق کی رائے کے خلاف ہیں، نادرست اور غلط معلوم ہوتے ہیں ظاہر ہے کہ کشفی غلطی میں معذوری ہے اور اجتہادی غلطی پر ملامت نہیں ہے۔ شیخ ابن عربی کے بارے میں فقیر کا یہ ذاتی اعتقاد ہے کہ ان کو مقبولان الٰہی میں شامل سمجھتا ہے اور ان کے خلافی علوم کو غلط اور نقصان دہ خیال کرتا ہے''۔ (مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب: ۲۶۶)

آپ کی تصانیف میں اسلوب تحریر انتہائی مغلق ہے الشیخ احمد فرید المزیدی نے آپ کی تصانیف کی تعداد ۴۲۲ لکھی ہے۔ یحیی عثمان نے ''مؤلفات ابن عربی'' کے نام سے ایک کتاب لکھی۔ جس میں آپ کی تصانیف کے اسماء جمع کیے گئے ہیں۔

المزیدی، الشیخ احمد فرید، (مقدمہ) حکم الفصوص و حکم الفتوحات، دار الآفاق العربیۃ قاہرہ، ۱۴۲۸ھ/ ۲۰۰۷، ص: ۷۔۴۰/ الکواکب الدریۃ، جلد اول، ص: ۵۱۳۔۵۴۲

Marfat.com

(۴۰) سنن ابوداؤد، کتاب السنة باب فی التخییر بین الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام رقم الحدیث ۴۶۷۳

(۴۱) بخاری، کتاب فضائل القرآن ، باب کیف نزل الوحی......رقم الحدیث ۴۹۸۱

(۴۲) سنن الترمذی، کتاب المناقب، رقم الحدیث: ۳۶۱۶

(۴۳) مسلم، کتاب الفضائل باب: تفضیل نبینا علی جمیع الخلائق. رقم الحدیث: ۲۲۷۸

(۴۴) مسلم، کتاب ایمان، باب: فی قول النبی انا اول الناس یشفع فی الجنة وانا اکثر الانبیاء تبعا، رقم الحدیث: ۱۹۶

(۴۵) سنن الترمذی، کتاب المناقب رقم الحدیث: ۳۶۱۶

(۴۶) ایضاً، رقم الحدیث: ۳۶۱۵

(۴۷) ابومحمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن (م: ۲۵۵)، مسند الدارمی، تحقیق حسین سلیم اسد الدرانی، دار المغنی، الریاض ۱۴۲۱ھ/۲۰۰۰ء، رقم الحدیث: ۵۳، جلد اول، ص: ۱۹۸

(۴۸) سنن الترمذی، کتاب المناقب: ۳۶۱۰

(۴۹) اس مضمون کی روایات کے لیے ملاحظہ فرمائیں۔

الحاکم، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ، المستدرک علی الصحیحین، تحقیق حمدی الدمرداش محمد، المکتبۃ العصریۃ بیروت، ۱۴۲۰ھ/۲۰۰۰، جلد ۴، ص: ۱۵۸۳۔۱۵۸۴۔

اس مضمون کی روایات کو امام حاکم نے صحیح کہا ہے۔

(۵۰) جامع الترمذی، کتاب المناقب، رقم الحدیث: ۳۶۰۹ صحیح روایت کے لفظ بین الروح والجسد ہیں۔

(۵۱) شرح المواقف جلد ۸، ص: ۲۶۷

(۵۲) شرح المقاصد جلد ۳، ص: ۲۸۸

Marfat.com

(۵۳) شرح المواقف جلد ۸،ص:۲۵۳

(۵۴) ایضاً

(۵۵) ایضاً

(۵۶) ایضاً ص:۲۸۳

(۵۷) ایضاً ص:۲۸۴

(۵۸) المستدرک علی الصحیحین ،کتاب الایمان،جلد اول،رقم الحدیث:۱۱۹

(۵۹) الفاطر ۳۵:۸

(۶۰) الاسراء،۱۷:۲۹

(۶۱) المائدہ،۵:۶۷

(۶۲) شرح المواقف،جلد ۸،ص:۲۸۴

(۶۳) الکہف،۱۸:۱۰

Marfat.com

ضمیمہ جات

Marfat.com

ضمیمہ:۱

﴿ ۱ ﴾

''غرضکہ جب تک نفس کا تزکیہ نہ ہو جائے اور دماغ سرداری کے مالیخولیا کی پلیدی سے پاک نہ ہو جائے نجات محال ہے، اس مرض کے دور کرنے کی فکر ضروری ہے تاکہ ایسا نہ ہو کہ یہ ابدی موت تک نہ پہنچائے۔''

کلمۂ طیبہ لآ الٰہ الا اللہ جو آفاقی (بیرونی) و انفسی (اندرونی) معبودوں کی نفی کے لیے ہے نفس کے پاک صاف کرنے میں بہت ہی مفید اور نہایت مناسب ہے۔ بزرگان طریقت قدس اللہ تعالیٰ اسرار ھم نے نفس کے تزکیہ کے لیے اسی کلمۂ طیبہ کو اختیار فرمایا ہے۔

تا بجاروب لا نہ روبی راہ　　　　نہ رسی در سرائے الا اللہ

(جب تک لا کے جھاڑو سے رستے کی صفائی نہیں کرتے تب تک سرائے الا اللہ تک نہیں پہنچ سکتے۔)

جب نفس سرکشی کے مقام میں آ جائے اور عہد شکنی کرے تو اس کلمہ کی تکرار سے ایمان کی تجدید کرنی چاہیے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

جَدِّدُوْا اِیْمَانَکُمْ بِقَوْلِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ (لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ (کی تکرار) سے اپنے ایمان کو تازہ کر لیا کرو)

بلکہ ہر وقت اس کلمہ کی تکرار ضروری ہے اس لیے کہ نفس امارہ ہمیشہ ناپاکی (پلیدی) کے مقام میں ہے۔ اس کلمۂ طیبہ کی فضیلتوں کے متعلق حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر سب آسمانوں اور زمینوں (اور ان کے درمیان کی چیزوں) کو ترازو کے ایک پلڑے

Marfat.com

میں رکھیں اور اس کلمہ طیبہ کو دوسرے پلڑے میں، تو اس کلمہ والا پلڑا یقیناً دوسرے پر بھاری ہوگا۔ سلام ہو اس شخص پر جس نے ہدایت کی پیروی کی اور حضرت محمد مصطفیٰ علیہ وعلی آلہ الصلوات والتسلیمات کی متابعت کو لازم پکڑی۔" (۱)

﴿ ۲ ﴾

"حدیث شریف جَدِّدُوْا اِیْمَانَکُمْ بِقَوْلِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ (اپنے ایمان کو کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ سے تازہ کرتے رہو) کے مطابق اس عظیم الشان کلمہ سے ہر وقت ایمان کو تازہ کرتے رہنا چاہیے، اور حق سبحانہ وتعالیٰ کی بارگاہ میں تمام ناپسندیدہ افعال سے توبہ ورجوع کرنی چاہیے ممکن ہے کہ پھر دوسرے وقت تک توبہ کا موقع نہ ملے...... ھَلَکَ الْمُسَوِّفُوْنَ (آج کل کہنے والے یعنی دیر کرنے والے ہلاک ہو گئے) نبی کریم علیہ وعلی آلہ الصلوات والتسلیمات کی حدیث ہے۔ جس کا مطلب ہے سَوْفَ اَفْعَلُ (کرلوں گا) کہنے والے یعنی تاخیر کرنے والے ہلاک ہو گئے فرصت کو غنیمت جاننا چاہیے اور (اپنے اوقات کو) اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے کاموں میں صرف کرنا چاہیے، توبہ کی توفیق بھی حق سبحانہ تعالیٰ کی عنایتوں میں سے ہے، ہمیشہ حق تعالیٰ سے اس معنی (توفیق) کے خواہاں رہیں اور جو درویش شریعت میں مضبوط قدم رکھتے ہیں اور عالم حقیقت کو اچھی طرح پہچانتے ہیں اس سے دعا طلب کرنی چاہیے اور مدد لینی چاہیے تاکہ حق سبحانہ وتعالیٰ کی عنایت ان کے طفیل ظاہر ہو کر اپنی پاک بارگاہ کی طرف پوری طرح جذب کرلے اور مخالفت کی اس میں کوئی گنجائش نہ رہے۔ جب تک شریعت کی مخالفت کا راستہ بال برابر بھی کھلا رہے خطرہ کا مقام ہے مخالفت کے تمام راستوں کو بند کرنا چاہیئے"۔ (۲)

---

(۱) مکتوبات امام ربانی، دفتر اول مکتوب: ۵۲

(۲) مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب: ۷۸

Marfat.com

﴿ ۳ ﴾

''لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ'' حضرت رب جل سلطانہ کے غضب کو ٹھنڈا کرنے میں اس کلمہ سے زیادہ کوئی چیز نفع بخش نہیں۔ جب یہ کلمۂ طیبہ آگ میں داخل ہونے کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے تو دوسرے قسم کے غضب کو جو اس سے کم ہیں ان کو بطریق اولیٰ تسکین دیتا ہے، اور کیوں نہ دے جبکہ بندہ بار بار اس کلمۂ طیبہ سے ماسوائے حق کی نفی کر کے سب سے منہ پھیر لیتا ہے اور معبود برحق ہی کو اپنا قبلۂ توجہ بنا لیتا ہے۔ غضب کا سبب مختلف توجہات تھیں جن میں بندہ گرفتار تھا جب وہ دور ہو گئیں تو غصہ بھی جاتا رہا۔ اس معنی کو عالم مجاز میں بھی مشاہدہ کر سکتے ہیں (مثلاً) جب کوئی مالک اپنے غلام سے ناراض ہوتا ہے اور اس پر غصہ کرتا ہے تو غلام اپنی حسن فطرت کی بنا پر اپنی تمام توجہ دوسروں سے ہٹا کر مالک کی طرف لگا دیتا ہے اور ہمہ تن اپنے مالک کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اس وقت ناچار غلام کے حق میں مالک کی شفقت و محبت خود بخود پیدا ہو جاتی ہے اور اس کا غضب و آزار دور ہو جاتا ہے۔

(یہ فقیر) اس کلمۂ طیبہ کو رحمت کے ان ننانوے خزانوں کی کنجی محسوس کرتا ہے جن کو آخرت کے لیے ذخیرہ کیا گیا ہے، اور جانتا ہے کہ ظلمات کفر اور کدورات شرک کو دور کرنے کے لیے کلمۂ طیبہ سے بڑھ کر شفاعت کرنے والی دوسری کوئی چیز نہیں۔ جس کسی نے اس کلمہ کی تصدیق کی ہو اور اس سے ایمان کا ذرہ حاصل کر لیا ہو پھر اگر وہ کفر کی رسوم اور شرک کے رذائل میں مبتلا ہو جائے تو بھی امید ہے کہ اس کلمہ کی شفاعت سے دائمی عذاب دوزخ سے نجات پائے گا، جس طرح اس امت کے کبیرہ گناہوں کی سزا کے دفع کرنے میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی شفاعت نافع اور کارگر ہے (اسی طرح کلمۂ طیبہ کی شفاعت بھی۔)

Marfat.com

اور یہ جو میں نے کہا ہے کہ ''اس امت کے کبیرہ گناہ'' یہ اس لیے کہ چونکہ امم سابقہ میں کبیرہ گناہوں کا ارتکاب بہت کم ہوا ہے بلکہ رسومات کفر اور ذائل شرک کی آمیزش بھی کم پائی جاتی ہے لہٰذا شفاعت کی سب سے زیادہ محتاج یہی امت ہے۔ امم سابقہ میں ایک جماعت کفر پر مصر تھی اور دوسری جماعت اخلاص کے ساتھ ایمان لے آئی تھی اور اوامر کی بجا آوری کرتی تھی۔ لیکن یہ امت گناہوں سے پر ہونے کی وجہ سے ہلاک ہو جاتی اگر کلمۂ طیبہ جیسا (اہم کلمہ) ان کی شفاعت کرنے والا نہ ہوتا اور حضرت خاتم الرسل علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات والتحیات جیسے شفاعت کی شان والے نہ ہوتے۔ اُمَّۃٌ مُّذْنِبَۃٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ (یہ امت گنہگار ہے اور پروردگار بخشنے والا ہے)...... حق جل وعلا (قیامت کے دن) جس قدر عفو وبخشش اس امت کے حق میں کام لائے گا معلوم نہیں کہ تمام گذشتہ امتوں میں سے کسی کے حق میں کام لائے گویا کہ ننانوے رحمتیں اس گنہگار امت کے لیے ذخیرہ کی گئی ہیں۔

کہ مستحق کرامت گناہگار انند

(کیونکہ کرم کے مستحق تو گنہگار ہوتے ہیں۔)

چونکہ حق سبحانہ وتعالیٰ عفو ومغفرت کو پسند کرتا ہے اور عفو ومغفرت کے لیے بھی اس امتِ پرتقصیر کے برابر کوئی اور مقام ومحل نہیں لہٰذا لازمی طور پر یہ امت ''خیر الامم'' قرار پائی اور کلمۂ طیبہ جو ان کی شفاعت کرنے والا ہے ''افضل الذکر'' ہوا، اور ان کی شفاعت کرنے والے پیغمبر نے ''سید الانبیاء'' علیہ وعلیہم الصلوات والتحیات کا خطاب پایا۔

اُولٰئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِہِمْ حَسَنَاتٍ وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا

(یہ وہ لوگ ہیں جن کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں سے بدل دے گا اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا بہت مہربان ہے۔)

ہاں ارحم الرحمین کے شایان یہی ہے اور اکرم الاکرمین ایسا ہی ہونا چاہیے۔

با کریماں کارہا دشوار نیست:

Marfat.com

وَكَانَ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ یَسِیْرًا

(اور یہ سب اللہ تعالیٰ پر بہت آسان ہے۔)

رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِیْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ.

(اے ہمارے پروردگار! ہمارے گناہ بخش دے اور ہمارے کام میں ہمارے حد سے بڑھنے کو بھی معاف فرما اور ہمیں ثابت قدم رکھ اور کافروں کے خلاف ہماری مدد فرمایا۔)

نیز اس کلمہ کے فضائل میں سے بھی کچھ سنو! رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم وبارک نے ارشاد فرمایا "من قال لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دخل الجنة" جس نے (صدق دل سے) لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا وہ جنت میں داخل ہو گیا، کوتاہ نظر تعجب کرتے ہیں کہ صرف ایک مرتبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنے سے کس طرح جنت میں داخلہ میسر ہو جائے گا لیکن وہ لوگ اس کلمۂ طیبہ کی برکات سے واقف نہیں ہیں، اس فقیر کو محسوس ہوا ہے کہ اگر تمام عالم کو بھی صرف اس ایک کلمۂ طیبہ کے (صدق دل سے) پڑھ لینے پر بخش دیں اور بہشت میں بھیج دیں تو بھی گنجائش ہے، اور یہ بھی مشہود ہوتا ہے کہ اس کلمۂ مقدسہ کی برکات کو اگر تمام عالم پر تقسیم کر دیں تو ہمیشہ کے لیے سب کو کافی ہوں گی اور سب کو سیراب کر دیں گی۔ پھر ایسا کیوں نہ ہو جبکہ اس کلمۂ طیبہ کے ساتھ کلمۂ مقدسہ "محمد رسول اللہ" بھی جمع ہو جائے اور تبلیغ توحید کے ساتھ انتظام پا جائے اور رسالت ولایت کے ساتھ مل جائے، ان دونوں کلموں (لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ) کا مجموعہ ولایت ونبوت کے کمالات کا جامع ہے اور ان دونوں سعادتوں کا پیشوائے راہ ہے۔ یہی کلمہ ہے جو ولایت کو ظلمات ظلال سے پاک کرتا ہے اور نبوت کو بلند سے بلند درجے تک پہنچاتا ہے: اَللّٰھُمَّ لَا تَحْرِمْنَا مِنْ بَرَکَاتِ ھٰذِہِ الْکَلِمَۃِ الطَّیِّبَۃِ وَثَبِّتْنَا عَلَیْھَا وَاَمِتْنَا عَلٰی تَصْدِیْقِھَا وَاحْشُرْنَا مَعَ

Marfat.com

الْمُصَدِّقِيْنَ لَهَا وَادْخِلْنَا الْجَنَّةَ بِحُرْمَتِهَا وَبِحُرْمَةِ مُبَلِّغِيْهَا عَلَيْهِمُ الصَّلَوَاتُ وَالتَّسْلِيْمَاتُ وَالتَّحِيَّاتُ وَالْبَرَكَاتُ (یا اللہ! ہم کو اس کلمۂ طیبہ کی برکات سے محروم نہ رکھ اور ہم کو اس پر ثابت قدم رکھ اور ہم کو اس کی تصدیق کے ساتھ موت نصیب فرما اور اس کی تصدیق کرنے والوں کے ساتھ ہمارا حشر کرنا اور ہمیں اس کی حرمت اور اس کی تبلیغ کرنے والا عَلَيْهِمُ الصَّلَوَاتُ وَالتَّسْلِيْمَاتُ وَالتَّحِيَّاتُ وَالْبَرَكَات کے طفیل جنت میں داخلہ نصیب فرمائیو۔)

نیز جب نظر اور قدم عاجز رہ جائیں اور ہمت کے بال و پر جواب دے جائیں اور معاملہ غیب محض کے ساتھ پڑے۔ تو وہاں اس کلمۂ طیبہ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ کے سہارے کے بغیر نہیں چل سکتے، اور اس کلمۂ مقدسہ کی آغوش کے بغیر اس مسافت کو طے نہیں کیا جا سکتا۔

اس کلمۂ طیبہ مقدسہ کو ایک مرتبہ پڑھنے والا اس کلمۂ طیبہ مقدسہ کی حقیقت کی امداد و اعانت سے ایک قدم میں اس مسافت کو طے کر لیتا ہے اور اپنی ذات سے دور اور حق جل وعلا کے نزدیک ہو جاتا ہے اور اس مسافت کا ہر جزو عالم امکان کے تمام دائروں سے کئی گنا زیادہ ہے۔ لہٰذا اس بیان سے اس (کلمۂ طیبہ) کے ذکر کی فضیلت کو سمجھ لینا چاہئے کہ تمام دنیا اس (کلمۂ طیبہ) کے مقابلے میں کوئی مقدار نہیں رکھتی اور کچھ بھی محسوس نہیں ہوتی۔ کاش کہ (ان دونوں کے درمیان وہی نسبت ہوتی ہے) ایک قطرہ کو دریائے محیط کے ساتھ ہوتی ہے۔ اس کلمۂ طیبہ کی عظمت کا ظہور اس کے پڑھنے والے کے درجات کے اعتبار سے جس قدر پڑھنے والا بلند درجہ ہوگا۔ اسی قدر اس کلمۂ مقدسہ کی عظمت کا ظہور بھی زیادہ ہوگا۔

يَزِيْدُكَ وَجْهُهُ حُسْنًا
اِذَا مَا زِدْتَهٗ نَظَرًا

Marfat.com

(تو اس کو جتنا دیکھتا جائے گا اس کے چہرے کا حسن اتنا ہی بڑھتا جائے گا۔)

معلوم نہیں کہ اس دنیا میں رہ کر کوئی آرزو اس کے برابر ہو کہ کسی گوشۂ تنہائی میں بیٹھ کر اس کلمۂ طیبہ کی تکرار سے لذت پائی جائے اور محظوظ ہوا جائے۔ لیکن کیا کیا جائے کہ تمام آرزوئیں میسر نہیں ہوا کرتیں اور غفلت اور (حقوق کی ادائیگی کے لیے) مخلوق سے میل جول رکھنے کے بغیر بھی چارہ نہیں۔ رَبَّنَا اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْلَنَا اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔(۱)

(اے ہمارے رب! تو ہمارے لیے ہمارے نور کو کامل کردے اور ہماری مغفرت فرما بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔)

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔(۲)

(پاک ذات ہے تیرے رب کی جو بڑی عزت والا ہے اور پاک ہے ان باتوں سے جو یہ بیان کرتے ہیں اور سلام ہو رسولوں پر اور سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جو تمام عالموں کا پروردگار ہے)(۳)

﴿ ۴ ﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی (تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اور اس کے برگزیدہ بندوں پر سلام ہو)، مولانا عارف ختنی (کو چاہیے کہ) پہلے نفی آلھـۃ باطلہ (جھوٹے معبودوں کی نفی) کر کے معبودِ حق جل سلطانہ کا اثبات

---

(۱) التحریم:۶۶:۸

(۲) الصافات،۳۷:۱۸۱۔۱۸۲

(۳) مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم مکتوب:۳۷

Marfat.com

کریں۔ اور جو کچھ کیف وکم کے داغ سے داغدار ہے اس کو لا کے تحت داخل کر کے خدائے بیچون جل شانہ پر ایمان (لانے کی دولت) حاصل کریں غیر اللہ کی نفی اور حق جل وعلا کے اثبات کی کامل ترین عبارات میں کلمۂ طیبہ لَآاِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔ آنحضرت علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اَفْضَلُ الذِّکْرِ لَآاِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ (سب سے افضل ذکر لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔)

نیز آپ علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ نے فرمایا کہ اللہ سبحانہ کا ارشاد ہے "اگر میرے سوا ساتوں آسمان اور ان آسمانوں میں آباد شدہ فرشتے اور ساتوں زمینیں (ترازو کے) ایک پلڑے میں رکھ دی جائیں اور دوسرے پلڑے میں لَآاِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ رکھا جائے تو لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ والا پلڑا (اپنے بزرگی کے وزن کی وجہ سے) جھک جائے گا۔"

یہ کلمہ کیسے افضل اور وزنی نہ ہو جبکہ اس کلمہ کا پہلا جزو (لَآاِلٰـهَ) تمام ماسوی کی نفی کرتا ہے (خواہ وہ) آسمان ہوں یا زمین، عرش ہو یا کرسی، لوح ہو یا قلم، عالم ہو یا آدم (سب کی نفی کرتا ہے) اور اس کلمہ کا دوسرا جزء (اِلَّا اللّٰهُ) معبود حق جل برہانہ کا اثبات کرتا ہے جس نے آسمان وزمین کو پیدا کیا ہے۔ اور جو کچھ بھی حق جل وعلا کے ماسویٰ آفاق وانفس میں (موجود) ہے سب چونی وچندی (کمیت وکیفیت) کے داغ سے داغدار ہے پس لازمی طور پر آفاق وانفس کے آئینوں میں جو کچھ جلوہ گر ہوتا ہے وہ بطریق اولی چند وچوں (کتنا اور کیسا) سے متصف ہوگا جو نفی کرنے کے لائق ہے۔

لہٰذا ہمارا معلوم وموہوم اور مشہود ومحسوس سب چونی وچگونی سے متصف ہے اور حدوث وامکان کے عیب سے معیوب ہے، کیونکہ ہمارا معلوم ومحسوس ہمارا خود تراشیدہ ہے اور ہمارا خود کا کسب کردہ ہے، وہ تنزیہ جس کے ساتھ ہمارا علم متعلق ہے عین تشبیہ ہے اور وہ کمال جو ہماری فہم کے اندازے کے مطابق ہوتا ہے عین نقص ہے لہٰذا جو کچھ ہم پر متجلی،

Marfat.com

مکشوف اور مشہود ہوتا ہے وہ سب کے سب غیر حق سبحانہ ہے اور وہ بزرگ و برتر ذات وراء الوراء ہے۔

حضرت خلیل علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں: اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ وَاللّٰہُ خَلَقَکُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ (۱)

(کیا ایسی چیزوں کی پرستش کرتے ہو جس کو تم خود تراشتے ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تم کو پیدا کیا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو۔)

ہمارا تراشا ہوا خواہ ہمارے ہاتھ سے تراشیدہ ہو یا ہماری عقل و وہم سے، سب حق سبحانہ کی مخلوق ہیں اور ہرگز عبادت کے لائق نہیں۔ بلکہ عبادت کے لائق صرف وہ خدائے بے چون وبیچگونہ ہے جس کے دامن ادراک تک رسائی سے ہماری عقل وفہم کے ہاتھ عاجز وکوتاہ ہیں اور ہمارے کشف وشہود کی آنکھ اس سبحانہ کی عظمت وجلال کے مشاہدہ سے خیرہ ودرماندہ ہے، پس ایسے بے چون و بے چگون خدا جل شانہ پر ایمان غیب کے طریقے پر ہی میسر آسکتا ہے کیونکہ ایمان شہود اس تعالیٰ شانہ پر ایمان نہیں ہے بلکہ اپنی تراشیدہ چیز پر ایمان ہے حالانکہ وہ بھی اس بزرگ و برتر کی مخلوقات سے ہے۔ لہٰذا اس طرح ایمان غیر کو اس تعالیٰ کے ایمان کے ساتھ شریک کرنا ہے اور یہ سراسر غیر پر ایمان لانا ہے اَعَاذَنَا اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ عَنْ ذٰلِکَ (اللہ سبحانہ اس سے ہم کو بچائے۔)

ایمان بالغیب اس وقت میسر ہوتا ہے جبکہ ہمارے تیز رو وہم کو اس جگہ کوئی رسائی ودسترس حاصل نہ ہو اور وہاں ہماری قوت متخیلہ میں کوئی چیز منقش نہ ہو، اور یہ بات حق تعالیٰ کی اقربیت میں ثابت ہوتی ہے جو وہم وخیال کے احاطہ سے باہر ہے کیونکہ (شے) جس

---

(۱) الصافات ۳۷ آیت ۹۵-۹۶

Marfat.com

قدر زیادہ دور ہوگی اسی قدر وہم کی پرواز زیادہ ہوگی اور خیال کی سلطنت میں اسی قدر جلد داخل ہو جاتی ہے۔ یہ دولت انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات کے ساتھ مخصوص ہے اور ایمان بالغیب انہی بزرگوں علیہم الصلوات والتسلیمات کا حصہ ہے اور جس کسی کو چاہتے ہیں ان حضرات کی متابعت ووراثت کے سبب اس دولت سے مشرف کرتے ہیں۔

اور وہ ایمان بالغیب جو عام مؤمنوں کو حاصل ہے وہ وہم کے احاطہ سے خارج نہیں ہے کیونکہ وراء الوراء عوام کے نزدیک بعد اور دوری کی جانب ہے جو کہ وہم کی جولانگاہ ہے اور ان حضرات یعنی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات والتحیات کے نزدیک وراء الوراء قرب کی جانب میں ہے جہاں وہم کی مطلقاً گنجائش نہیں، جب تک دنیا قائم ہے اور بندۂ مومن حیات دنیا کے ساتھ موجود ہے غیب پر ایمان لانے کے سوا چارہ نہیں کیونکہ ایمان شہود اس دنیا میں معلول ہے جب عالم آخرت کی زندگی طاری ہوگی اور وہم وخیال کی صورت ٹوٹ جائے گی تو پھر ایمان شہودی مقبول ہو جائے گا اور تراش وخراش سے پاک ومبرا ہوگا۔

میں سمجھتا ہوں کہ جب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اس دنیا میں دولت رؤیت (یعنی شب معراج میں حق تعالیٰ کے دیدار) سے مشرف ہوئے ہیں تو اگر ایمان شہودی آپ علیہ وعلی آلہ الصلوات والتسلیمات کے حق میں اس جگہ (دنیا میں) ثابت کریں تو اچھا ہے اور یہ بنانے اور تراشنے کے نقص سے آزاد ہے کیونکہ جس چیز کا دوسروں کے لیے آخرت میں وعدہ ہے آپ علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام کو اس جگہ (دنیا میں) حاصل ہے:

ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ (۱)

(یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔)

---

(۱) الجمعہ آیت: ۴

Marfat.com

جاننا چاہیے کہ کلمۂ نفی کو حضرت خلیل علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے پورا کیا تھا اور شرک کے دروازوں میں سے کوئی دروازہ ایسا نہیں چھوڑا جس کو آپ نے بند نہ کر دیا ہو، اسی لیے آپ انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے امام قرار پائے اور پیشوا بن گئے۔ کیونکہ اس دنیا میں کمال کی انتہا اسی نفی کے اتمام کے ساتھ وابستہ ہے اور کلمۂ طیبہ کے کمالات کا ظہور یعنی اثبات آخرت کی زندگی پر موقوف ہے۔

خلاصۂ کلام یہ کہ جب حضرت خاتم الرسل علیہ وعلی آلہ الصلوات والتسلیمات اس دنیا میں رؤیت حق جل وعلا سے (شب معراج میں) مشرف ہوئے تو آپ ﷺ نے کلمۂ طیبہ کے جزء اثبات (الا اللہ) کے کمالات سے بھی اسی دنیا میں بہت بڑا حصہ پالیا۔ کہا جا سکتا ہے کہ کلمۂ اثبات اس دنیا کے اندازے کے مطابق آپ علیہ وعلی الہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت سے کامل ومکمل ہو گیا اور اسی وجہ سے یہ معنی ہو سکتے ہیں کہ تجلی ذات کو آپ کے حق میں اس دنیا میں ثابت کرتے ہیں اور دوسروں کے لیے آخرت کے وعدہ پر موقوف کرتے ہیں:

وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی وَالْتَزَمَ مُتَابَعَةَ الْمُصْطَفٰی عَلَيْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ مِنَ الصَّلَوَاتِ اَفْضَلُهَا وَمِنَ التَّسْلِيْمَاتِ اَكْمَلُهَا.

(سلام ہو اس پر جس نے ہدایت کی پیروی کی اور حضرت محمد مصطفیٰ علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ افضلھا ومن التسلیمات اکملھا کی متابعت کو اپنے اوپر لازم کیا۔)(۱)

﴿ ۵ ﴾

جاننا چاہئے کہ کلمۂ طیبہ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کے دو مقام ہیں ''نفی اور اثبات'' پھر نفی اور اثبات میں سے ہر ایک کے دو اعتبار ہیں اعتبار اول: یہ کہ باطل معبودوں کی عبادت کے استحقاق کی نفی کی جائے اور معبود برحق کی عبادت کے استحقاق کا اثبات کیا جائے

---

(۱) مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب: ۹

Marfat.com

دوسرا اعتبار یہ ہے کہ غیر مقصودہ مقصودات (ناشائستہ ارادوں) کی اور غیر مطلوبہ مطلوبوں (تعلقات) کی بھی نفی کی جائے، اور مطلوب حقیقی کے علاوہ کسی جز کا اثبات نہ کیا جائے اور نہ کوئی اصل مقصود ہو اور اعتبار اول میں ابتداء کمال یہ ہے کہ جو کچھ بھی معلوم اور ظاہر ہوئے سب ''لا'' کے تحت داخل ہو جائے اور اثبات کی جانب میں کلمہ مستثنیٰ (اللہ) کے علاوہ کوئی چیز بھی ملحوظ نہ رہے۔ چند بار کے بعد جب بصیرت میں گرمی پیدا ہو جائے اور راہ مطلوب کی خاک کے سرمہ سے سرمگیں ہو جائے تو مستثنیٰ (اللہ) بھی مستثنیٰ منہ کی شکل میں ظاہر ہو جاتا ہے۔ اس طرح سالک اپنے آپ کو ماوراء میں گرفتار پاتا ہے اور مطلوب کو اس کے باہر تلاش کرتا ہے، کیونکہ اس کمال کی ابتداء میں جو کچھ لا کے تحت داخل کیا تھا وہ سب ممکنات کے دائرہ سے متعلق تھا جو عبادت کا استحقاق نہیں رکھتا تھا اور اس کلمۂ طیبہ کے تکرار کی برکت سے اس معبود سے جو مستحق عبادت ہے جدا ہو گیا تھا لیکن ضعف بصیرت کی وجہ سے وجوب کے مرتبہ کو جو شایان عبادت ہے کلمۂ ''الا'' کے ساتھ ثابت کر کے نہیں دیکھتا تھا اور کلمۂ مستثنیٰ (اللہ) کو زبان سے ادا کرنے کے سوا کچھ نصیب نہیں ہوا تھا، لیکن بعد میں بصیرت کی قوت کی وجہ سے مستثنیٰ بھی مستثنیٰ منہ کے رنگ میں ظاہر ہو گیا۔ اور جبکہ مرتبۂ وجوب جو تمام اسماء وصفات الٰہی جل سلطانہ کا جامع ہے اور سالک کی ہمت جو ذات احدیت مجردہ سے متعلق ہو اور مقام میں عبادت کا استحقاق بھی عبادت کے عدم استحقاق کی طرح راستے میں رہ جاتا ہے، اس لیے وہ اپنے مقصود کو اسماء وصفات سے ماوراء میں تلاش کرتا ہے اور اس کی ماسوا کی گرفتاری سے کنارہ کشی اختیار کرتا ہے۔

(۱) چو دل با دلبرے آرام گیرد　　ز وصل دیگرے کی کام گیرد

(۲) نہی صد دستہ ریحاں پیش بلبل　　نخواہد خاطرش جز نکہت گل

(۳) ز مہر آتش چو در نیلو فرافتد　　تماشائے مہش کی در خور افتد

(۴) چو خواہد تشنہ جانے شربت آب　　نیفتد سود مندش شکر ناب

Marfat.com

(۱) دل کو دلبر ہی سے چین ملتا ہے۔ کسی اور کے ملنے سے اسے آرام نہیں مل سکتا۔

(۲) اگر بلبل کے آگے گل ریحان کے سو دستے بھی رکھیں وہ خاطر میں نہیں لائے گا سوائے گلاب کے پھول کے وہ کسی سے راضی نہیں ہوگا۔

(۳) گل نیلوفر کو دھوپ ملے تو اسے چاند (کی چاندنی) کی کیا ضرورت۔

(۴) پیاسے کو پانی کی طلب ہو پیاس بجھانے کے لیے تو اسے مٹھائی (کتنی ہی عمدہ ہو) پیش کرنا بے فائدہ ہوگا۔

اور اعتبار ثانی جس کا مقصود، مقصودات غیر مقصودہ (یعنی غیر مطلوب مطلوبوں) کی نفی ہے، اس کا کمال یہ ہے کہ مرتبہ وجوب کا شہود بھی مراتب امکان کے شہود کے رنگ میں لا کے تحت داخل ہو جائے اور اثبات کی جانب سوائے کلمۂ مستثنیٰ (اللہ) زبان سے ادا کرنے کے کوئی چیز ملحوظ نہ ہو۔

چہ گویم باتو از مرغے نشانہ که باعنقا بود ہم آشیانہ

زعنقا ہست نامے پیش مردم زمرغ من بود آں نام ہم گم

(میں تجھے اس پرندہ کے بارے کیا بتاؤں جو عنقا (ایک افسانوی پرندہ ہے) کا ہم آشیانہ ہے، لوگوں کے پاس عنقاء کا نام تو ہے لیکن میرے پرندہ کا تو نام بھی معلوم نہیں۔)(۱)

﴿ ۶ ﴾

وہ مکتوب جو آپ کی خیریت کے انجام والے احوال پر مشتمل تھا موصول ہوا اور اس کا مطالعہ خوشی کا باعث ہوا۔

در عشق چنین بوالعجبیہا باشد

(عشق میں ایسی ہی حیرت میں ڈال دینے والی باتیں ہوتی ہیں۔)

---

(۱) مکتوبات امام ربانی، دفتر اول مکتوب: ۱۷۳

Marfat.com

لیکن چاہیے کہ ان احوال سے گذر کر احوال کے بدلنے والے (یعنی حق تعالیٰ) تک پہنچا جائے کہ وہاں سب جہالت و نادانی ہے۔ اس کے بعد اگر معرفت سے مشرف فرمائیں تو کیا ہی نعمت و سعادت ہے۔ مختصر یہ کہ جو کچھ دید و دانش (دیکھنے اور سمجھنے) میں آئے قابل نفی ہے۔ اگر چہ وہ کثرت میں وحدت کا شہود ہی ہو۔ کیونکہ اس وحدت کی کثرت میں ہرگز گنجائش نہیں ہے۔ جو کچھ دیکھنے میں آتا ہے اس وحدت کی مثال اور صورت ہے نہ کہ وہ خود۔

لہٰذا آپ کے حال کے مناسب اس وقت کلمۂ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا ذکر ہے۔ اور اس کلمۂ کی اسقدر تکرار کریں کہ آپ کی دید و دانش میں کوئی اور چیز باقی نہ رہے اور سامان کو حیرت و نادانی میں ڈال دے اور معاملہ کو فنا کی طرف لے جائے۔ (۱)

﴿ ۷ ﴾

لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ یعنی کوئی ہستی ایسی نہیں ہے جو الوہیت و معبودیت کا حق رکھتی ہو سوائے اس بے مثل و بے مانند خدائے جل شانہ کے جو واجب الوجود ہے اور نقص و حدوث کے تمام نشانات سے منزہ و مبرا ہے کیونکہ عبادت جو کمال درجہ ذلت، خضوع اور انکساری سے مراد ہے اس کا مستحق وہی ہے جس کے لیے تمام کمالات ثابت ہیں اور جو تمام نقائص سے پاک ہے اور تمام اشیاء اپنے وجود اور توابع وجود (یعنی صفات و افعال) میں اسی کی محتاج ہیں اور وہ کسی بھی امر میں کسی چیز کا محتاج نہیں ہے، اور نفع و نقصان بھی اسی کی طرف سے ہے اور کوئی چیز بھی اس کی اجازت کے بغیر کسی کو نفع اور نقصان نہیں پہنچا سکتی، ایسی کامل صفات والی ہستی حق تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں ہے اور نہ ہی ہوسکتا ہے کیونکہ اگر کوئی دوسرا ان صفات کاملہ کے ساتھ بغیر کمی و زیادتی کے ثابت ہو جائے تو وہ غیر نہ ہوگا اس لیے کہ

---

(۱) مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب: ۲۴۰

Marfat.com

لِاَنَّ الْغَیْرَیْنِ مُتَمَائِزَانِ وَلَا تَمَا یُزَ ثَمَّهٗ (کیونکہ دو غیر ایک دوسرے سے ممتاز ہوتے ہیں اور یہاں کوئی تمیز و جدائی باقی نہیں)

اور اگر ہم غیریت کا اثبات تمیز کے اثبات کے ساتھ کریں تو اس کا نقص لازم آتا ہے جو الوہیت اور معبودیت کے منافی ہے کیونکہ اگر ہم تمام کمالات اس کے لیے ثابت نہ کریں جس سے ان میں تمیز پیدا ہو تو بھی اس کا نقص لازم آتا ہے اور اسی طرح اگر تمام نقائص اس سے دور نہ کریں تو بھی نقص لازم رہتا ہے اور اگر تمام اشیا اس کی محتاج نہ ہوں تو وہ ان کے لیے کس طرح عبادت کا مستحق ہوگا۔ اور اگر وہ اشیا میں سے کسی شے کا یا کاموں میں سے کسی کام میں بھی کسی کا محتاج ہو تو وہ ناقص ہوگا۔ اور اسی طرح اگر وہ نفع ونقصان پہنچانے والا نہ ہو تو تمام اشیا کس طرح اس کی محتاج ہوں گی اور وہ عبادت کا مستحق کیسے ٹھہرے گا۔ اور اگر کوئی اس کی اجازت کے بغیر کسی شے کو ضرر اور نفع پہنچا سکتا ہو تو وہ بیکار ہوگا اور عبادت کا مستحق نہیں رہے گا۔ پس ان صفات کاملہ کا جامع صرف ایک اللہ تعالیٰ ہی ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور نہ ہی کوئی اس واحد وقہار کے علاوہ عبادت کا مستحق ہے۔

سوال: ان صفات کا امتیاز جس طرح بیان کیا گیا ہے اگرچہ وہ نقص کو مستلزم ہے جو الوہیت اور معبودیت کے منافی ہے لیکن ہوسکتا ہے کہ وہ غیر کچھ دوسری صفات رکھتا ہو جو امتیاز کا باعث ہوں اور کوئی نقص بھی لازم نہ آئے۔ اگرچہ ہم نہیں جانتے کہ وہ صفات کیا ہیں؟

جواب: وہ صفات بھی دو حال سے خالی نہیں ہیں یا تو صفات کاملہ ہوں یا صفات ناقصہ۔ ہر صورت میں وہی مذکورہ بالا محذور (جس سے بچنا ضروری ہے) لازم آتا ہے، اگرچہ ہم ان صفات کو خصوصیت کے ساتھ نہیں جانتے کہ کیا ہیں لیکن اس قدر

Marfat.com

معلوم ہے کہ وہ کمال ونقص کے دائرہ سے خارج نہیں ہیں اور ہر صورت میں نقص دامنگیر ہے جیسا کہ بیان کیا گیا۔

اور دوسری دلیل حق سبحانہ وتعالیٰ کے سوا معبودیت کے عدم استحقاق کی یہ ہے کہ وہ تعالیٰ ہر جگہ اور ہر وقت تمام ضروریات وجودی اور توابع وجودی اشیاء میں کافی ہے اور اس سبحانہ، کے ساتھ تمام اشیاء کا نفع ونقصان بھی وابستہ ہے اور دوسرا محض بیکار ولا حاصل ہے اور اشیا کو بھی اس کی طرف کوئی احتیاج نہیں، پھر عبادت کا استحقاق اس کے لیے کیسے ہوسکتا ہے اور اشیاء اس سے کس لیے ذلت، خضوع اور انکساری کے ساتھ پیش آئیں گی۔

کفار بدکردار، غیر حق سبحانہ کی عبادت کرتے ہیں اور اپنے ہاتھوں کے تراشے ہوئے بتوں کو اپنا معبود بناتے ہیں اپنے اس فاسد زعم کی بنا پر کہ یہ بت حق سبحانہ وتعالیٰ کے حضور میں ہماری سفارش کریں گے اور ہم کو ان کے توسل سے حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ کا تقرب حاصل ہوگا یہ لوگ کیسے بے وقوف ہیں اور انہوں نے کہاں سے یہ جان لیا ہے کہ ان بتوں کو شفاعت کا مرتبہ حاصل ہوگا اور حق سبحانہ وتعالیٰ ان کو شفاعت کی اجازت دے گا۔ محض وہم کی بنا پر کسی کو حق جل وعلا کی عبادت میں شریک کرنا انتہائی بدنصیبی اور خسارہ کی بات ہے۔ عبادت آسان کام نہیں ہے جو ہر سنگ وجماد (پتھر اور بے جان) چیز کی عبادت کی جائے، اور ہر عاجز چیز کو بلکہ اپنے سے بھی عاجز کو عبادت کا مستحق تصور کرلیا جائے۔ الوہیت کے معنی کے بغیر عبادت کا استحقاق متصور نہیں ہے بلکہ وہی عبادت کا مستحق ہے جو الوہیت کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اور جس کو یہ صلاحیت حاصل نہیں ہے اس کو یہ حق بھی نہیں۔ اور الوہیت کی صلاحیت وجوب وجود کے ساتھ وابستہ ہے لہٰذا جو وجوب وجود نہیں رکھتا وہ الوہیت کا سزاوار اور عبادت کا مستحق بھی نہیں ہے۔

یہ لوگ کتنے بے عقل ہیں کہ وجوب وجود میں تو حضرت حق سبحانہ کا شریک نہیں

Marfat.com

جانتے لیکن عبادت میں اس تعالیٰ کی شرکت کا اثبات کرتے ہیں اور اتنا بھی نہیں جانتے کہ وجوب وجود استحقاق عبادت کی شرط ہے، اور جب وجوب وجود میں کوئی شریک نہیں تو عبادت کے استحقاق میں بھی کوئی شریک نہیں ہے استحقاق عبادت میں کسی کو شریک کرنا وجوب وجود میں شریک کرنے کو مستلزم ہے، لہٰذا اس کلمۂ طیبہ کی تکرار کے ساتھ وجوب وجود کے شریک کی بھی نفی کرنی چاہئے، بلکہ استحقاق عبادت کے شریک کی نفی بھی بہت ضروری ہے کیونکہ اس راہ میں استحقاق عبادت کے شریک کی نفی بہت زیادہ ضروری اور نفع بخش ہے اس لیے کہ یہ نفی انبیاء علیہم الصلوات والتحیات والتسلیمات کی دعوت کے ساتھ مخصوص ہے کیونکہ مخالفین جو انبیاء علیہم الصلوات والتحیات والتسلیمات کی ملت کو لازم نہیں جانتے وہ بھی عقلی دلائل کے ذریعہ وجود کے شریک کی نفی کرتے ہیں اور واجب الوجود سوائے ایک ذات جل شانہ کے کسی کو نہیں جانتے، لیکن استحقاق عبادت کے معاملے سے غافل ہیں اور استحقاق عبادت کے شریک کی نفی سے بھی فارغ ہیں، وہ غیر کی عبادت سے بھی پرہیز نہیں کرتے اور دیر و بت خانہ کی تعمیر سے بھی باز نہیں آتے، حالانکہ انبیاء علیہم الصلوات والتحیات بت خانوں کو گراتے ہیں اور غیر کی عبادت کے استحقاق کو ختم کرتے ہیں۔

ان بزرگوں کی زبان میں مشرک وہ شخص ہے جو غیر حق سبحانہ کی عبادت میں گرفتار ہے اگرچہ وہ وجوب وجود کے شریک کی نفی کا قائل ہے کیونکہ ان کا اہتمام حق سبحانہ کے ماسوا کی عبادت کی نفی ہے جو عمل اور معاملہ سے تعلق رکھتی ہے اور اس میں وجوب وجود کے شریک کی بھی نفی لازم آتی ہے۔ لہٰذا جب تک کوئی شخص ان بزرگوں (انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام) کی شریعتوں کے ساتھ جو ماسوی کی عبادت کے استحقاق کی نفی کی خبر دیتے ہیں متحقق نہ ہو جائے اس وقت تک شرک سے نجات حاصل نہیں کر سکتا اور آفاقی وانفسی معبودوں کی عبادت کے شرک سے خلاصی نہیں پا سکتا کیونکہ انبیاء علیہم الصلوات والتحیات والتسلیمات کی

Marfat.com

شریعتیں اسی معنی اور مسلک کی ضامن ہیں، بلکہ ان کی بعثت کا مقصود ہی اس دولت کا حصول ہے اور ان بزرگوں کی شریعتوں کے بغیر اس شرک سے نجات میسر نہیں ہوتی اور ان (علیہم الصلوات والتحیات) کی ملت کو لازم کئے بغیر توحید ممکن نہیں ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ ۔(۱) (بیشک اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت نہیں فرمائے گا جو اس کے ساتھ کسی کو شریک کرے۔)

آیت کریمہ کا حقیقی مطلب تو اللہ سبحانہ' ہی جانتا ہے، ممکن ہے کہ اس سے یہ مراد ہو کہ حق تعالیٰ اس کو نہیں بخشے گا جو شریعتوں کا التزام نہیں کرے گا کیونکہ شریعت کو (اپنے اوپر) لازم نہ کرنا شرک کو لازم کرنا ہے۔ پس اس آیت میں ملزوم کو ذکر کر کے لازم مراد لیا ہے۔ اس بات سے یہ وہم بھی دور ہو جاتا ہے جو کہتے ہیں کہ جس طرح شرک نہیں بخشا جاتا اسی طرح تمام شریعتوں کا انکار بھی نہیں بخشا جائے گا تو پھر شرک کی خصوصیت کی کیا وجہ ہے اور ہو سکتا ہے کہ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ کے معنی اَن یُّکْفَرَ بِہٖ (کہ اس کے ساتھ کفر کیا جائے) کے ہوں، اس لیے کہ شرائع کا انکار، اللہ سبحانہ کا انکار ہے لہٰذا وہ بھی نہیں بخشا جائے گا۔ اور شرک وکفر کے درمیان خصوص وعموم کا تعلق (نسبت) ہے۔ یعنی شرک کفر میں سے ایک خاص قسم کا کفر ہے۔ پس (حق تعالیٰ نے) خاص کا ذکر کیا لیکن عام مراد لیا۔ اس صورت میں بھی یہ وہم دور ہو جاتا ہے کہ جس طرح شرک نہیں بخشا جائے گا اسی طرح تمام شریعتوں کا انکار بھی نہیں بخشا جائے گا۔ پھر کفر کی تخصیص کی کیا وجہ ہے

جاننا چاہیے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ کے سوا غیر کی عبادت کا عدم استحقاق بدیہی (ظاہر وباہر) ہے اور کم سے کم حدسی ہے کیونکہ جو کوئی عبادت کے معنی خوب سمجھ لے اور حق سبحانہ کے غیر میں اچھی طرح غور کرے وہ بلا توقف غیر کے لیے عبادت کے عدم

---

(۱) النساء، ۴: ۴۸

Marfat.com

استحقاق کا حکم کرے گا وہ مقدمات جو اس معنی کے بیان میں لائے جاتے ہیں وہ تنبیہات کی قبیل سے ہیں جو بدیہیات پر لائے جاتے ہیں۔ لہٰذا ان مقدمات پر نقض و مناقضہ اور معارضہ کرنا مناسب نہیں ہے، نور ایمان ہونا چاہئے تا کہ ان مقدمات کو فراست کے ساتھ سمجھ سکے۔ بہت سی بدیہیات ایسی ہیں جو کم فہموں اور بے وقوفوں پر پوشیدہ رہتی ہیں، اور اسی طرح ان لوگوں پر بھی جو مرض ظاہر اور علت باطن میں گرفتار ہیں ان پر بھی یہ ظاہری اور باطنی بدیہیات پوشیدہ رہتی ہیں۔

سوال: مشائخ طریقت قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کی عبارت میں ہے کہ ہر وہ چیز جو تیرا مقصود ہے وہی تیرا معبود ہے۔ اس عبارت کے کیا معنیٰ ہیں اور اس کا مصداق کونسا ہے؟

جواب: آدمی کا مقصود وہی ہوتا ہے جس کی طرف اس کی توجہ ہوتی ہے اور وہ شخص جب تک زندہ رہتا ہے اس مقصود کے حصول میں اپنے آپ کو معاف نہیں کرتا اور ہر قسم کی ذلت و انکساری جو بھی اس کے حصول میں پیش آئے برداشت کرتا ہے اور ذرا بھی سستی نہیں کرتا اور یہی معنی عبادت کا ماحصل ہے جو کہ کمال درجہ ذلت و انکساری کی خبر دیتا ہے۔ لہٰذا کسی شے کی مقصودیت اس شے کی معبودیت کو مستلزم ہے، پس غیر حق سبحانہ وتعالیٰ کی معبودیت کی نفی اس وقت متحقق ہوتی ہے جب حق سبحانہ جل وعلا کے علاوہ کوئی مقصود باقی نہ رہے اور اس کی مراد اس تعالیٰ کے سوا کوئی اور چیز نہ ہو۔ اس دولت کے حاصل کرنے میں سالک کے حال کے مناسب کلمۂ طیبہ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کے معنیٰ لَا مَقْصُوْدَ اِلَّا اللّٰهُ ہیں (یعنی اللہ کے سوا کوئی مقصود نہیں ہے) کچھ عرصہ تک اس کلمۂ طیبہ کی تکرار کرنی چاہئے کہ غیر کی مقصودیت کا نام ونشان مٹ جائے اور سوائے اس تعالیٰ کے کوئی چیز مراد نہ رہے تا کہ غیر کی معبودیت کی نفی میں صادق ہو اور بکثرت معبودوں کے دور کرنے میں حق بجانب ہو۔ اور بکثرت

Marfat.com

معبودوں کی اس طرح نفی کرنا اور مقصودیت کی نفی سے معبودیت غیر کی نفی کرنا کمال ایمان کی شرط ہے جو ولایت سے وابستہ ہے، اور خواہشات کے معبودوں کی نفی کے ساتھ متعلق ہے۔ جب تک نفس مطمئنہ نہ ہو جائے یہ معنی متوقع نہیں ہیں اور اطمینان نفس فنا و بقا کے کمال کے بعد متصور ہے۔

شریعت مطہرہ جو آسانی اور سہولت پر مبنی ہے اور بندوں کی تکلیف و تنگی کو دور کرنے والی ہے کیونکہ بندے ضعیف و کمزور پیدا کیئے گئے ہیں (کے ظاہر احکام) میں ہے کہ اگر انسان کسی مقصود کے حاصل کرنے میں العیاذ باللہ سبحانہ اگر شریعت کے حلقہ سے باہر نکل جائے اور اس کے حصول میں حدود شرعیہ سے تجاوز کرے تو وہ مقصود اس کا معبود ہو جائے گا اور اس کا الٰہ بن جائے گا۔ اور اگر وہ مقصود ایسا نہیں ہے اور اس کے حاصل کرنے میں شریعت کی ممنوعات کا ارتکاب نہ کرے تو وہ مقصود شرعی طور پر ممنوع اور محذور نہیں ہے گویا وہ مقصود اس کے مقاصد میں سے اور وہ مطلوب اس کے مطالب میں سے نہیں ہے بلکہ حقیقت میں اس کا مقصود حق سبحانہ ہے اور اس کا مطلوب اس تعالیٰ کی شریعت کے اوامر و نواہی ہیں۔ اور اس مقصود شے میں طبعی رغبت سے زیادہ کچھ نہیں ہے اور وہ بھی احکام شرعیہ سے مغلوب ہے۔ اور حقیقت شریعت میں جو کمال ایمان پر دلالت کرتی ہے، غیر کی مقصودیت کے مادہ کو ختم کرنا مطلوب ہے۔

کیونکہ غیر حق سبحانہ وتعالیٰ کی مقصودیت کی تجویز میں بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ نفسانی ھویٰ و ہوس کے غلبہ کی مدد سے غیر کی مقصودیت، حق سبحانہ وتعالیٰ کی مقصودیت سے مقابلہ کرتی ہے بلکہ اس کے حصول کو حق جل وعلا کی مرضی کے اوپر غالب کر لیتی ہے اور ابدی خسارہ حاصل کر لیتی ہے۔ پس غیر کی مقصودیت کی مکمل طور پر نفی ایمان کے کامل کرنے میں ضروری ہے تاکہ زوال اور رجوع سے مامون و محفوظ ہو جائے۔

Marfat.com

ہاں بعض خوش نصیبوں کو نفی ارادہ اور رفع اختیار کے بعد صاحب اختیار وارادہ بنا دیتے ہیں اور اس جزئی اختیار وارادہ کو اس سے دور کر کے کلی طور پر صاحب اختیار وارادہ بنا دیتے ہیں۔ اس معنی کی تحقیق انشاء اللہ تعالیٰ کسی دوسرے مکتوب میں کی جائے گی۔ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْلَنَا اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۔(۱) اے ہمارے رب ہمارے لیے ہمارے نور کو کامل کر دے اور ہماری مغفرت فرما بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی وَالْتَزَمَ مُتَابَعَۃَ الْمُصْطَفٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ الصَّلَوٰاتُ وَالتَّحِیَّاتُ وَالتَّسْلِیْمَاتُ وَالْبَرَکَاتُ اَتَمُّھَا وَاَکْمَلُھَا (اور سلام ہو اس پر جس نے ہدایت کی پیروی کی اور حضرت محمد مصطفیٰ علیہ وعلی جمیع الانبیاء الصلوات والتحیات والتسلیمات و البرکات اتمہا و اکملہا کی متابعت کو اپنے اوپر لازم کیا۔)(۲)

---

(۱) التحریم،۶۶:۸

(۲) مکتوبات امام ربانی دفتر سوم،مکتوب:۳

Marfat.com

ضمیمہ:۲

لَآ اِلٰــہَ اِلَّا اللّٰہُ کے ذکر سے مقصود باطل معبودوں کی نفی کرنا ہے، خواہ وہ آفاقی ہوں اور خواہ انفسی۔ آفاقی معبودوں سے مراد، کافروں اور فاجروں کے باطل معبود ہیں۔ مثلاً لات اور عزیٰ۔ اور معبودان انفسی سے مراد، نفسانی خواہشات ہیں جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے اَفَرَأَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوَاهُ (تو کیا آپ نے ان لوگوں کو دیکھا جنہوں نے اپنی خواہشات ہی کو اپنا خدا بنالیا ہے) ایمان، یعنی تصدیق قلبی جس کا ہمیں ظاہر شریعت نے مکلف بنایا ہے، آفاقی معبودان باطلہ کی نفی کے لیے کافی ہے۔ لیکن انفسی معبودان باطلہ کی نفی کے لئے نفس امارہ کا تزکیہ درکار ہے جو اہل اللہ کے راستے پر چلنے (سلوک) سے حاصل ہوتا ہے۔ ایمان حقیقی ان دونوں قسم کے معبودان باطلہ کی نفی سے وابستہ ہے۔ لیکن ایمان کے متعلق ظاہر شریعت کا حکم محض معبودان آفاقی کے ابطال ونفی سے بھی ثابت ہو جاتا ہے۔ مگر اس قسم کا ایمان محض ایمان کی صورت ہوتی ہے۔ ایمان کی حقیقت تو معبودان انفسی کے ابطال پر ہی منحصر ہے۔ صورت ایمان کے توزائل ہونے کا احتمال ہے لیکن حقیقت ایمان اس احتمال سے محفوظ ہے۔ کیونکہ صورت ایمان میں اول تو نفس امارہ ہی اپنے انکار اور کفر سے باز نہیں رہتا۔ اور اس سے زیادہ کچھ حاصل نہیں ہوتا کہ نفس امارہ کی مخالفت کے باوجود قلب میں ایک گونہ تصدیق پیدا ہو جاتی ہے لیکن ایمان حقیقی میں خود نفس امارہ، جو اپنی ذات کے اعتبار سے سرکش ہے مطیع وفرمانبردار ہو کر سرکشی سے باز آجاتا ہے اور شرف ایمان سے مشرف ہو جاتا ہے۔ ان تکلیفات شرعیہ سے مقصود بھی نفس کو عاجز کرنا اور اسے خراب کرنا ہے۔ کیونکہ قلب تو بذات خود احکام الٰہی جل سلطانہ کا مطیع وفرماں بردار ہی ہوتا ہے۔ اگر قلب میں کسی قسم کی خباثت پیدا ہوتی ہے تو وہ نفس کی ہمسائیگی ہی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔

Marfat.com

تواضع زگردن فرازاں نکوست

گدا گر تواضع کند خوئے اوست

(سربلندی میں کوئی تواضع کرتا ہے تو یہ نیکی ہے گداگر جو تواضع کرتا ہے تو وہ اپنی عادت سے مجبور ہے۔)

لہٰذا تزکیۂ نفس ضروری ٹھہرا تاکہ ایمان کی حقیقت حاصل ہو سکے اور وہ زوال سے محفوظ ہو جائے۔ تزکیۂ نفس کا تعلق درجہ ولایت سے ہوتا ہے۔ جس سے مراد فنا اور بقا ہے۔ جب تک کوئی آدمی درجہ ولایت تک نہ پہنچ جائے اطمینان نفس ممکن نہیں ہے۔ اور جب تک نفس اطمینان سے وابستہ نہ ہو جائے حقیقت ایمان کی کبھی مشام جان (جان کے دماغ) تک نہیں پہنچ سکتی۔ اور وہ زوال کے اندیشہ سے محفوظ نہیں رہ سکتا اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔(۱) (یاد رکھو جو لوگ اللہ کے دوست ہیں نہ ڈر ہے ان پر.........اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔)(۲)

---

(۱) سورہ یونس

(۲) مجدد الف ثانی، شیخ احمد سرہندی، معارف لدنیہ، ادارہ مجددیہ کراچی ص:۱۴۴ معرفت:۲۴

Marfat.com

ضمیمہ:۳۰

معلوم ہوا کہ یہ دنیا دار عمل ہے فراغت و آسودگی کا گھر نہیں۔ چاہیے کہ اپنی ہمت کو اعمال میں پورے طور پر منہمک رکھیں۔ اور اپنی فراغت اور عیش کو ایک طرف رکھیں۔ اپنی زبان کو ''لَآ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ'' کے ذکر کے ساتھ اس قدر مصروف بنائیں کہ بے ضرورت اس کلمۂ طیبہ کے سوا گفتگو نہ کریں۔ چاہیے کہ زبان سے ذکر دل کی موافقت کے ساتھ خفی طریقہ پر کیا جائے۔ اگر ہو سکے تو پانچ ہزار بار سے کم اس کلمہ کو نہ کہیں۔ اور زیادتی میں انہیں اختیار ہے۔ کاہلی اور سستی نصیب دشمناں ہو۔ عمل کرنا چاہیے۔ عمل کرنا چاہیے۔ عمل کرنا چاہیے۔

اگر گھر میں کوئی ہے تو ایک بات کافی ہے(۱)

---

(۱) مجدد الف ثانی، شیخ احمد سرہندی، مکاشفات عینیہ ادارہ مجددیہ، کراچی ۱۳۸۴/۱۹۶۵، ص:۶۴۳ مکاشفہ:۲۸

Marfat.com

ضمیمہ:۴

اگر کلمۂ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ نہ ہوتا تو بارگاہ قدس خداوندی جل سلطانہ کی طرف راہ کون دکھاتا؟ توحید کے چہرے سے نقاب کون اٹھاتا اور جنتوں کے دروازے کون کھولتا؟ صفات بشریہ کے بیشمار پہاڑ اس لا کے تیشہ سے ہی کھودے جاتے ہیں۔اور تعلقات کی بے شمار دنیائیں اسی نفی کے تکرار کی برکت سے منتفی ہوتی ہیں۔اور اس کلمۂ طیبہ کا جز ونفی (یعنی لا) باطل معبودوں کی نفی کرتا ہے اور اس کا جزو اثبات معبود برحق جل شانہ کو ثابت کرتا ہے۔اور سالک اسی کلمہ کی مدد سے امکانی درجات کو طے کرتا ہے اور عارف اسی کلمہ کی برکت سے وجوبی معراجوں کی طرف ترقی کرتا ہے۔ یہی کلمۂ توحید تو ہے جو تجلیات افعال سے آدمی کو تجلیات صفات تک لے جاتا ہے اور تجلیات صفات سے تجلیات ذات تک پہنچاتا ہے۔

تا بجا روب لانروبی راہ

نرسی درسرائے اِلَّا اللّٰہُ

(جب تک لا کے جھاڑو سے رستہ صاف نہ کرو گے الا اللہ کی منزل تک نہیں پہنچ سکتے۔)(۱)

---

(۱) مجدد الف ثانی، شیخ احمد سرہندی، مبداء و معاد، مترجم سید زوار حسین شاہ، ادارہ مجددیہ کرچی، ۱۳۰۴ھ/۱۹۸۳ء،ص:۷۹۔۸۰، منہا:۴۹

Marfat.com

ضمیمہ:۵

لفظ ''اللہ'' میں حروف تعریف کے اجتماع کی حکمت

''اللہ'' کا مبارک لفظ الف اور لام سے، جو منجملہ آلات (حروف) تعریف کے ہے اور لفظ ''ہ'' سے کہ وہ بھی منجملہ معرفوں ہی کے ہے، مرکب ہے۔ اور یہ مجموعہ (یعنی الف و لام اور ہ مل کر) ذات واجب الوجود عز سلطانہ کا علم (یعنی ذاتی نام) ہے لہٰذا اس اسم مبارک میں تین قسم کے معرفہ بنا دینے والے اسباب جمع ہو گئے ہیں، باوجودیکہ ان میں سے ہر سبب اسماء کو معرفہ بنانے کے لیے کافی ہوتا ہے۔ لیکن یہاں ان تین اسباب کے جمع ہو جانے میں، اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس اسم اعظم کا مسمی (جس کا یہ نام ہے) جل شانہ اپنی کمال بزرگی، درجہ کی بلندی، اور مرتبہ کی بڑائی کی وجہ سے کسی طریقے پر بھی معرفہ (جانا پہچانا) نہیں ہو سکتا۔ اور کسی طرح پر بھی معلوم نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اگر اسے معرفہ بنایا جا سکتا تو ایک آلہ تعریف (معرفہ بنانے کا ذریعہ) ہی اس کے لیے کافی ہو جاتا۔ کیونکہ مسبب کو موجود کرنے میں کثرت اسباب کا کوئی دخل نہیں ہوا کرتا۔ بلاشبہ وہ تو کسی ایک سبب کے پائے جانے ہی سے موجود ہو جاتا ہے۔ پس جب مسبب ان اسباب میں سے کسی ایک سبب کے پائے جانے سے موجود نہیں ہو سکا تو اس سے یہی سمجھا جائے گا کہ ان دونوں (اسم اور مسمی) کے درمیان میں سببیت کا تعلق ہی نہیں ہے اس لیے جب اللہ تعالیٰ کے حق میں اسباب تعریف کا سبب ہونا ہی باقی نہ رہا تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی شان میں معروف اور معلوم ہونے کا تصور بھی ختم ہو گیا۔ چنانچہ اس بارگاہ قدس تک کسی عالم کا علم نہیں پہنچ سکتا۔ اور اسے معرفہ بنانے میں کسی معرفہ سازی کی معرفہ سازی مفید نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا حق تعالیٰ کی ذات اس سے کہیں بزرگ تر ہے کہ اس کا ادراک کیا جائے اور اس سے کہیں عظیم تر ہے کہ اسے پہچانا جا

Marfat.com

سکے اور اس سے کہیں بلند تر ہے کہ اسے جانا جا سکے۔

اس وضاحت سے سمجھ میں آ گیا ہو گا کہ یہ اسم مبارک (اللہ جل شانہ) دوسرے اسماء سے الگ ہی ہے اور باقی تمام اسماء کے لیے جو احکام ہوتے ہیں یہ ان احکام میں شریک نہیں ہے۔ پس لامحالہ اسی امتیاز اور یکتائی کی وجہ سے یہ اسم حق تعالیٰ وتقدس کی بارگاہ قدس کے لائق ہے۔

یہاں یہ اعتراض نہ کیا جائے کہ جب یہ اسم مبارک اپنے مسمی پر دلالت ہی نہیں کرتا تو یہ نام رکھنے کا فائدہ ہی کیا ہوا؟

اس کے جواب میں ہم کہیں گے کہ نام کے لئے اس لفظ کو مقرر کرنے کا فائدہ یہ ہے کہ جس ذات کا اس کے ساتھ نام رکھا گیا ہے، یہ اسم اسے اپنے ماسوا سے ممتاز اور الگ کر دیتا ہے۔ تاہم ایسا نہیں ہے کہ اس کے ذریعے سے اس ذات کا علم ہو سکے جس کا وہ نام ہے لہٰذا اس مبارک اسم اور دوسرے اسماء کے درمیان ایک دوسرا فرق یہ بھی ہے کہ وہ اسماء اپنے مسمیات پر دلالت کرتی ہیں اور وہ مسمیات (ان ناموں کے ذریعے سے) معلوم ہو جاتے ہیں۔ اور یہ علم (شخصی نام) انہیں اپنے ماسوا سے ممتاز کر دیتا ہے۔ اور اس اسم مقدس میں مسمی کا علم تو نہیں پایا جاتا، لیکن وہ اپنے مسمی کو تمام ماسوا سے ممتاز اور الگ کر دیتا ہے۔ یعنی علم مسمی تو ناپید ہے مگر امتیاز از جمیع ماسوا موجود ہے۔

معرفہ پر حروف تعریف لگانے کی وجہ:

الف ولام کے داخل ہونے سے اسم نکرہ معرفہ بن جاتا ہے، کیونکہ اس آلہ تعریف (یعنی حرف تعریف) سے وہ معرفہ ہو جاتا ہے۔ اور اس اسم مقدس میں الف ولام خود معرفہ پر آیا ہے، اور وہ معرفہ، ہ، یعنی ضمیر غائب ہے جیسا کہ بعض محققین نے بیان کیا

Marfat.com

ہے اللہ تعالیٰ کا نام صرف ''ہ'' ہے جو غیب ہویت پر دلالت کرتا ہے اور الف ولام تعریف کے لیے آیا ہے۔

گویا اس حرف تعریف کو لانے سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مشارالیہ کے تعین میں صرف ضمیر کے ذریعے سے معرفہ ہونا ہی کافی نہیں ہے بلکہ ایک دوسرا آلہ تعریف (حرف تعریف) بھی درکار ہے۔ جو الف اور لام ہے۔ اور لام پر تشدید تعریف میں مبالغہ کے لیے لائی گئی ہے۔ اور جب یہ حرف تعریف باوجود اس مبالغہ کے بھی کافی نہ ہو اور جس کو معرفہ بنانا تھا اس کا تعین حاصل نہ ہو سکا تو لامحالہ اس پورے مجموعے کو تعریف علمی میں لے گئے (یعنی اس تمام مجموعے کو ذات حق کا نام اور علم قرار دیا) کہ شاید وہاں جا کر وہ تعین پیدا کر سکے۔ مگر یہاں بھی کوئی ایسا تعین جو ذات حق کے معلوم ہونے کا باعث بن سکے، حاصل نہ ہو سکا۔ زیادہ سے زیادہ بس یہ ہو سکا کہ ماسوئ سے ایک طرح کا امتیاز حاصل ہو گیا۔ پس پاک ہے وہ ذات جس نے مخلوق کے لیے سوائے معرفت سے عاجز ہونے کے اپنی طرف کوئی راہ نہیں بنائی۔

علم کے دو حروف تعریف سے مرکب ہونے کی وجہ:

اس مقدس علم (ذاتی نام) کا دو قسم کے حروف تعریف سے مرکب ہونا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ کمال عظمت والا اور عقول و افہام کے ادراک سے بالاتر ہونے کی وجہ سے مسمی (جس کا وہ نام ہے) کے تعین میں صرف علمیت (ذاتی نام ہونا) ہی کافی نہیں ہے۔ لہٰذا تعریف مذکور کے لیے متعدد اسباب کی ضرورت ہوئی۔ اس کے باوجود پھر بھی وہ بالکل معلوم نہ ہو سکا اور قطعاً نہ پہچانا جا سکا۔

Marfat.com

حروف تعریف کی کثرت کی وجہ:

اگرچہ معرفہ کے وجود میں آلات تعریف (حروف تعریف) کی کثرت کو کوئی دخل نہیں ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور صرف ایک آلہ تعریف بھی کافی ہوتا ہے۔ لیکن آلات تعریف کو کثرت کے ساتھ لانے میں اس طرف اشارہ ہے کہ اس کا مسمی مجہول و نامعلوم ہے اور وہ ''سبحانہ تعالیٰ'' ادراک سے بہت بعید و بالاتر ہے۔(۱)

(۱) مجدد الف ثانی، شیخ احمد سرہندی، معارف لدنیہ مترجم سید زوار حسین شاہ، ادارہ مجددیہ کراچی، ۱۴۰۶ معرفت ۱-۲۔ ص ۸۵۔۸۹۔

Marfat.com

عکس

Marfat.com

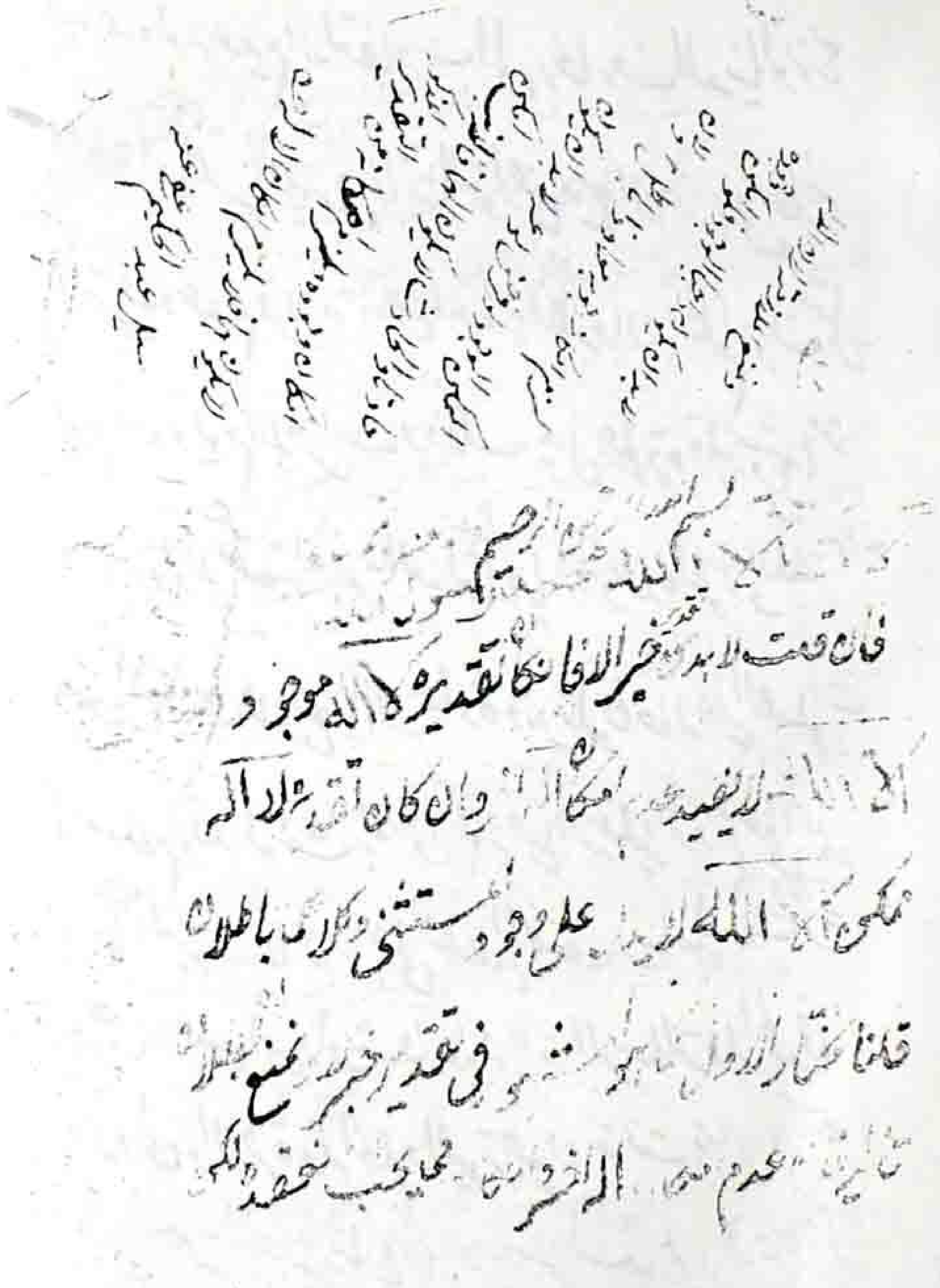

مخطوطہ مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان اسلام آباد...... پہلا ورق

Marfat.com

لسببه ولونه عديم الالتفات الى زخارف الدنيا كونه مع

الفقراء والمساكين في غاية التواضع ومع الاغنياء في غاية

الترفع وعدم فراره من اعدائه قط وان عظم الخوف مثل

يوم احد ويوم الاحزاب وذلك يدل على قوة قلبه وشهامته

جنانه ولولا ثقته بوعد الله تعالى اياه وعده لعوذ الله

من الناس لامتنع ذلك عادة ولا يتلو له حاله عليه الصلوات

والسلام وقد ثبت بلا ارتياب كونه صلى الله عليه وآله وسلم على اعلى

درجات النبوت كما لا يخفى على الفطن المنصف ربنا من لدنك رحمة

وهيئ لنا من امرنا رشدا فلك تمت الرسالة والحمد في

الاولى والآخرة وله الحكم واليه ترجعون قد تمت هذه الرسالة

Marfat.com

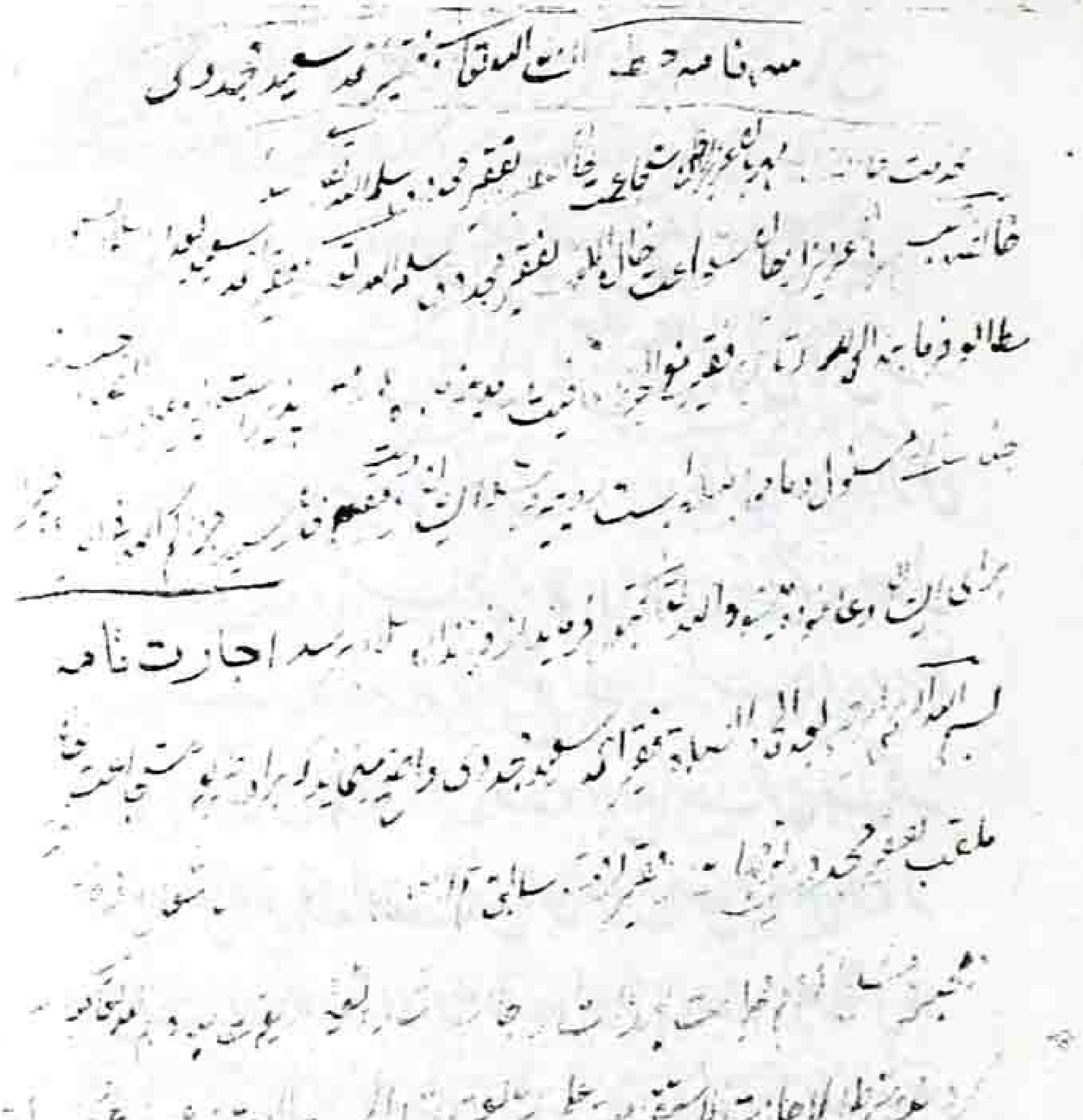
اجازت نامه

(حضرت شاہ احمد سعید مجددی رحمۃ اللہ علیہ کا اجازت نامہ بنام شجاعت خان ملقب بہ فقیر مجددی)

Marfat.com

وبه نستعين

بسم الله الرحمن الرحيم — رب يسر وتمم بالخير

لا اله الا الله محمد رسول الله فان قلت لا بد من تقدير لا فان كان تقديره
لا اله موجود الا الله لا يفيد عدم امكان اله آخر وان كان تقديره لا اله ممكن
الا الله لا يدل على وجود المستثنى وكلاهما باطلان قلنا نختار الاول
كما هو المشهور في تقدير خبر لا ونمنع بطلان تاليه فان عدم امكان
اله آخر وان كان مما يجب ان نعتقده لكن لا يجب ان يدل كلمة
التوحيد على كل ما هو كذلك فمن الجائز ان اكتفي فيها على الدلالة
بان ليس في الوجود اله الا الله سبحانه كما هو المقصود والعمدة في هذا
المطلب فان قلت لا حاجة الى اثبات خبر لا في لغة بني تميم على ما نقله
ابن الحاجب من انهم لا يثبتون خبرها قلنا هو غير معتمد عند المحققين حتى قال
الاندلسي لا ادري من اين نقله ولعله بمقايسة وقال والحق ان بني
تميم يحذفونه وجوبا اذا كان جوابا عن السوال او قامت قرينة
دالة عليه واذا لم يقم فلا يجوز حذفه راسا اذ لا دليل عليه لبنو تميم اذن
كاهل الحجاز في ايجاب الاتيان به والله المستعان قال السيد
السند في حواشيه على الكشاف كما تاهت العقلاء في ذاته تعالى

دو صفحات

نسخہ کابل: میاں محمد عمر جان...... پہلا ورق

مع كونه امياً وتحمله في تبليغ الرسالة انواع المشقات حتى قال ما اوذي نبي مثل ما اوذيت وصبره عليها بلا فتور في عزيمته ولما آتى علي الاعداء وبلغ الرتبة الرفيعة في نفاذ امره في الاموال والانفس لم يتغير عما كان عليه بل بقي من اول عمره الى آخره على طريقة واحدة مرضية وكونه في غاية الشفقة على امته حتى خوطب بقوله عز وجل فلا تذهب نفسك عليهم حسرات وفي غاية السخاوة حتى عوتب بقوله ولا تبسطها كل البسط وكونه عديم الالتفات الى الدنيا وكونه مع الفقراء والمساكين في غاية التواضع ومع الاغنياء في غاية الترفع وعدم فراره من اعدائه قط وان عظم الخوف مثل يوم احد ويوم احزاب فذلك يدل على قوة قلبه وشجاعته وجنانه ولولا ثقته بعصمة الله تعالى اياه كما وعده لقوله والله يعصمك من الناس لامتنع ذلك عادة ثم تلون حاله عليه الصلوة والسلام وقد تلونت به الاحوال كاف على كونه صلى الله عليه وآله وسلم على اعلى درجات النبوة كما لا يخفى على الفطن المنصف ربنا آتنا من لدنك رحمة وهيئ لنا من امرنا رشدا

فليكن هذا آخر الرسالة ولله الحمد في

الاولى والآخرة

وله الحكم واليه ترجعون

تم تم تم

نسخہ کابل: میاں محمد عمر جان...... آخری ورق

Marfat.com

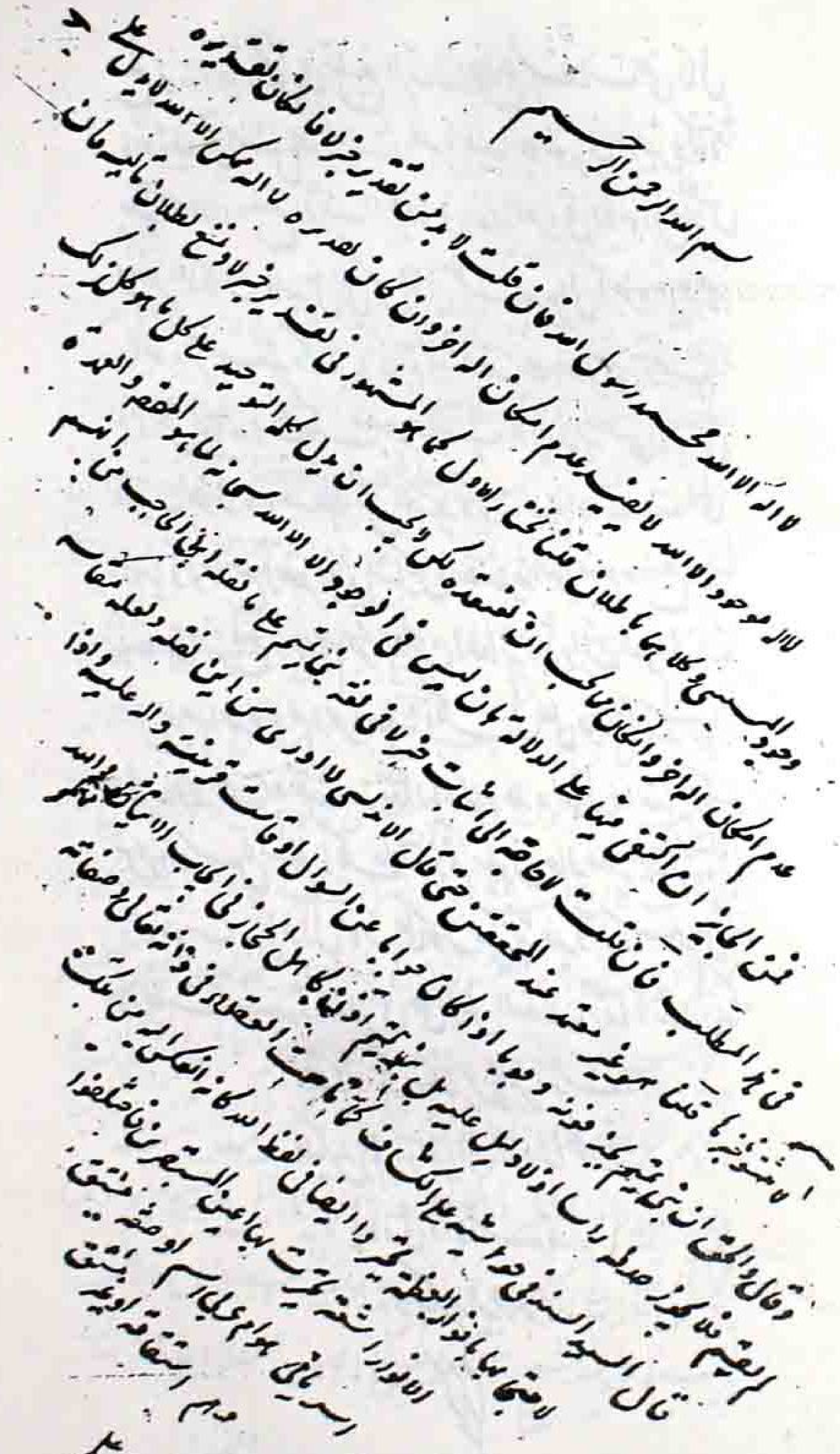
بسم الله الرحمن الرحيم
لا اله الا الله محمد رسول الله فان قلت لا بد من تقدير خبر لا فما يكون تقديره على
لا اله موجود الا الله لا يفيد عدم امكان اله آخر وان كان تقديره لا اله ممكن الا الله لا يدل على [illegible]
وجود المسمى وكلاهما باطلان قلنا تقديره الاول كما هو المشهور [illegible]
عدم امكان اله آخر وامكانه [illegible] بل يجب ان يدل كلمة التوحيد على كل ما هو [illegible] والعمدة
نفي الجائز [illegible] على الدلالة [illegible] ليس في الوجود الا الله سبحانه [illegible]
في هذا المطلب فان قلت لا حاجة الى اثبات خبر [illegible]
[illegible] عند المحققين حتى قال [illegible]
[illegible]

نسخهٔ کابل: ...... پہلا ورق

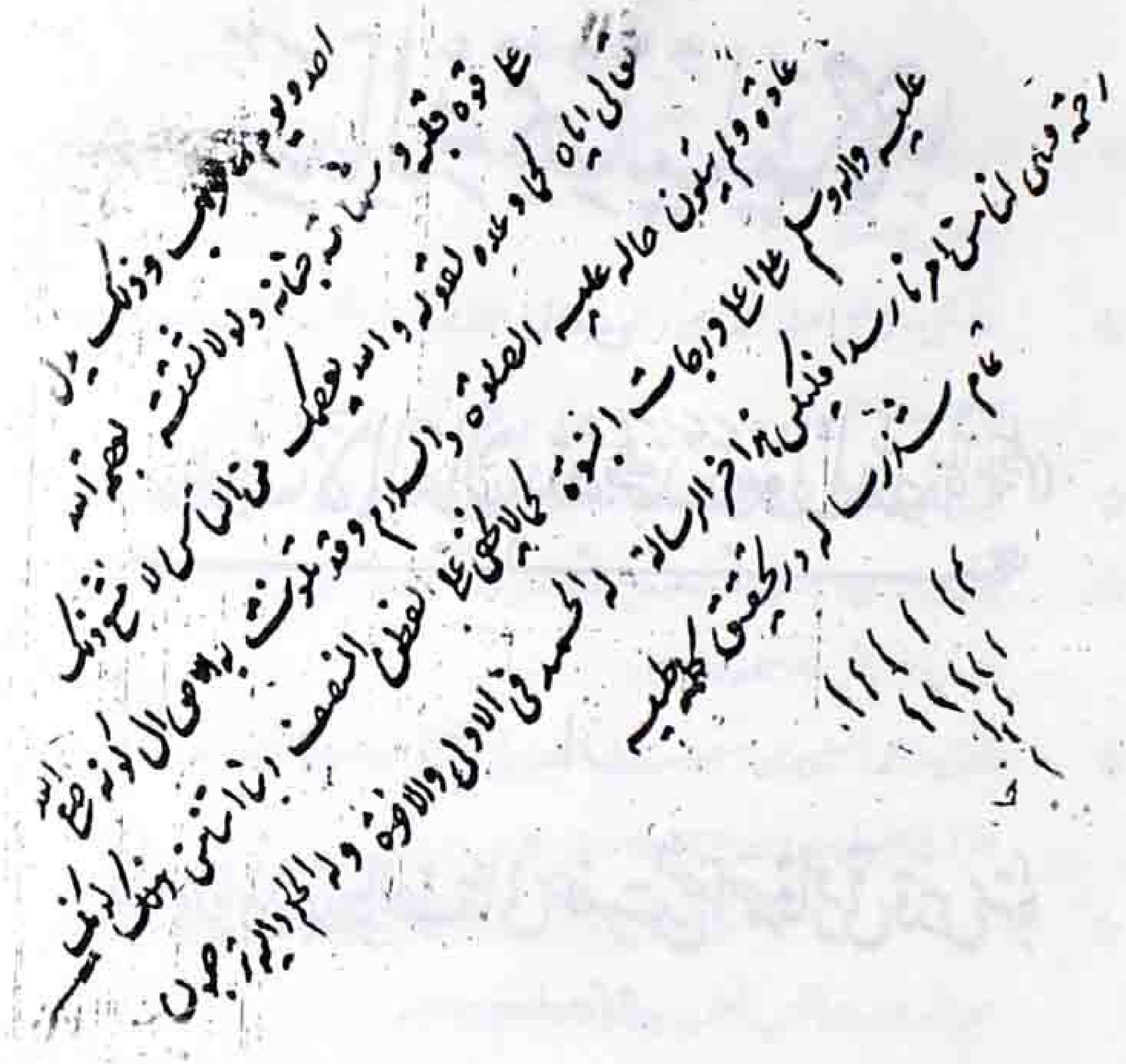

نسخہ کابل: .....آخری ورق

رسالۂ تہلیلیہ

یعنی

معارف لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

از

امام ربّانی مجدد الفِ ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی قدس سرّہ

مع اردو ترجمہ

ناشر

۱۹۶۵ء ادارۂ مجدّدیہ ۱۳۸۴ھ

۵/۲.H. III. ناظم آباد۔ کراچی ۱۸

(مطبوعہ ایجوکیشنل پریس کراچی) قیمت ۷۵ پیسے

ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں کی کوشش سے شائع ہونے والے رسالہ کے سرورق کا عکس

Marfat.com

کتابیات

☆ احمد بن حنبل، امام، المسند، تحقیق ابو صہیب الکرمی، بیت الافکار الدولیۃ الریاض، ۱۴۲۲ھ/۲۰۰۲ء

☆ الایجی، قاضی عضد الدین، المواقف، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۱۹ھ/۱۹۹۸ء

☆ البانی، محمد ناصر الدین، التعلیقات الحسان علی صحیح ابن حبان، دار باوزیر، جدہ

☆ بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، تحقیق ابو صہیب الکرمی، بیت الافکار الدولیۃ الریاض، ۱۴۱۹ھ/۱۹۹۸ء

☆ بغوی، ابو محمد الحسین بن مسعود، معالم التنزیل، تحقیق عبد الرزاق المہدی، دار الاحیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۲۰ھ/۲۰۰۰ء

☆ شرح السنۃ، تحقیق علی محمد معوض، الشیخ عادل احمد عبد الموجود، دار الکتب العلمیۃ بیروت، ۱۴۲۴ھ/۲۰۰۲ء

☆ بیضاوی، ابو سعید عبد اللہ ابن عمر، انوار التنزیل و اسرار التاویل، دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔

☆ الترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، جامع الترمذی، بیت الافکار الدولیۃ الریاض،

☆ التفتازانی، مسعود بن عمر بن عبد اللہ، شرح المقاصد، دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔ ۱۴۲۲ھ/۲۰۰۱ء

☆ جامی، عبد الرحمٰن، نفحات الانس عن حضرات القدس، تحقیق: محمد ادیب الجارد دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۲۴ھ/۲۰۰۲ء

☆ الجرجانی، السید الشریف علی بن محمد، حاشیۃ علی الکشاف عن حقائق التنزیل وعیون الاقاویل فی وجوہ التاویل، انتشارات آفتاب، تہران

Marfat.com

☆ جہانگیری، ڈاکٹر محسن محی الدین، ابن عربی حیات و آثار
مترجمین: احمد جاوید، سہیل عمر، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور، ۱۹۸۹ء

☆ الحاکم، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ، المستدرک علی الصحیحین، تحقیق حمدی الدمرداش محمد، المکتبۃ العصریۃ، بیروت، ۱۴۲۰ھ/۲۰۰۰ء

☆ حریری، غلام احمد، تاریخ تفسیر و مفسرین، ملک سنز، فیصل آباد، ۱۹۹۳ء

☆ ابوالحسین، مسلم بن الحجاج القشیری، صحیح مسلم، تحقیق: ابوصھیب الکرمی، بیت الافکار الدولیۃ، ۱۴۱۹ھ/۱۹۹۸ء

☆ ابن خلکان، احمد بن محمد بن ابی بکر، وفیات الاعیان و انباء ابناء الزمان، تحقیق الدکتور احسان عباس، منشورات الشریف الرضی قم، ۱۳۶۴

☆ خورشید حسین بخاری، سید، الکمال، مکتبہ کاروان، ملتان، ۲۰۰۱ء

☆ رازی، فخر الدین محمد بن عمر بن حسین، مفاتیح الغیب، دار الکتب العلمیۃ، بیروت ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۰ء

☆ الزرکلی، خیر الدین، الاعلام، دار العلم للملایین، بیروت، ۱۹۹۰ء

☆ الدارمی ابومحمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن، مسند الدارمی، تحقیق: حسین سلیم اسد الدرانی، دار المغنی، الریاض ۱۴۲۱ھ/۲۰۰۰ء

☆ السجستانی، ابوداؤد سلیمان بن الاشعث، سنن ابی داؤد، بیت الافکار الدولیۃ، الریاض

☆ شمس ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس، مقام نبوت، تحقیقات، لاہور، ۲۰۰۹ء

☆ ارمغان امام ربانی، تحقیقات لاہور، ۲۰۱۰ء

☆ مکتوبات امام ربانی کے مآخذ، تحقیقات لاہور، ۲۰۰۹ء

☆ عبد العلی، ظفر الاسلام، فکر اسلامی کے فروغ میں شیخ احمد سرہندی کی خدمات، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ، ۲۰۰۵ء

Marfat.com

☆ عراقی، فخر الدین ابراهیم، کلیات عراقی، به کوشش: سعید نفیسی، انتشارات کتابخانہ سنائی، ۱۳۷۵ھ

☆ ابن عربی، محی الدین محمد بن علی، حکم الفصوص و حکم الفتوحات تحقیق: الشیخ احمد فرید، المزیدی، دار الآفاق العربیۃ، قاہرہ، ۱۴۲۸ھ/۲۰۰۷ء

☆ ابن عربی، محی الدین محمد بن علی، فصوص الحکم، دار الکتب العربی، بیروت، ۲۰۰۲ء

☆ الفارسی، الامیر علاء الدین علی بن بلبان، صحیح ابن حبان بترتیب ابن بلبان، تحقیق، شعیب الارنووط، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۷ء

☆ فاروقی، ابوالحسن زید، حضرت مجدد اوران کے ناقدین، پروگریسو بکس لاہور مقامات خیر دہلی، ۱۹۸۹

☆ القاشانی، عبدالرزاق بن احمد، شرح القاشانی علی فصوص الحکم، تحقیق، الشیخ الدکتور ابراہیم الکیالی، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۲۰۰۷

☆ قونوی، صدر الدین محمد بن اسحاق، رسالۃ النصوص، تعلیقات، آقا میرزا ہاشم اشکوری، مشہد، ۱۳۶۲ھ

☆ کاتب الجلبی، مصطفیٰ آفندی، کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون، دار احیاء التراث العربی، بیروت

☆ کشمی، خواجہ ہاشم، زبدۃ المقامات، مکتبہ الیشیق، استنبول ۱۳۹۷ھ/۱۹۷۷ء

☆ الکلاباذی، ابوبکر بن ابواسحاق محمد بن ابراہیم، التعرف لمذہب اهل التصوف، تحقیق: احمد شمس الدین، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۲۰۰۱ء

☆ گنگوہی، شیخ عبدالقدوس، مجموعہ مکتوبات قدوسیہ، مترجم: واحد بخش سیال، الفیصل ناشران، لاہور، ۲۰۰۴ء

Marfat.com

☆ مجدد الف ثانی، شیخ احمد سرہندی، مبدا و معاد، ادارہ مجددیہ، کراچی، ۱۴۰۴ھ/۱۹۸۴ء

☆ رسالۂ تہلیلیہ، ادارہ مجددیہ، کراچی، ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء

☆ مکاشفات غیبیہ، ادارہ مجددیہ، کراچی

☆ مکتوبات امام ربانی، مترجم: سید زوار حسین شاہ، ادارہ مجددیہ، کراچی، ۱۹۹۳ء

☆ مکتوبات امام ربانی، تحقیق ایوب گنجی، انتشارات صدیقی، تہران، ۱۴۲۵ھ

☆ محمد اختر چیمہ، ڈاکٹر، مقام شیخ فخر الدین عراقی در تصوف اسلامی، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، ۱۹۹۴ء

☆ محمد عبد الرحیم، العارف باللہ الجنید البغدادی، دار الفکر، بیروت ۱۴۱۶ھ/۱۹۹۶ء

☆ شیخ محمد اکرام، ڈاکٹر، رود کوثر، ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور، ۱۹۹۱ء

☆ الشیخ احمد فرید، المزیدی، الامام الجنید سید الطائفتین، دار الکتب العلمیۃ بیروت، ۱۴۲۷ھ/۲۰۰۶ء

☆ المناوی، محمد عبد الرؤف الکواکب الدریۃ فی تراجم السادۃ الصوفیۃ، تحقیق: محمد ادیب الجارد، دار صادر، بیروت، ۱۹۹۹ء

☆ وحدت گل، عبد الاحد، الجنات الثمانیہ، تحقیق: محمد بدر الاسلام الصدیقی، الخانقاہ السلطانیہ جہلم، ۲۰۰۷ء/۱۴۲۸ھ

☆ یوسف الیامہ سرکیس، معجم المطبوعات العربیۃ والمعربۃ، منشورات مکتبہ آیت اللہ العظمی المرعشی النجفی، ۱۶۱۰ء

Marfat.com

موسوعات:

☆ موسوعة اعلام العلماء والادباد العرب والمسلمين ،دارالجيل،بيروت، ۱۴۲۵ھ/۲۰۰۵ء

☆ اردو دائرہ معارف اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی، لاہور، ۱۳۸۱ھ/۱۹۶۲ء

☆ Encyclopaedia Iranica, New York 2001

☆ The Encyclopaedia of Islam Leiden 1986

☆☆☆

Marfat.com

prescribed books and the beginning of intrinsic sciences. This tract of twelve pages was his first endeavour. He started it with the phrase "Fa in qul ta la buddah min taqdir-i-Khabar-i-la" which indicates that his studies were still continuing. Some consider that he wrote it after the demise of his father, since on page six he refers to his father as his late father. I think this has been added when the fair copy was made, as was also the addition on page eleven.

After the death of Makhdoom he became the spiritual disciple of Khwaja Baqi Billah and enriched himself with the bounties of the Naqshbandi School. After his attachment with Khwaja all his writings reveal the Naqshbandi thoughts but Risala-e-Tahliliah is devoid of it, so also Risala Ithbat-e-Nabuwwah and Risala Radd-e-Shia, as all these tracts had been written before he joined the Naqshbandi School.

The urdu version alongwith the text of this booklet was published earlier by Dr. Ghulam Mustafa Khan's efforts. Now this very book is the corrected text of 'Tahliliah' and all the things on this very topic written by Shaykh is complied in this very book including Urdu translation, preface, and marginal notes. There were some mistakes in Encyclopaedia Iranica and the Encyclopaedia of Islam about this work. These mistakes are also pointed out in the preface.

Marfat.com

experience, elucidate the nature and characteristics of its different stages, and assess their value and significance. Again for the first time, a Sufi of his eminence clearly distinguished between the Prophetic way and the saintly way to God and judged the latter in the light of the former. With an unusual boldness, Sirhindī reviewed the whole history of Sufism, explained what ideas and practices are within the bounds of the Sharī'ah. He particularly subjected the philosophy of *wahdat 'l-wujūd* to searching criticism, and censured its consequences to Islamic beliefs, values and practices. Last but not least, he expounded theosophy in place of *wahdat 'l-wujūd* that agreed with the highest mystic experience of difference (*farq*), on the one hand, and the Islamic Sharī'ah on the other.

His 'Maktubat' and 'tracts' have a significant role in his intellectual and practical struggle to protect Islamic thought. One of these manuscripts is 'Tahliliyah' which is consists of the explanation and anatomy of "Kalimah-e-Tawhid" and related issues. While elaborating the second part of kalimah he has described the wonders and sublimity of Prophet Muhammad (PBUH). Shaykh Abu-Al-Hassan Zaid Farooqi introduces this booklet in the following words.

From a perusal of 'Risala-e-Tahliliah' it appears that Mujaddid wrote it when he was discussing the realities and intricacies of Awarif, Fatohat and Fasoos with Makhdoom Shaykh Abdul Ahad. It was the end of the study of

Marfat.com

TAHLĪLĪYYAH

(TAHQEEQ AL-KALIMĀH AL-TAYYABAH)

Shaykh Ahmad Sirhindi (971 A.H. /1564A.D. – 1034/1624), known by Mujaddid Alif Thani, (May God be pleased with him) served as a defender of Islam and took care of the ideological and practical boundaries of Islam and hence be called upon as "The defender of the Assets of the Muslims". He anticipated anti-Islamic policies of King Akbar and so worked for the security of intellectual and ideological school of thought of Islam. It was due to his services for Islam that he was given the title of "Mujaddid Alif Thani". He impressed the Ummah with his guidelines for state and politics and invited the attention of the Ulemas (learned persons) towards their actual task of spreading Islam and taking care of Islamic ideology. He observed not only the components but also the fundamental principles of Sufism.

The work which I have mentioned above is only a part of what Shaykh Ahmad Sirhindi did, and is by no means the best. Far more important in many respects is his work concerning *tasawwuf* and its relation with the Prophetic Islam.

> For the first time in the history of Sufism, a mystic of his caliber came to discuss mystic

Marfat.com

Dedication

Haji Muhammad Arshad Qureshi (R.A)

Founder Tasawwuf Foundation, Lahore
whose name will be remembered with
love and regard for his excellent services
in publishing valuable classic books
on Islam and Sufism.

Marfat.com

All right Reserved with Editor

Title: TAHLĪLĪYYAH
(TAHQEEQ AL-KALIMAH AL-TAYYABAH)

Editor: Dr. Muhammad Humayun Abbas Shams
Ph.D. (B.Z. University Multan, Pakistan)
Post Doc. (University of Glasgow, Glasgow, U.K.)

Proof Reading: Shahid Hussain

Published by: Tasawwuf Foundation, Ganj Bakhsh Road, Lahore

Price: 200 Rs

First Edition: August 2010/ Ramadhān 31 A.H.

297.4 TAH Tahliliyah: Tahqeeq Al-Kalimah Al-Tayyabah by Shaykh Ahmad Sirhindi edited by Dr. Humayun Abbas

Lahore: Tasawwuf Foundation, 2010

160p

1. Sufism 2. Explaination of Kalimah Tayyabah
3. Towheed & Risalah

Marfat.com

TAHLĪLĪYYAH

(TAHQEEQ AL-KALIMAH AL-TAYYABAH)

By

Shaykh Ahmad Sirhindi

Editor
Dr. Humayun Abbas
Ph.D. (B.Z.U. Multan)
Post Doc. (Glasgow U.K.)
Department of Islamic Studies
GC University Lahore

TASAWWUF FOUNDATION
LIBRARY-RESEARCH PUBLICATIONS
Samanabad, Lahore, Pakistan.

Marfat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

TAHLĪLĪYYAH

(TAHQEEQ AL-KALIMAH AL-TAYYABAH)

Marfat.com

TAHLĪLĪYYAH

(TAHQEEQ AL-KALIMAH AL-TAYYABAH)

BY

Shaykh Ahmad Sirhindi

Editor

Dr.Humayun Abbas

Ph.D.(B.Z.U.Multan)
Post Dos. (Glasgow U.K.)
Department of Islamic Studies
GC University Lahore

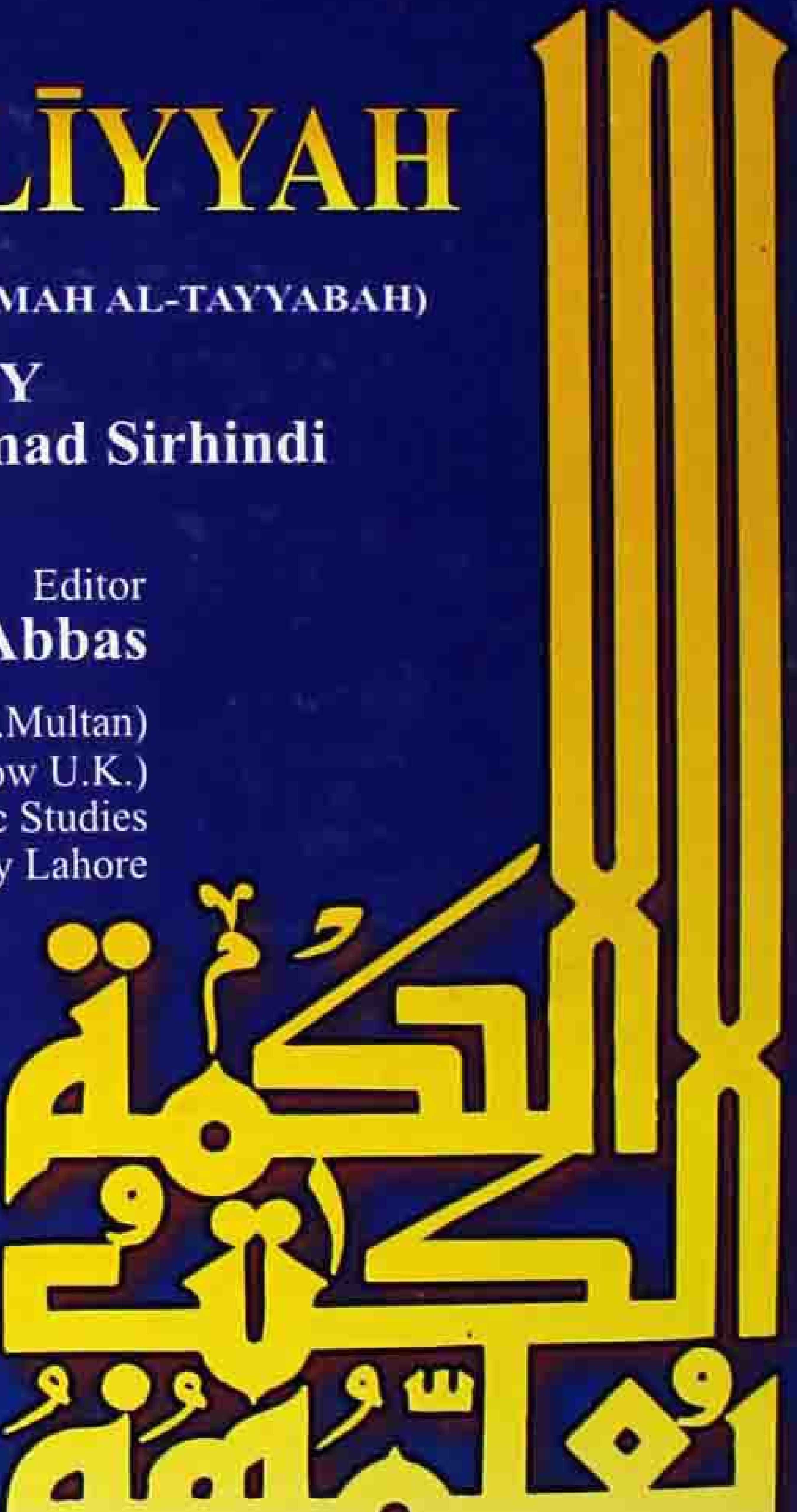

تصوف فاؤنڈیشن ۱۴۱۹

Marfat.com